[illegible] بروم ہو یاد تیری
جبتک زبان ہے منہہ مین جاری ہو نام تیرا

[illegible] ایمان ہے ہمارا
احمد رسول تیرا مصحف کلام تیرا

[illegible] محمد بدر الدجی محمد
ہے نور پاک روشن ہر صبح و شام تیرا

[illegible] ے در کا ہون مین سلامی
آیا سلام جسکو پہنچا پیام تیرا

[illegible] الا پستی سے دے بلندی
اسفل مقام میرا اعلی مقام تیرا

[illegible] ہے بے شبہہ ذات تیری
واحد احد صمد ہے اللہ نام تیرا

[illegible] ہو نہین جی بہر کے کیون شاکی لون مین
دیتا ہے رزق سبکو ہے فیض عام تیرا

یہہ **داغ** ہی نہوگا تیرے سوا کسیکا
کونین مین ہے جو کچھہ وہ ہے تمام تیرا

[illegible] پہ غضب ٹوٹ کے آنا دل کا
یاد آتا ہے ہمین ہاے زمانا دل کا

[illegible] شہہ چوم لو بیساختہ پیار آجائے
مین سناؤن جو کبھی دل سے فسانا دل کا

[illegible] یار نے کی خانہ خرابی ایسی
نہ ٹھکانا ہے جگر کا نہ ٹھکانا دل کا

[illegible] ہدی ہی لگائی نہین آتی تک اب
کیونکر آیا تجھے غیرون سے لگانا دل کا

[illegible] کو وہ مٹھی مین لئے آتے تھے
مین نے پوچھا تو کیا مجھہ سے بہانا دل کا

[illegible] سینونکا رکٹین ہی رہے یا اللہ
ہوش آتا ہے تو آتا ہے ستانا دل کا

[illegible] خدا اور جگہہ سینہ و پہلو کے سوا
کہ برے وقت مین ہو جائے ٹھکانا دل کا

[illegible] آغوش سے کیا ہی وہ تڑپ کر نکلے
انکا جانا تھا الہی کہ یہہ جانا دل کا

نگہِ شرم کو بیتاب کیا کام کیا — رنگ لایا تری آنکھون مین سمانا دل کا

انگلیان تارِ گریبان مین الجھہ جاتی ہین — سخت دشوار ہی ہاتون سے دبانا دل کا

حور کی شکل ہو تم نور کے پتلے ہو تم — اور اسپر تمہین آتا ہی جلانا دل کا

چھوڑ کر اسکو تری بزم سے کیونکر جاؤن — اک جنازے کا اٹھانا ہی اٹھانا دل کا

بے دلی کا جو کہا حال تو فرماتے ہین — کر لیا تو نے کہین اور ٹھکانا دل کا

بعد مدت کے یہہ ای **داغ** سمجھہ مین آیا
وہی دانا ہی کہا جس نے نہ مانا دل کا

سبب کھلا یہہ ہمین انکے منہہ چھپانے کا — اڑا نہ لے کوئی انداز مسکرانے کا

طریق خوب ہی یہہ عمر کے بڑھانے کا — کہ منتظر رہون تا حشر اسکے آنے کا

چڑھاؤ پھول مری قبر پر جو آئے ہو — کہ اب زمانہ گیا تیوری چڑھانے کا

وہ عذرِ جرم کو بدتر گناہ سے سمجھے — کوئی محل نہ رہا اب قسم بھی کھانے کا

بہ تنگ آکے جو کی مین نے ترک رسم وفا — ہر اک سے کہتے ہین یہہ حال ہی زمانے کا

جفائین کرتے ہین تھم تھم کے اس خیال سے وہ — گیا تو پھر یہہ نہین میرے ستانے کا

نہ سوچے ہم کہ تہ تیغ ہوگی خلق اللہ — گھٹا نہ حوصلہ قاتل کے دل لگانے کا

اثر ہی اب کی مے تند مین وہ ای زاہد — کہ نقشہ تک بھی نہ اترے شرابخانے کا

سما گیا ہی نگاہون مین ایسے ویسے کیا — رقیب ہی یا بھی ہو آدمی ٹھکانے کا

ہی چاٹ مجھے تلخیِ محبت کی — علاج زہر سے مشکل ہی زہر کھانے کا

تمہیں رقیب نے بھیجا کھلا ہوا پرچہ ۔۔۔ نہ تھا نصیب لفافہ بھی آدھ آنے کا
لگی ٹھکانے سے بلبل کی خانہ بربادی ۔۔۔ چراغ گل میں بھی تنکا ہے آشیانے کا

خطا معاف تم اے داغ اور خواہش وصل
قصور ہے یہہ فقط اُنکے مُنھ لگانے کا

دل مجھہ سے ترا ہاے ستمگر نہیں ملتا ۔۔۔ مر جاؤں گلا کاٹ کے خنجر نہیں ملتا
وہ دن بھی کسی سے وہ برابر نہیں ملتا ۔۔۔ یہ اور قیامت ہے کہ ملکر نہیں ملتا
یا ترک ملاقات کی خو ہو گئی اونکو ۔۔۔ یا یہہ ہے کہ مجھہ سے کوئی بہتر نہیں ملتا
ایکاش ہم اب ٹھوکریں کھاکر ہی سنبھلتے ۔۔۔ سر ملتے ہیں اُس کوچہ میں پتھر نہیں ملتا
زاہد نے اوڑائے تو صفات ملکوتی ۔۔۔ حضرت کا فرشتوں سے ابھی پر نہیں ملتا
انکار سے اُمید ہے اقرار سے ہے یاس ۔۔۔ جب وعدہ کیا پھر وہ مقرر نہیں ملتا
کیا پوچھتے ہو بزم میں کیا ڈھونڈ رہے ہو ۔۔۔ اوصاف بتادوں دل مضطر نہیں ملتا
تصویر تو پیدا ہے مصور نہیں پیدا ۔۔۔ آئینہ تو ملتا ہے سکندر نہیں ملتا
ہر آبلے میں خار ہے ہر زخم میں پیکان ۔۔۔ ملتے سے مرے جان کوئی کیونکر نہیں ملتا
کیونکر نہ مریں موت پہ بیمار محبت ۔۔۔ ایسا یہ مزا ہے کہ مکرر نہیں ملتا
کیا عید کے دن بھی رمضان ہے کہ جو ساقی ۔۔۔ مجھکو نہیں ملتا کوئی ساغر نہیں ملتا
محفل میں تری عید کے دن ملے گلے سے ۔۔۔ وہ کونسا فتنہ ہے جو اٹھکر نہیں ملتا
پروانہ کا بھی وقت ہے بلبل کا بھی موسم ۔۔۔ مرتا ہوں جو معشوق گھڑی بھر نہیں ملتا

یارب مرے اشکو نسے نہ تاثیر جدا ہو
اس قافلہ سے کوئی بچھڑکر نہین ملتا

اس سے ہی کوئی وصل کی صورت نکل آتی
عکس آپکا آئینہ سے باہر نہین ملتا

ہر وقت پڑھے جاتے ہین کیون **داغ** کے اشعار
کیا تمکو کوئی اور سخنور نہین ملتا

حسینون کی وفا کیسی جفا کیا
جو دل آیا تو پھر اچھا برا کیا

برا کہنے سے کہیئے مدعا کیا
یہ سنکر چپ رہیگا دوسرا کیا

وہ رہین کیون پرسش روز جزا سے
جو پوچھے ہمکو اسکا پوچھنا کیا

نگاہ ناز سے دیکھین وہ پھر کیون
مکرر جو ادا ہو وہ ادا کیا

بگڑ بیٹھے عبث ذکر عدو پر
سنا کیا آپ نے مین نے کہا کیا

وہ دل کو چیر کر سو بار دیکھین
نکلتا ہی ہمارا مدعا کیا

ادا چاک گریبان کی اڑا دی
کھلے رہتے تھے یون بند قبا کیا

یہ سنوایا فغان بے اثر نے
کریگا اور تو اس سے سوا کیا

مری صحبت سے کیون بچتے ہین احباب
ابھی جیتے جی مین مر گیا کیا

ذرا دم لو کہین گے حال دل بھی
ہمارے لب پہ رکھا ہی گلا کیا

عدو ہو وصل ہو میرے گلے ہون
ترے دلمین بھی ہین ارمان کیا کیا

کبھی تڑپا کے دل پر ہات رکھنا
کبھی کہنا اسے یہہ ہو گیا کیا

نگاہ رحم جرم عشق پر کیون
یہہ کی ہی بخشوانے کو خطا کیا

کہا ظالم نے سنکر داغ کا حال
بہت اچھے ہین اُنکا پوچھنا کیا

بُرا ہی شاد کو ناشاد کرنا
سمجھکر سونچکر بیداد کرنا

نہین آتا ہمین برباد کرنا
یہہ پھر کہنا یہہ پھر ارشاد کرنا

عدو کے غم مین یون فریاد ہر وقت
بھلا دونگا تجھے مین یاد کرنا

مرے صیاد کو اک کھیل ٹھیرا
پھنساکر دام مین آزاد کرنا

جو آنکھون مین ہی دل مین ہو وہی نور
الٰہی دونون گھر آباد کرنا

رہے بعد فنا بھی جس کی لذّت
قسم ہی تمکو وہ بیداد کرنا

ہمین شوق جفا ہی یہہ تو کہدو
نکرنا یا ستم ایجاد کرنا

غم دنیا و دین مین مبتلا ہون
مرے مولا مری امداد کرنا

چھپانا راز وصل احباب سے داغ
پھر ارمان مبارکباد کرنا

مین راز دل بیان کرون انجمن مین کیا
تکیہ کلام آپکا ہی ہر سخن مین کیا

تعریف پر مری یہہ اُلجھنا سخن مین کیا
پھرتا ہی نام غیر کا تیرے دہن مین کیا

ہی ساتھہ ساتھہ شام غریبی کے کچھہ دھُوان
یارون نے گھر کو آگ لگا دی وطن مین کیا

فتنہ فساد رشک تغافل غرور ناز
اسکے سوا ہی اور تری انجمن مین کیا

مین خُلد مین ہون اور نکیرین تو قبر مین
خالی کفن پڑا ہی دہرا ہی کفن مین کیا

قاصد کے فیصلہ سے مرے ہوش اڑ گئے
کیا جانے کہدیا اُسے دیوانہ پن مین کیا

غربت مین پوچھہ لیتے ہین بادِ صبا سے ہم
رہتا ہی ذکر خیر ہمارا وطن مین کیا

کیون سخت گفتگو نہین کرتے رقیب سے
کچھہ چوٹ لگتی ہی لب ہمان شکن مین کیا

مٹھی مین دل تھا جو اُٹھے ہات جھاڑ کے
اُلجھا ہوا ہی زلف شکن در شکن مین کیا

عرض وصال پر یہہ دو حرفی جواب ہی
ہر اک سخن مین کیون کبھی ہر اک سخن مین کیا

زیر زمین بھی مجھہ پہ قیامت بپا رہی
فتنہ کا عطر اُسنے ملا تھا کفن مین کیا

اُس بیوفا کے شکوہ سے بے چین ہو گیا
بیٹھا مبرکے آگ لگی تن بدن مین کیا

تجھکو بھی ہی خبر ترے ملنے کے ڈھنگ ہین
خلوت مین کیا خیال مین کیا انجمن مین کیا

تسخیر جذب عشق کی تاثیر الاماں
جادو ہی آپ کی نگہ سحر فن مین کیا

سُن سُن کے میری شوخی تقریر یون کہا
توبہ ہی یہہ زبان رہیگی دہن مین کیا

اے داغ قدر دان سخن اب وہین تو ہین
تعریف اس غزل کی نہ ہو گی دکن مین کیا

توبہ توبہ سر تسلیم جھکایا جاتا
ہم جو سمجھے تھے اگر تجھہ مین نہ پایا جاتا

مین کسی دن جو عنایت سے بُلایا جاتا
پیشتر مجھہ سے مجھے چھوڑ کے سایا جاتا

اے نزاکت ترے قربان کہ وقت رخصت
وہ کہین ہمسے تو گھر تک نہین جایا جاتا

مین گنہگار نہوتا جو الٰہی مجھکو
ہر برس نامۂ اعمال دکھایا جاتا

باغ ہستی سے عدم مین ہی سو کیفیت
عمر رفتہ سے پلٹ کر نہین آیا جاتا

شوق ایسا کہ تری راہ مین مرکر بھی چلون — ضعف ایسا کہ نہین جان سے جایا جاتا

بدگمانی مجھے گھبرا کے نہ دیتی اتنا — منہ پہ قاصد کے اگر قفل لگایا جاتا

وہ خریدار ہی دل کے نہوے کیا کیجے — ہم بھی کچھ دیتے کچھ انکو بھی دبایا جاتا

فتنہ سازی ہے مری دل کی بھی قیامت ہوتی — گر ترے کوچہ کی مٹی سے بنایا جاتا

انکی محفل مین رقیبون نے کسے آوازے — بولتا مین تو گلا میرا دبایا جاتا

حسن کی شان مین ہے رنگ تلوّن موسیٰ — تو اگر آنکھ چراتا تو دکھایا جاتا

اٹھکے کعبے سے نجاتا جو صنم خانے کو
اور پھر داغ کہان بار خدایا جاتا

کاش تو گور غریبان پہ نہ مضطر پھرتا — صبر سے ناز سے تمکین سے ٹھہر کر پھرتا

میرے ہی ہات سے مشکل مری آسان ہوگی — مجھکو دیجے جو نہین آپ سے خنجر پھرتا

بیڑیان ڈال کے گر دفن نکرتے احباب — اے جنون لاشہ مرا قبر کے اندر پھرتا

خاک مین ملنے کی جب داد ہماری ملتی — آسمان بنکے بگولہ سر محشر پھرتا

دم تزئین جو ذرا آنکھ تمہاری پھرتی — مضطرب آئینہ مین حلقۂ جوہر پھرتا

کچھ گرہ مین بھی ہے جو دل کے خریدار بنے — یہ سمجھ لو کہ یہ سودا نہین لیکر پھرتا

مین نہوتا تو مزہ بادہ کشی کا بھی نہ تھا — ڈھونڈتا مجھکو تری بزم مین ساغر پھرتا

جوش پر اور قیامت کی جوانی آتی — ہات میرا جو ترے سینہ پہ اکثر پھرتا

رہنما بنکے جو تقدیر مجھے لیجاتی — بیٹھتا رات بھر انکے کوچہ مین دن بھر پھرتا

چرخ کو آگ لگا تی اگر آہ سوزان | ہوت شعلہ جوالہ یہ چکر پھرتا

لطف تھا ہم بھی شب وصل کہین چھپ جاتا | آدمی انکا مری ٹوہ مین گھر گھر پھرتا

یہہ نہ کہیے کہ نہین اہل وفا مین کوئی | نام اک شخص کا ہر یک زبان پر پھرتا

تم نہ آتے تو یہہ انداز کہانسے ہوتے | بیٹھتا بزم مین ہنسکر کوئی تنکر پھرتا

کیا مرے ہات مین کل تھی جو پھراتا اسکو | پند گو دل کسی محبوب سے کیونکر پھرتا

داغ چھٹتی در لیلی کی گدائی نہ کبھی
چتر شاہی بھی اگر قیس کے سر پر پھرتا

غیر کا مین بھی اگر چاہنے والا ہوتا | ڈھنگ اس چاہ کا دنیا سے نرالا ہوتا

پارسا کوئی اگر تا کنے والا ہوتا | دختر رز نے بڑا نام اچھالا ہوتا

قیس کو آبلہ پا سے ہوا کیا حاصل | پاؤن مین ناقہ لیلی کے یہہ چھالا ہوتا

جان ایکاش محبت مین سنبھلکر جاتی | موت کی مجت سنبھالے کا سنبھالا ہوتا

تیشۂ فرہاد نے بیکار سنبھالا ای عشق | کام بنتا جو ذرا دل کو سنبھالا ہوتا

تھا ستا عشاق کے یہہ پھر بھی نکرتا نرمی | آسمان گر ہمہ تن روئی کا گالا ہوتا

ہمسے یوسف کا بیان ہے کیا واعظ نے | ورنہ ہر بات مین تیرا ہی حوالا ہوتا

کچھ قیامت تو نتھی ہجر کی شب ای تقدیر | اس بلا کو کسی تدبیر سے ٹالا ہوتا

سنکے اللہ کی تعریف کہا اس بت نے | تونے ہم مین تو کوئی عیب نکالا ہوتا

ہم سناتے جو کچھ [illegible] ہمارا سنتا | دل دکھاتے جو کوئی دیکھنے والا ہوتا

ملنے اکبار اگر پھر اُسے ملتی نہ شراب	لب پہ مری بات مین زاہد کے پیالا ہوتا
تیرگی زلف کی خورشید رخ یار سے ہی	دھوپ مین رنگ نہ کسطرح سے کالا ہوتا
نامہ بر دیکھ کے تیور اُنھیں خط دینا تھا	باتون باتون مین فقط کام نکالا ہوتا
خیر گذری کہ رہی حلق مین گھٹ کر فریاد	دل بیتاب نے محشر سے نکالا ہوتا
درد فرقت کی کھٹک وصل مین کیا مٹ جاتی	آہ تھمتی اگر اے داغ تو نالا ہوتا

دل کو تاکا تو مری جان جگر چھوڑ دیا	اس طرف بھی نہ کوئی تیر نظر چھوڑ دیا
چھوڑتا مجھکو نہ بسمل وہ مگر چھوڑ دیا	سر پہ احسان رہے اسلیئے سر چھوڑ دیا
یہ تلوّن مرے صیاد کا دیکھے کوئی	کہ اِدھر دلکو پھنسایا تو اُدھر چھوڑ دیا
ٹکڑے ٹکڑے کیا ناصح کا گریبان تونے	شکر ہے اُسنے مرا دامن تر چھوڑ دیا
کیا نزاکت کی شکایت ہے غنیمت جانو	ہمنے لپٹا کے گلے وقت سحر چھوڑ دیا
کام سب جانہ خرابی کے ہوئے ہین تجھسے	رحم کھا کر تجھے اے دیدۂ تر چھوڑ دیا
پھر کہان تھا نہ یہان تھا نہ وہان تھا وہ شوخ	دامن اُسکا جو سر راہ گذر چھوڑ دیا
لیگئی تھی ترے دیوانہ کو گھر سے وحشت	نہین معلوم کہ جنگل مین کدھر چھوڑ دیا
غیر کے حال سے مطلب جو ہمارا نکلا	اُسنے وہ ذکر جو تھا آٹھ پہر چھوڑ دیا
نامہ بر زندہ نہ چھٹتا کبھی اُس سے لیکن	پڑھ کے خط سوچ کے کچھ سُن کے خبر چھوڑ دیا
آپ پھنس جاینگے ہم آپ نہ تکلیف کرین	یہ تو فرمایئے دو دن مین اگر چھوڑ دیا

غزل

داغ وارفتہ طبیعت کا ٹھکانا کیا ہے
خانہ برباد نے مدت ہوئی گھر چھوڑ دیا

جب اُسنے حال دلِ مبتلا کہا تو کہا   بچائے تجھسے خدا
کچھ اور اِسکے سوا مدعا کہا تو کہا   ہماری جانے بلا
کہا جو اُسنے کہ ہو سر سے پانون تک بے عیب   تو بولے وہ لاریب
دغا شعار و ستم آشنا کہا تو کہا   ملیگی تجھکو سزا
غم فراق سنایا تو سنکے فرمایا   ہمین نہ رحم آیا
رقیب کا جو ذرا ماجرا کہا تو کہا   یونہین سہی تجھے کیا
نہ دلدہی ہے نہ عاشق کی جان نوازی ہے   یہ بے نیازی ہے
عذاب پرسش روز جزا کہا تو کہا   ہمین نہین پروا
خدا کے بندونپر ایسا ستم روا نہ کرو   ذرا خدا سے ڈرو
کسی غریب نے باالتجا کہا تو کہا   کسیکو کیون چاہا
شکایت طپش غم سے کیا ہو دل ٹھنڈا   اثر ہو جب اُلٹا
تمہاری باتون سے دل جلگیا کہا تو کہا   جلانے مین ہے مزا
عدو کا ذکر جو ہم چھیڑ سے نکالتے ہین   وہ صاف ٹالتے ہین
یہ کیا طریق ہے اے بے وفا کہا تو کہا   تجھے تو ہے سودا
پتے کی اُسکے جو کوئی کہے قیامت ہے   کہ اُس سے نفرت ہے

حسین کہا تو سنا خوبنما کہا تو کہا — بہت بگڑکے بجا
شہر پر شوخ ہر وہ داغ یہہ تو ہزطاہر — عبث ہوئے تر بھر
کسی نے چھیڑ سے شکوہ براکہا تو کہا — کہ چھیڑ کا ہر مزا

توہی اپنے ہاتھ سے جب دل ربا جاتا رہا	دل کی بھی پروا نہین جاتا رہا جاتا رہا
جس توقع پر تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی	جو بھروسا تھا نہین وہ آسرا جاتا رہا
مینے دیکھا انکی زلفونکو تو فرمانے لگے	آپکا دل کھل پڑا گم ہوگیا جاتا رہا
اب کئی دن سے وہ رسم وراہ بھی موقوف ہے	ورنہ ہر سو نامہ بر آتا رہا جاتا رہا
دل چراکر آپ تو بیٹھے ہوئے ہین چین سے	ڈھونڈھنے والے سے پوچھے کوئی کیا جاتا رہا
مرگ دشمن کا زیادہ تمسے ہی مجکو ملال	دشمنی کا لطف شکوہ کا مزا جاتا رہا
ہو سکے مطلب نگاری کیا پریشان طبع سے	ذہن مین آتے ہی حرف مدعا جاتا رہا
اچھی صورت کی رہا کرتی تھی اکثر تاک جھانک	رنگین آنکھین مگر وہ دیکھنا جاتا رہا
اسقدر انکو فراق غیر کا افسوس ہے	ہات ملنے ملتے سب رنگ حنا جاتا رہا
کاش ساتون آسمانو نپر گرے یہہ برق آہ	حیف ہے اسکا ہمارا سامنا جاتا رہا
دیکھو دیکھو مجھپہ برساتے رہو تیر نگاہ	صید جبدم آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا
حرص دامنگیر دنیا مال دنیا بے ثبات	جسقدر حاصل کیا اُس سے سوا جاتا رہا

داغ کچھ درہم تھا جسکا نہین ہوتا ملال
ہوگیا گم ہوگیا جاتا رہا جاتا رہا

لے چلا جان مری روٹھ کے جانا تیرا ‏ — ‏ ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا
اپنے دلکو بھی بتاؤن نہ ٹھکانا تیرا ‏ — ‏ سب نے جانا جو پتا ایک نے جانا تیرا
تو جو ای زلف پریشان رہا کرتی ہی ‏ — ‏ کسکے اُجڑے ہوے دلمین ہی ٹھکانا تیرا
آرزو ہی نرہی صبح وطن کی مجھکو ‏ — ‏ شام غربت ہی عجب وقت سہانا تیرا
یہ سمجھکر تجھے ای موت لگا رکھا ہی ‏ — ‏ کام آتا ہی برے وقت مین آنا تیرا
ای دل شیفتہ مین آگ لگانے والے ‏ — ‏ رنگ لایا ہی یہ لاکھے کا جمانا تیرا
تو خدا تو نہین ای ناصح نادان میرا ‏ — ‏ کیا خطا کی جو کہا مینے نہ مانا تیرا
رنج کیا وصل عدو کا جو تعلق ہی نہین ‏ — ‏ مجھکو واللہ ہنسانا ہی رلانا تیرا
کعبہ و دیر مین یا چشم و دل عاشق مین ‏ — ‏ ہین دو چار گھرو مین ہی ٹھکانا تیرا
ترک عادت سے مجھے نیند نہین آنے کی ‏ — ‏ کہین نیچا نہوا ای گور سرہانا تیرا
مین جو کہتا ہون اُٹھائے ہین بہت رنج فراق ‏ — ‏ وہ یہ کہتے ہین بڑا دل ہی توانا تیرا
بزم دشمن سے تجھے کون اُٹھا سکتا ہی ‏ — ‏ اک قیامت کا اُٹھانا ہی اُٹھانا تیرا
اپنی آنکھو مین ابھی کوند گئی بجلی سی ‏ — ‏ ہم نہ سمجھے کہ یہ آنا ہی کہ جانا تیرا
یونہو کیا آئیگا تو فرط نزاکت سے یہان ‏ — ‏ سخت دشوار ہی دھوکے مین بھی آنا تیرا

داغ کو یون وہ مٹاتے ہین یہ فرماتے ہین
تو بدل ڈال ہوا نام پرانا تیرا

دیکھے منصور اگر آج زمانہ تیرا ‏ — ‏ ہو انا الحق کی جگہ لب پہ ترانہ تیرا

داغ ہر ایک بات پر ہو فسانہ تیرا / وہ دن آئے ہیں وہ آتا ہے زمانہ تیرا

ہدف دل سے نکلتی ہیں ہزاروں آہیں / تیر پر تیر لگاتا ہے نشانہ تیرا

بوالہوس کو بھی ہوا نقد محبت پہ غرور / یا الٰہی کوئی لٹتا ہے خزانہ تیرا

موت سے وہ ہی دم نزع بہانہ کرلوں / یاد آجائے مجھے کاش بہانہ تیرا

تو نے مارا نہیں عاشق کو مگر یہ تو بتا / نام لیتا ہے مری جان زمانہ تیرا

غیر کی نعش اٹھائی تو نہ ہو خواب میں آج / بار کاکل سے نہ دکھا کبھی شانہ تیرا

صفت حسن کرے کوئی کسی پردے میں / بول اٹھتا ہے مری جان فسانہ تیرا

تیرے ہر عضو میں تصویر کا عالم دیکھا / ہے تن صاف عجب آئینہ خانہ تیرا

بنگیا آہن پیکان بھی مگر مقناطیس / تیر سے اڑکے لپٹتا ہے نشانہ تیرا

ہوس سلیقہ کی عداوت کہیں دیکھی سنی / تو زمانے کا عدو دوست زمانہ تیرا

قتل عشاق کیا کھیل سمجھکر تو نے / ابھی باقی ہے لڑکپن کا زمانہ تیرا

مدعی دیکھے ہمیں چشم حقارت سے دیکھ / کل ہمارا تھا جو ہے آج زمانہ تیرا

وعدہ حشر پہ بے ساختہ دل لوٹ گیا / عہد کا عہد بہانے کا بہانہ تیرا

میرزا داغ ہو یا شاہ دکن ہو دل لطف
اور دن رات رہے جشن شہانہ تیرا

غرض کس کو کرے ماتم ہمارا / مبارک ہو ہمیں کو غم ہمارا

خدا ہی کچھ سنبھالے تو یہ سنبھلے / مزاج اب ہو گیا برہم ہمارا

لڑا رکھی ہی جان ایسی جفا پر
کوئی دیکھے ذرا دم خم ہمارا

خوشی نے بزم مین کیا رنگ بدلا
کہ تم سے بڑھ کے ہی عالم ہمارا

دیے جا ای فلک پورا ہی آزا
نہو قسمت سے حصہ کم ہمارا

کہین اُلجھا ہوا ہی دل تمہارا
کہین اٹکا ہوا ہی دم ہمارا

کسی کے آشنا ہوتے نہین تم
ہوا کیونکر تمہارا غم ہمارا

ترے عالم کو جب سے ہمنے دیکھا
تماشائی ہی اک عالم ہمارا

پھر اتنا بھی نہین ای داغ کوئی
غنیمت ہی جہان مین دم ہمارا

قسمت اُسکی ہی کہ جسنے اُسے پایا تنہا
خواب مین بھی تو مرے ڈر سے نہ آیا تنہا

حسن بے پردہ ہوا انجمن آرا ہو کر
اُسنے ہمکو نہ کبھی جلوہ دکھایا تنہا

نہ بھیج اُس شوخ کی تصویر کسی کے ہات
قبر مین مجھکو نہ رکھ بار خدایا تنہا

میرے ہمراہ مرے دوست بھی غم کھاتے ہین
خاک کھایا جو کسی شخص نے کھایا تنہا

مین اُسی وادی پر خار مین ہون تیز قدم
رہ گیا مجھکو جہان چھوڑ کے سایا تنہا

عود و مجمر کی طرح جل گئی پروانہ و شمع
ایک تو ہی کہ مجھے تو نے جلایا تنہا

کون بیکس کی زمانہ مین خبر لیتا ہی
دل نے سینہ مین بہت شور مچایا تنہا

قتل عالم کا رہا شوق مرے قاتل کو
جان سے اُسکو نہ مارا جسے پایا تنہا

ای فلک زیر زمین تجھکو سُلائے اللہ
تو نے برسون مجھے راتونکو سُلایا تنہا

ساتھ لا کر وہ رقیبونکو یہ فرماتے ہین
ایک مین جاؤنگا ہستی سے ترا غم لیکر
خلوت ناز کے تمنے بھی اڑائے ہین مزے

کیا سبب تھا جو مجھے تونے بلایا تنہا
واقعی جائے گا تنہا ہی جو آیا تنہا
ہمنے بھی لطف تصور کا اٹھایا تنہا

راز دارون کو رقیبون کو خبر کرنی تھی
داغ تمنے تو وہان رنگ جمایا تنہا

بلا سے جو دشمن ہوا ہی کسیکا
دعا مانگ لو تم بھی اپنی زبان سے
ادھر آ کلیجہ سے تجھکو لگا لون
کسیکی تپش مین خوشی ہی کسیکی
ذرا ڈالدو اپنی زلفون کا سایہ
ہمیشہ اسے ہمنے مٹتے ہی دیکھا
تمھین اس سے کیا بحث کیون پوچھتے ہو
عدم مین بھی یارونکو ہمنے تو ڈھونڈا
مری بزم مین آکے وہ پوچھتے ہین
تمھین فکر کیون رنج کیون لاگ کیون ہی
اسی نے بنایا ہی اپنا کسیکو
بچے جان کس طرح تیری ادا سے

وہ کافر صنم کیا خدا ہی کسیکا
کہ پورا ہو جو مدعا ہی کسیکا
تجھی پر تو دل آگیا ہی کسیکا
کسیکی خلش مین مزا ہی کسیکا
مقدر بہت نارسا ہی کسیکا
مگر دل بھی رنگ وفا ہی کسیکا
کوئی تذکرہ ہو رہا ہی کسیکا
نشان ہی نہ کوسون پتا ہی کسیکا
برا حال ہمنے سنا ہی کسیکا
کسی سے اگر واسطا ہی کسیکا
جو دل سے کوئی ہو رہا ہی کسیکا
قضا پر کہین بس چلا ہی کسیکا

مری التجا پر بگڑ کر وہ کہنا — نہیں مانتے اسمیں کیا ہر کسیکا
وہ کرنے لگے ہین قیامت کی باتین — یہہ سچ ہر تو بس فیصلا ہر کسیکا
سنا کرتے ہین چھیڑ کر گالیان ہم — وگرنہ کوئی سر پھرا ہر کسیکا
وہ کبتک رہیگا زمانے کا دشمن — ہمیشہ زمانہ رہا ہر کسیکا
تجاہل تغافل سے دزدیدہ نظرین — یہہ کیا دیکہنا دیکہنا ہر کسیکا

بظاہر نہ جانے نہ جانے نہ جانے
تجہے داغ دل جانتا ہر کسیکا

نہ کیا وعدہ رات کا پورا — تو نہین اپنی بات کا پورا
قدر ہوتی ہر دین و دنیا مین — آدمی ہو صفات کا پورا
نیمجان رہ نہ جاؤن اے قاتل — وار کر اپنے ہات کا پورا
مین چلا کس خوشی سے مقتل کو — کرکے سامان برات کا پورا
بارے اپنے ہجوم حسرت سے — پڑ گیا کائنات کا پورا
ہر یہی دلدہی کی ساری بات — وعدہ کر التفات کا پورا

داغ تو اُس شفیع اُمت سے
کر بھروسا نجات کا پورا

قبضہ کرتا ہر اک حور شمایل اپنا — آج ہم وقف کئے دیتے ہین لو دل اپنا
حلق پتھر ہر اگر اُس سے سدا دل اپنا — مُنہہ تو بنوائے ذرا خنجر قاتل اپنا

عیش و عشرت مین اُدھر ہے تو مصیبت مین اِدھر
ایک ہو کر کبھی اُنکا ہے کبھی دل اپنا

چیر کر دل کو مرے دیکھہ لیا نور جمال
آپ نے آپ نکالا ہے مقابل اپنا

دین و دنیا سے گئی تمسے گئی جی سے گئی
آج یون کوچ ہوا ہے کئی منزل اپنا

قبۂ روضۂ اطہر پہ جبین فرسا ہو
اسطرح داغ مٹائے مہ کامل اپنا

چین ملجاے جو ناکامی جاوید ملے
آدمی دیکھہ لے ہر کام مین حاصل اپنا

باغ مین فصل خزان اور نشیمن ویران
دام سے چھوٹتے ہی چھوٹ گیا دل اپنا

ننگ و غیرت کا سبب ہو نہ نزاکت دم ذبح
آپ ہی خون نہ کرلے کہین قاتل اپنا

بہہ ترپنے کا سبب اور بہی ہو جاتا ہے
سونپتے ہی نہین وہ موت کو بسمل اپنا

ناتوانی سے رسا قیس ہو کیا لیلیٰ تک
دب رہے سایہ اگر ڈالدے محمل اپنا

خاک مین اسکو ملائین گے نہ دینگے ہرگز
آپکا اس مین اجارہ تو نہین دل اپنا

قطعہ

یاد آتے ہین وہ اشخاص مصاحب منزل
دو گھڑی جلسۂ احباب کے شامل اپنا

نہین اکثر کا نشان اور جو کچھہ باقی ہین
اُنسے ملنے کو ترپتا ہے بہت دل اپنا

حیدرآباد مین کی قدر ہماری ہے داغ
شاد و آباد رہے خسرو عادل اپنا

پردۂ عرفان نہین ہے چاک کیا
چشم بینا کے لئے ادراک کیا

نور سے خالی نہین یہہ خاکدان
کوئی ہے ذرہ ہے اپنی خاک کیا

ساقی و میخانہ وہی ایک ہے
ہم نہ سمجھے پاک کیا ناپاک کیا

صیدِ دل کے واسطے ہے دامِ عشق
جب نہو نخچیر تو فتراک کیا

صیقلِ آئینۂ عرفان بنا
کون جانے ہے یہ مشتِ خاک کیا

موت سے غافل نہونا چاہیے
دیکھو اِس صیاد کی ہے تاک کیا

شوق ہو تو منزلِ مقصود پر
دونون پہنچین سُست کیا چالاک کیا

ہے عجب درد محبت مین مزا
خاطرِ آزردہ و غمناک کیا

پائے استقلال ثابت چاہیئے
کر سکے گی گردشِ افلاک کیا

رہنما دشوار رستے لے چلا
بچ رہیگا دشتِ وحشتناک کیا

موجِ طوفان خیز و صرصر تند و تیز
کر سکے اِس جوش مین تیراک کیا

نیک ہون اعمال تو پھر دیکھیئے
بندھگئی اسلام کی پھر ہاک کیا

غور سے اے داغ دیکھین منکرین
ہے جنابِ صاحبِ لولاک کیا

جذبِ دل آزما کے دیکھ لیا
اُسنے کچھ مسکرا کے دیکھ لیا

غیر کو منھ لگا کے دیکھ لیا
جھوٹ سچ آزما کے دیکھ لیا

اُسکے گھر داغ جا کے دیکھ لیا
دل کے کہنے مین آکے دیکھ لیا

کتنی فرحت فزا تھی بوئے وفا
اُسنے دل کو جلا کے دیکھ لیا

کبھی غش مین رہا شبِ وعدہ
کبھی گردن اُٹھا کے دیکھ لیا

لوگ کہتے تہے چپ لگی ہے تجھے
حال دل بھی سنا کے دیکھہ لیا

جاؤ بھی کیا کروگے مہر و وفا
بار ہا آزما کے دیکھہ لیا

زخم دل مین نہین ہے قطرۂ خون
خوب ہمنے دبا کے دیکھہ لیا

کیجیئے بزم سے ہمین رخصت
جو سنا تہا وہ آکے دیکھہ لیا

حسن کمیاب نغمہ ہے نایاب
شہر در شہر جا کے دیکھہ لیا

جنس دل ہے یہہ وہ نہین سودا
ہر جگہہ سے منگا کے دیکھہ لیا

عمر عاشق سے ہے دراز وہ زلف
خوب ہمنے گہٹا کے دیکھہ لیا

وہ اثر جسکو دل ترستا تہا
آگے آگے دعا کے دیکھہ لیا

ادہر آئینہ ہے ادہر دل ہے
جسکو چاہا اٹہا کے دیکھہ لیا

نہ لیا اسنے خط شرارت سے
نامہ بر کو بلا کے دیکھہ لیا

اب خریدار ہی نہین کوئی
مول اپنا بڑہا کے دیکھہ لیا

قابل آشیان کوئے نہ ملا
تنکا تنکا اٹہا کے دیکھہ لیا

اسنے صبح شب وصال مجھے
جاتے جاتے بھی آ کے دیکھہ لیا

انکو خلوت سرا مین بے پردہ
صاف میدان پا کے دیکھہ لیا

تمکو ہے وصل غیر سے انکار
اور جو ہمنے آ کے دیکھہ لیا

غیر کو ساتہہ لیکے ہم ڈوبے
آپ نے ضد دلا کے دیکھہ لیا

یہہ نئی سیر ہے کہ گلشن مین
گل کو بلبل بنا کے دیکھہ لیا

رشک ہے نامہ بر نے اُسکا جمال
میری آنکھون سے جا کے دیکھہ لیا

داغ نے خوب عاشقی کا مزا
جل کے دیکھا جلا کے دیکھہ لیا

اوپری دل سے بپا گریہ وزاری رکھنا
آخری وقت ذرا شرم ہماری رکھنا

چشم عاشق مین پھرو یا دلِ شیدا مین پھرو
کیا ضرورت ہے کبھی تم نہ سواری رکھنا

جاؤ ہان جاؤ ہوئی صبح شبِ وصل نمود
سلسلہ نامہ و پیغام کا جاری رکھنا

بزم سے مین سبک ہو کے کہین اُٹھہ جاؤن
بوجھہ احسان کا سر پر مرے بھاری رکھنا

چمن کوچۂ جانان سے مری تربت پر
لا کے دو پھول بھی اے بادِ بہاری رکھنا

زیب دیتی ہین یہ مستانہ ادائین کیا کیا
بے پئے بھی تجھے آنکھون کو خماری رکھنا

دست گستاخ سے سینہ مین نہو گی تکلیف
تم تصور مین مری سینہ فگاری رکھنا

بوالہوس غیر ہین یا ہم ہین تم ہی منصف ہو
کچھہ لگی لپٹی نہ اُنکی نہ ہماری رکھنا

آہین تھم تھم کے مرے دل کو جراحت سے نہ دینگی
تیغ بے آب ذرا کند کٹاری رکھنا

کبھی کہنا نہ رقیبون کو تم اپنے گھر مین
اور رکھنا تو بصد ذلت و خواری رکھنا

چشم خونخوار کہین جا نپڑے بے موقع
اپنے قبضہ مین یہہ شہبازِ شکاری رکھنا

درہم داغ دیا داغ کو جیسا تمنے
اپنے عشاق مین سِکہ بھی جاری رکھنا

اس التفات پر یہہ تغافل ستم ہوا
جتنا بڑھا تھا حوصلہ اُتنا ہی کم ہوا

جاتا رہا ملاپ تو دونون کو غم ہوا — اِتنا ہوا کہ مجہکو سوا اُسکو کم ہوا

جب یہہ سُنا کہ داغ کا آزار کم ہوا — زانو پہ ہات مار کے بولے ستم ہوا

دم ٹوٹتا رہا شبِ وعدہ تمام رات — کیا رشتۂ حیات بہی تیری قسم ہوا

بتخانہ کا نظارہ بہی گردن کا بوجہہ ہے — جب سامنے پڑا سرِ تسلیم خم ہوا

تیری گلی کا ایک یہ آدنی نشان ہے — پیدا اِسی سے جادۂ راہِ عدم ہوا

یہہ بہی بڑا کرم ہے کہ میزانِ عدل مین — میرا گناہ غیر کے عصیان سے کم ہوا

مقبول ہو نہ مجہہ سے مسلمان کی دُعا — یارب درِ قبول بہی بیت الصنم ہوا

تیرے بغیر رونقِ بیداد بہی نہ تہی — مجبور آسمان شریکِ ستم ہوا

ہے سرفراز خاک بہی تیرے خرام سے — اُبہار رہا زمین پہ جو نقشِ قدم ہوا

افسوس ہے رقیب نے کی آپ سے دُعا — مجہکو بہی رنج آپ کے سَر کی قسم ہوا

اے واعظ اِسکا ڈر ہے کہ آئے نہ آئے اِس — گر بادۂ طہور مرے حق مین سَم ہوا

مجبور میرے دل کو بہی نفرت سی ہوگئی — نقشِ وفا جہان سے اب کالعدم ہوا

مسجد مین اذنِ عام ہے میکدہ مین روک — دنیا کا کام دین سے بڑہکر اہم ہوا

کب شکوۂ عتاب سے بے لطفیان مٹین — شرمندگی بڑہی جو وہان غصہ کم ہوا

کتنا دل دہڑک رہا ہے نویدِ وصال سے — جسکو خوشی ہوئی اُسے آخر کو غم ہوا

مشتاقِ ذبح کب ہین بہر دست پہ ہاتکے — سب کچہہ ہوا اگر تری خنجر مین دم ہوا

اے داغ شکر کر نہ بہی اُٹہے رسم ورا

تجھپر خدا کا فضل خدا کا کرم ہوا

میری وحشت سے جو اُسکا دل حیران اُلٹا — بخیہ گر سینے لگا چاکِ گریبان اُلٹا
خاک کیا کیا نہ اُڑائی ترے دیوانون نے — دشت پر دشت بیابان پہ بیابان اُلٹا
روتے روتے وہ تبسم جو کبھی یاد آیا — پھر گیا اشک بھی اگر سرِ مژگان اُلٹا
تو شبِ وعدہ نکر اے دلِ مضطر فریاد — پھر نہ جائے کہین دروازے سے مہمان اُلٹا
بختِ برگشتہ کی تاثیر کہان جاتی ہے — فال کہولون تو کہلے ہات مین قرآن اُلٹا
خیر سے قتل بھی کرنا نہین آتا اتبک — حلق پر پھیرتے ہو خنجرِ بُران اُلٹا
ہونٹ چاٹا ہی کیا ہر دہنِ زخمِ جگر — آج جھنجلا کے جو قاتل نے نمکدان اُلٹا
مجھکو ظالم نے درِ یار سے اُلٹا پھیرا — دار پر لٹکے الٰہی سرِ دربان اُلٹا
ناز یہ ہے نہ کیا قطع تعلق ہمنے — وہ جتاتے ہین جفا کرکے بھی احسان اُلٹا
لے چلا بارِ گنہ مین تو عدم کو مجبور — اختیار اُسکو ہے گر پھیر دے سامان اُلٹا
دیکھکر راہ شبِ وصل ہمین کیون نیند آگئی — کر نہ بیٹھین وہ کہین شکوۂ ہجران اُلٹا
پڑ گئے لینے کے دینے سرِ محشر ہمکو — ہو گیا نفع کی امید مین نقصان اُلٹا

خط نہ آیا جو وہان سے تو نہ آئے اے داغ
نامہ بر زندہ پھر آئے کسی عنوان اُلٹا

روئے انور نہین دیکھا جاتا — دیکھین کیونکر نہین دیکھا جاتا
کیا رہین ہم کہ ترا چال چلن — پاس رہکر نہین دیکھا جاتا

رشک دشمن بھی گوارا لیکن
تجھکو مضطر نہین دیکھا جاتا

دیکھکر گردن عاشق کسدن
تیز خنجر نہین دیکھا جاتا

ای پریشان نظر ہی کیون ہی تلاش
دل کے اندر نہین دیکھا جاتا

کس کو یہ تاب کہ دیکھے غلطی
خط کو لکھکر نہین دیکھا جاتا

دل مین کیا خاک اُسے دیکھ سکین
جسکو باہر نہین دیکھا جاتا

توبہ کے بعد بھی حالی خالی
کوئی ساغر نہین دیکھا جاتا

کیا شب وعدہ ہوا ہون بیخود
جانب در نہین دیکھا جاتا

بارہا دیکھ لیا ہی اُسکو
اور اکثر نہین دیکھا جاتا

ہم جہان ہین وہین دیکھین گے تجھے
ہمسے گھر گھر نہین دیکھا جاتا

اومسیر ہی نعش اُٹھانے والے
آنکھ اٹھا کر نہین دیکھا جاتا

اب یہ نوبت ہی کہ میرا صدمہ
اُسنے دم بھر نہین دیکھا جاتا

خط مرا پھینک دیا یہ کہکر
ہمسے دفتر نہین دیکھا جاتا

مختصر یہ ہی کہ اب داغ کا حال
بندہ پرور نہین دیکھا جاتا

کچھ ہمین بھی خیال ہو ہی گیا
آخر اُن سے ملال ہو ہی گیا

مشکل اُسنے وصال ہو ہی گیا
تھا جو ممکن محال ہو ہی گیا

دل مین جب تک رہا رہا شکوہ
لب پر آکر سوال ہو ہی گیا

نہ کہا تھا کہ سچ نہ کہو اُو
آپ کو انفعال ہو ہی گیا

پاس انجام کار ہو ہی گئی
شوق خواب وخیال ہو ہی گیا

رنگ لایا ہے عشق آخر کار
ایک دونون کا حال ہو ہی گیا

دل لگی کا بھی ہے برا انجام
کہ ہنسی مین ملال ہو ہی گیا

ایسے وعدے کئے کوئی جانے
آج پورا سوال ہو ہی گیا

شرط ہے جور مین بھی مشّاقی
ہمکو حاصل کمال ہو ہی گیا

دولتِ حسن ہو کہ دولتِ زر
آخر آخر زوال ہو ہی گیا

رفتہ رفتہ تمہاری چالون سے
دل مرا پائمال ہو ہی گیا

اُڑ گئی کہکے آگ بھڑکا دی
برق نورِ جمال ہو ہی گیا

مرضِ عشق سے شفا نہ ہوئی
بجیتے جی کا وبال ہو ہی گیا

گو کیا ضبط ذکرِ دشمن پر
رخ سے ظاہر ملال ہو ہی گیا

لیکے دل یہ سمجھ لیا تمنے
اب ہمارا یہ مال ہو ہی گیا

گو برائی سے ہو مگر آخر
اُن کو میرا خیال ہو ہی گیا

نہ بچی جان اُن اداؤن سے
وصل مین بھی وصال ہو ہی گیا

کمرِ یار کے مضامین سے
داغ نازک خیال ہو ہی گیا

اب دل ہے مقام بیکسی کا
یون گھر نہ تباہ ہو کسیکا

رونا ہی اب اُس ہنسی خوشی کا
ماتم ہی بہار زندگی کا

کِس کِس کو مزہ ہی عاشقی کا
تم نام تو لو بھلا کسی کا

پھر دیکھتے عیش آدمی کا
بنتا جو فلک مری خوشی کا

گلشن مین ترے لبون نے گویا
رس چوس لیا کلی کلی کا

تیرا بھی تو حسن ہی دغا باز
ہوتا ہی نہین کوئی کسیکا

لیتے نہین بزم مین مرا نام
کہتے ہین خیال ہی کسیکا

جیتے ہین کسی کی آس پر ہم
احسان ہی ایسی زندگی کا

گھیرا ہی ہجوم غم نے اتنا
ارمان ہی مجھکو بیکسی کا

بنتی ہی بُری کبھی جو دلپر
کہتا ہون بُرا ہو عاشقی کا

ماتم سے مرے وہ دلمین خوش ہین
مُنھ پر نہین نام بھی ہنسی کا

اِتنی ہی تو بس کسر ہی تم مین
کہنا نہین مانتے کسیکا

ہم بزم مین اُنکی چپکے بیٹھے
مُنھ دیکھتے ہین ہر آدمیکا

تم کوچۂ غیر مین نہ جانا
اُس راہ مین ہی گذر کسیکا

جب ایسی وفا پہ یہ جفا ہو
جی چھوٹ نہ جاے آدمیکا

کِس کِس نے لئے ہین تیرے بوسے
ہی لعل نمک فشان جو پھیکا

جو دم ہی وہ ہی بسا غنیمت
سارا سودا ہی جیتے جی کا

آغاز کو کون پوچھتا ہی
انجام اچھا ہو آدمی کا

بالین پہ مرے رہا شبِ غم
اک معرکہ مرگ و زندگی کا

رو کین اُنھین کیا کہ ہر غنیمت
آنا جانا کبھی کبھی کا

کہتے ہین اُسے زبان اُردو
جس مین نہ ہو رنگ فارسی کا

ایسے سے جو **داغ** نے نباہی
سچ ہے کہ یہ کام تھا اُسی کا

ظلم کس کس غریب پر نہ کیا
تمنے اِس کام سے حذر نہ کیا

تھی شبِ ہجر کیا گران جانی
زہر نے بھی مجھے اثر نہ کیا

نشہ کیسا وہ سحر کہہ دیتے
اِس لئے اُن کو بیخبر نہ کیا

شامِ غربت کو آپ کیا جانین
کوس دو کوس بھی سفر نہ کیا

مر چلے ہم تو رحم کرنے لگے
اب جو کرتے ہو پیشتر نہ کیا

زاہدِ خشک کے لئے ہے وہ مَے
جس نے دامن کسیکا تر نہ کیا

دل کے ہاتون ہے سخت مجبوری
اب کیا وہ جو عمر بھر نہ کیا

عشق نے قید کر لیا مجھکو
قبضہ اُنکے مزاج پر نہ کیا

ہوگئی چوک ہمسے اے ناصح
تجھکو اپنا پیامبر نہ کیا

کوئی دن اور صبر کرنا تھا
دلِ بیتاب نے مگر نہ کیا

اُسکو ہم باوفا تو کہدین گے
داغ نے اعتبار اگر نہ کیا

جہان تیرے جلوے سے معمور نکلا
پڑی آنکھ جس کوہ پر طور نکلا

جگر ساتھ اشکون کے مجبور نکلا
یہ ہمسایہ دل کا بہت دور نکلا

تجلی کسی کی وہ جلوہ کسی کا
کہین نار نکلی کہین نور نکلا

یہ سمجھے تھے ہم ایک چرکا ہے دلپر
دبا کر جو دیکھا تو ناسور نکلا

دم سرد کو آگ کیونکر لگاؤن
جہنم کا شعلہ بھی کافور نکلا

نہ نکلا کوئی بات کا اپنی پورا
مگر ایک نکلا تو منصور نکلا

پلائی مجھے ذکر واعظ نے ایسی
کہ مین بزم سے نشہ مین چور نکلا

سر نقش پا لغزش پا ہے شاہد
کہ گھر سے ترے کوئی مخمور نکلا

وہ مے کش ہون رس چوس لیتا ہون اُسکا
جہان شاخ مین کوئی انگور نکلا

وجود و عدم دونون گھر پاس نکلے
نہ یہ دُور نکلا نہ وہ دُور نکلا

کہان رہ کے توبہ نباہون الٰہی
کہ جنت مین بھی مجمع حور نکلا

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدون کا
یہ تیرے زمانے مین دستور نکلا

شب وصل ذکر عدو پر وہ بولے
خدا کے لئے کیون یہ مذکور نکلا

بہت رم دئیے پاس پھٹکا نہ ہرگز
وہ عیار پرفن بہت دور نکلا

سمجھتے تھے ہم **داغ** گمنام ہوگا
مگر وہ تو عالم مین مشہور نکلا

زمین سے قدم عرش پر لگیا
فرشتون سے بازی بشر لگیا

مرا دل وہ تیر نظر لے گیا | جگر لینے والا جگر لے گیا
کہوں کیا کدھر سے کدھر لے گیا | جدھر لے گیا راہبر لے گیا
وہ پھر مجھ سے دل حیلہ گر لے گیا | ادھر دیکھا تھا ادھر لے گیا
دیا دوست کو بزم دشمن میں خط | غضب نوک کی نامہ بر لے گیا
تصور میں بھی اب تو آتی نہیں | کوئی کیا تمہاری کمر لے گیا
چھپایا بہت ہمنے پہلو میں دل | کوئی لینے والا مگر لے گیا
رقیبوں کے ہاتوں سے محشر کے دن | تمہیں چھین کر میں اگر لے گیا
شکایت سنی آج کیا کیا بری | کہ دشمن مجھے اپنے گھر لے گیا
منگائی تھی خاک در یار آج | چرا کر مرا چارہ گر لے گیا
کھلائیگا کیا آپ کھائیگا کیا | عدم کو جو زاد سفر لے گیا
کلیجہ جواب منھ کو آتا نہیں | ترا تیر شاید جگر لے گیا
دھرا کیا ہے اب لینے آئے ہو کیا | کوئی تمسے دل پیشتر لے گیا
برے وقت کا کوئی ساتھی تو ہو | مجھے بھی مرا نامہ بر لے گیا
وہاں تک جو پہنچا شب غم کا حال | کوئی راہ چلتا خبر لے گیا
بچا لے گیا جان گر تجھ سے غیر | وہ کیا لے گیا اپنا سر لے گیا
نہ تھا دور مجھ سے وہ ناوک فگن | بہا کر نہ خون جگر لے گیا
شب ہجر نالہ مرا عرش پر | فرشتوں سے پہلے خبر لے گیا

ترے ہاتھ دل بچا کیون رقیب وہ ہشیار تھا پھیر کر لے گیا

یہ کیا ایسی وحشت ہوئی داغ کو
اُٹھا کر کہان گھر کا گھر لے گیا

شکل اصلی سے کبھی رنگ تبدل نہوا غنچۂ گل ہوکے کھلا گل کبھی بلبل نہوا
وعدہ کرنے مین تو ہر بار گذارے برسون قتل کرنے مین کبھی تمکو تأمل نہوا
آنکھون آنکھون مین کیا اُسنے مرا کام تمام شکر ہی کشتۂ انداز تغافل نہوا
درد دل مین کوئی انداز نکل ہی آتا مگر افسوس برنگ جسم کاکل نہوا
اہل فریاد سے ہے ہجوم تری محفل کی انجمن شہر خموشان ہے اگر غل نہوا
باز آیا نہ ستمگر ستم پیہم سے ختم یہ سلسلۂ دور تسلسل نہوا
اسرار ہے مین شربت دیدار کی خواہش ہی رہی خون دل ہمکو ملا جب بھی توکل نہوا
کیا ذوق گدائے در میخانہ کو عار آتی ہے اوک سے پی جو میسر قدح مُل نہوا
کہتے ہیں سے گلزار ہو دریافت گہر سے معدن کیا ہوا جزو سے معلوم اگر کل نہوا
تھا کہ نکرنا کبھی اُسنے شکوہ تجھ سے ای دل نہوا صبر و تحمل نہوا

داغ مرتا ہے ادا پر رُخ و گیسو کیسا
یہ کبھی شیفتۂ لالہ و سنبل نہوا

اب اِس طرف سے بھی فی الفور ہوگا دبے آپ سے وہ کوئی اور ہوگا
فل سے بڑھکر بھی کیا دور ہوگا ستم ہو چکا یا ابھی اور ہوگا

نہ عاشق کو شکوہ نہ معشوق سرکش
الٰہی وہ کیا عہد کیا دور ہوگا

لیے جاؤن جنت مین دنیا کی چیزین
پرانا وہ سامان بے غور ہوگا

دعائین قیامت کی ہم کیون نہ مانگین
نہ یہ ظلم ہوگا نہ یہ جور ہوگا

جب آئی بلا ہجر مین دل یہ بولا
ابھی حادثہ کچھ نہ کچھ اور ہوگا

خدا جانے کسدن وہ دیکھین گے آکر
مرا حال کب قابل غور ہوگا

یونہین گر حسینون کی آمد رہیگی
دکن رشک کشمیر و لاہور ہوگا

کسیکا نہ ہوگا قیامت مین کوئی
زمین اور ہوگی فلک اور ہوگا

عبث فکر دنیا عبث فکر عقبیٰ
کہ قسمت کا ہونا بہر طور ہوگا

عیادت کو وہ **داغ** کی خوش خوش آئے
یہ جانا کہ اب طور بے طور ہوگا

عرش و کرسی پہ کیا خدا ملتا
آگے بڑھتے تو کچھ پتہ ملتا

اس جفا کا جبھی مزا ملتا
کوئی تجھکو اگر برا ملتا

زر ملا گھر ملا غلام ملا
مین نہ ملتا تو تمکو کیا ملتا

مدعی بن کے دل بغل مین رہا
کاش یہ دشمنون مین جا ملتا

غیر سے مل کے کیا لیا تمنے
ہم سے ملتے تو کچھ مزا ملتا

تیرے کوچہ مین چھوڑ آئے تھے
زندہ رہتا جو دل تو آملتا

عاشقی سے ملے گا اے زاہد
بندگی سے خدا نہین ملتا

نامہ بر ڈر کے بھاگ آیا ہے
یا نہ ملتا جواب یا ملتا

اک نہ اک ہم لگا رکھتے ہین
تم نہ ملتے تو دوسرا ملتا

دوستون سے تو کچھ نہ نکلا کام
کوئی دشمن ہی کام کا ملتا

روز اک دل لگی نئی ہوتی
روز اک دل مجھے نیا ملتا

تمکو یہہ مل گیا ہے قسمت سے
داغ سا اور نہ دوسرا ملتا

غم اسپر آشکار کیا ہمنے کیا کیا
غافل کو ہوشیار کیا ہمنے کیا کیا

وعدے پر انتظار کیا ہمنے کیا کیا
جھوٹے کا اعتبار کیا ہمنے کیا کیا

ہان ہان تڑپ تڑپ کے گذاری تمہین نے رات
تمنے ہی انتظار کیا ہمنے کیا کیا

اترا رہا ہے نقد محبت پہ دل بہت
اوچھے کو مالدار کیا ہمنے کیا کیا

کیا فرض تھا کہ صبر ہی کرتے فراق مین
کیون جبر اختیار کیا ہمنے کیا کیا

کہتے ہین وہ شکایت بیداد و جور پر
تجکو خدا نے خوار کیا ہمنے کیا کیا

تعریف عشق سن کے کہانتک نہو خیال
اسکو بہی بیقرار کیا ہمنے کیا کیا

ناصح بھی ہے رقیب یہ معلوم ہی نہ تھا
کسکو صلاح کار کیا ہمنے کیا کیا

پہلے تو منفعل وہ ہوے پھر بگڑ گئے
کیون شکوہ بار بار کیا ہمنے کیا کیا

کہدینگے ہم تو داور محشر سے صاف صاف
اچھونکو دل نے پیار کیا ہمنے کیا کیا

بہکا تمہارا ہاتھ ہمارا قصور کیا
خالی تمہین نے وار کیا ہمنے کیا کیا

تڑپا دل اور کھائے جگر نے بھی داغ ہجر
آنکھون نے انتظار کیا ہمنے کیا کیا

اب بھی تو درد عشق ترقی پذیر ہے
گر ایک سے ہزار کیا ہمنے کیا کیا

دم خم جو اُنکی تیغ کا دیکھا غضب ہوا
اپنے گلے کا ہار کیا ہمنے کیا کیا

آئینہ کر کے صاف دل اپنا دکھا دیا
کیون اُنکو شرمسار کیا ہمنے کیا کیا

فرقت مین ہم تو خون جگر بھی نہ کھا سکے
وہ دل نے زہر مار کیا ہمنے کیا کیا

رسوا کیا جو دل نے تو اب کہہ رہے ہین **داغ**
دشمن کو راز دار کیا ہمنے کیا کیا

یہہ مین ہزار جگہ حشر مین پکار آیا
کہ اور بھی کوئی مجسا گناہگار آیا

وہ اس ادا سے وہان جا کے شرمسار آیا
رقیب پر مجھے بے اختیار پیار آیا

یہہ مجھسے کہنے کو ظالم سر مزار آیا
مرے بغیر تجھے کس طرح قرار آیا

کہین پتا نہ ملا سخت سوگوار آیا
گلی گلی دل گم گشتہ کو پکار آیا

یہہ حال تھا شب وعدہ کہ تا پہر اگذر
ہزار بار گیا مین ہزار بار آیا

ترا ہی کوچہ ٹھکانا ہے خاکسارونکا
جو زندہ نہ آسکا مین مرا غبار آیا

مزے اُڑائے وہان خوش رہا لیا انعام
یہان جو نامہ بر آیا تو اشکبار آیا

وہ بولے سچ تو نہ آیا کبھی یقین مجھکو
دروغ وعدہ کیا اور اعتبار آیا

ہوا ملال جب اُنسے تو چھا گیا اندھیر
کہ دل مین آتے ہی آنکھونمین غبار آیا

جو وجہ دیر کی پوچھی کہا یہ قاصد نے
گذار نے تھے مصیبت کے دن گذار آیا

گذر گئی اسی گردش مین اپنے لیل و نہار — شب فراق گئی روز انتظار آیا
اُڑائے ہین ملک الموت نے بھی تیرے ڈھنگ — ہزار بار بلایا تو ایک بار آیا
خدا کیواسطے جھوٹی نہ کھائیے قسمین — مجھے یقین ہوا مجھکو اعتبار آیا
ہزار فتنے جلو مین ہین لاکھ ہنگامے — تمہارے ساتھ تو سامانِ روزگار آیا
تمہاری شوخ مزاجی سے چھاگئی حیرت — تمہین قرار نہ آیا مجھے قرار آیا
کہان تھے شبکو تمہین کچھ پتہ بھی ہر کہ نہین — کوئی پکارنے والا بہت پکار آیا
شکستہ دل ہوئی کس کس طرح مری توبہ — پیئے ہوے جو کوئی رند بادہ خوار آیا
رقیب سے بھی وہ ہین بد گمان بمحفل — کہا یہ مجھسے تمہارا اصلاح کار آیا
کمال عشق کو فرہاد و قیس کب پہونچے — وہ پیشہ کار ہر دل جسکا بار بار آیا
کبھی جو دھوپ کی گرمی سے رنج پہونچ اُٹھے — ہوا کے گھوڑے پر ابرِ کرم سوار آیا
وفا شعار کو غفلت شعار کون کہے — دم اخیر نہ آیا سرِ مزار آیا
لگائین لاش پہ تلوارین اُسنے مقتل مین — جو میرے بعد بھی آیا مرا ہی وار آیا
وہ کیون ہوے مرے مشتاقِ خیر یارب — طلب مین کل ہی خط آیا تھا آج تار آیا
عجب نہین جو معاصی ہین وجہ آمرزش — گنہ کیا تو خیالِ مآل کار آیا
یہ عقدہ عاشق و معشوق کے چاہنے سے کھلا — سمجھ مین مسئلہ جبر و اختیار آیا
پلادے آج سرِ شام مجھکو اے ساقی — کہ تیری بزم مین اک مین ہی روزہ دار آیا

ڈرے جو حشر مین وہ مجھکو دیکھتے ہی کہا

مرا رفیق مرا داغ جان نثار آیا

بھولا مجھے تو بھول گیا اپنا گھر بھی کیا
جنگل مین جا کے کہیت رہا نامہ بر بھی کیا

للہ مجھ سے آنکھ چرایا نہ کیجیے
ملتی نہین ہر دل کی طرح سے نظر بھی کیا

ملتے نہین وہان تو یہان ڈھونڈ لینگے ہم
وہ چھوڑ دینگے گھر کی طرح رہگذر بھی کیا

مرقد سے تا بہ حشر نکلتا نہین کوئی
انسان کو عزیز رہا اپنا گھر بھی کیا

بنتے ہی بنتے علم الٰہی مین رہگئی
پیدا نہ ہوتی ورنہ تمہاری کمر بھی کیا

سنکر فسانہ قیس کا ظالم نے یہ کہا
عاشق خراب خستہ نہ ہے پیشتر بھی کیا

فرہاد جو ہے شیر سے مشہور ہو گیا
آتا ہے کام وقت پر ادنی ہنر بھی کیا

ملتے ہی اُس سے آنکھ جو غش آگیا مجھے
غل مچگیا کہ سخت بلا ہے نظر بھی کیا

یارب شب فراق بسر ہو چکے کہین
نازک خرام اسکی طرح ہے سحر بھی کیا

اے ہمنشین یہ سیل ہے کیسی ہی دیکھنا
روتے ہین میرے حال پہ دیوار و در بھی کیا

ملتے ہین میری لاش پہ کافور کیون عزیز
مٹ جائیگی یہ سوزش داغ جگر بھی کیا

میری دعا کے ساتھ دعا کی رقیب نے
کل شب کو ہاتھون ہاتھ لٹا ہے اثر بھی کیا

کیون داغ کے سوال سے چپ لگ گئی تمہین
آتا نہین جواب سمجھ سوچ کر بھی کیا

تمہارے خط مین نیا اک سلام کسکا تھا
نہ تھا رقیب تو آخر وہ نام کسکا تھا

وہ قتل کرکے مجھے ہر کسی سے پوچھتے ہین
یہ کام کس نے کیا ہے یہ کام کسکا تھا

وفا کرینگے نباہینگے بات مانینگے
تمہین بھی یاد ہی کچھہ یہہ کلام کسکا تھا

رہا نہ دل مین وہ بیدرد اور درد رہا
مقیم کون ہوا ہی مقام کسکا تھا

نہ پوچھہ گچھہ تھی کسیکی وہان نہ آؤ بھگت
تمہاری بزم مین کل اہتمام کسکا تھا

تمام بزم جسے سن کے رہگئی مشتاق
کہو وہ تذکرۂ ناتمام کسکا تھا

ہمارے خط کے تو پرزے کئے پڑھا بھی نہین
سنا جو تونے بدل وہ پیام کسکا تھا

اٹھائی کیون نہ قیامت عدو کے کوچے مین
لحاظ آپ کو وقت خرام کسکا تھا

گذر گیا وہ زمانہ کہون تو کس سے کہون
خیال دل کو مرے صبح و شام کسکا تھا

ہمین تو حضرت واعظ کی ضد نے پلوائی
یہان ارادۂ شرب مدام کسکا تھا

اگرچہ دیکھنے والے ترے ہزارون تھے
تباہ حال بہت زیر بام کسکا تھا

وہ کون تھا کہ تمہین جسنے بیوفا جانا
خیال خام یہہ سودائے خام کسکا تھا

انہین صفات سے ہوتا ہی آدمی مشہور
جو لطف عام وہ کرتے یہہ نام کسکا تھا

ہر اک سے کہتے ہین کیا **داغ** بیوفا نکلا
یہہ پوچھے اُنسے کوئی وہ غلام کسکا تھا

دل عاشق اسیر اُن گیسوونکے جال مین دیکھا
طلسم عشق تو دیکھو کہ شیشہ بال مین دیکھا

جواب خط کا مین شاکی نہین یہہ تو بتا قاصد
اُسے کس حال مین چھوڑا اُسے کس حال مین دیکھا

لگائین ٹھوکرین اُس فتنہ گر نے اور جھنجلا کر
اگر تھوڑا سا دم باقی کسی پامال مین دیکھا

نہ اندر کا اکھاڑا ہی نہ ایسی قاف کی پریان
حسینونکا تماشا خوب نینی تال مین دیکھا

چلے آتے ہین کیا کیا ذہی کمان اسعالی پر
اثر دیکھا تو آصف جاہ کے اقبال مین دیکھا

ہماری پائمالی اس سے بڑہکر اور کیا ہوگی
بچا جو فتنہ گردون سے وہ تیری چال مین دیکھا

رہا کرتی ہی ہمکو فکر آیندہ زمانے کی
ہمیشہ زائچہ اُس سال کا اِس سال مین دیکھا

پہرے ہم دربدر کوچہ بکوچہ ڈہونڈتے جسکو
وہ نقد دل تمہارے گوشۂ رومال مین دیکھا

گنہ تہا عشق تو ای داور محشر مُقر ہون مین
یہی اک تو نے میرے نامۂ اعمال مین دیکھا

متاع حسن کی کب تک رہیگی گرم بازاری
کمی پر پیچ ڈالا جس نے گہاٹا مال مین دیکھا

ہوئے ہین داغ کے مذہب سے حیران کافر و مومن
کبھی اِس حال مین دیکھا کبھی اُس حال مین دیکھا

تقلید سے زاہد کی حاصل ہمین کیا ہوتا
انسان نہ ملک بنتا بندہ نہ خدا ہوتا

تو بہی حسینون کو گر پاس وفا ہوتا
کیا جانیے کیا کرتے کیا جانیے کیا ہوتا

تم لطف اگر کرتے تو حال زمانے کا
ایسا ہی ہوا ہوتا ایسا نہوا ہوتا

ساقی تری محفل مین چرچا ہی نہین مے کا
اس سے تو یہہ بہتر تہا کچھہ ذکر خدا ہوتا

دل نے مجھے تڑپایا آنکھون نے کیا رسوا
اپنون سے ہوا یہہ کچھہ بیگانون سے کیا ہوتا

غیرونکی شکایت پر فرقت کی حکایت ہے
گر تم نہ خفا ہوتے تو کون خفا ہوتا

ارمان ہم آغوشی سن سنکے ڈہٹائی سے
اس کہنے کے مین صدقے پہر کہیے تو کیا ہوتا

ہر درد کی اے قاتل لذت مجھے جب ملتی
سر شانہ گلا سینہ تہم تہم کے جدا ہوتا

ناصح بہی خوشامد سے بری ہی سی کہتا ہے
نادان تہا کیون وہ سمجہا کے برا ہوتا

تھا غیر ہی ساتھہ آنکے کترا کے گئی مجھہ سے
یہہ خیر ہوئی ورنہ جھگڑا ہی ہوا ہوتا

وہ محفل دشمن مین جب مجھکو طلب کرتے
وہ وقت مرنے کا تھا اُسوقت مزا ہوتا

کیا مجھہ سے ہی تھا ہو تعریف تری قاتل
خنجر ہی نے بات بنتا جب شکر ادا ہوتا

ہم جانکے نامنصف ہین داد طلب تجھہ سے
وہ فیصلہ ہی کیا تھا جو روز جزا ہوتا

ہمکو تو عدم مین بھی نیند آئی نہ محشر تک
کچھہ آنکھہ بھی لگ جاتی گر دل نہ لگا ہوتا

اچھا ہی نہین آئے وہ دھوپ کی گرمی مین
قامت تو قیامت تھا سایہ بھی بلا ہوتا

عاشق کا ذرا سا دل تسکین ہی کیا اُسکی
جھوٹا ہو کہ سچا ہو وعدہ تو کیا ہوتا

محفل مین سنایا تھا افسانۂ غم مینے
الزام یہہ رکھا ہی خلوت مین کہا ہوتا

فریاد و فغان سے تم اے **داغ** برے ٹھیرے
کچھہ بھی نہ کیا ہوتا کچھہ بھی نہ ہوا ہوتا

جب وہ نادان عدو کے گہر مین پڑا
داغ اک **داغ** کے جگر مین پڑا

ایسے نشتر کے کیون نہون قربان
ہات اُنکا مری کمر مین پڑا

شب وعدہ گذر چکی آدہی
اب سُنا ہی کہ تیل سر مین پڑا

وقت نظارہ اُسکا تار کمر
بال سا میری چشم تر مین پڑا

اے فغان تھم کہ پھر قیامت ہی
گر خلل خواب فتنہ گر مین پڑا

گر نہین تھا کوئی جبین فرسا
کیون نشان تیرے سنگ در مین پڑا

عاشقی سخت تر مصیبت ہی
ہمکو یہہ کام عمر بھر مین پڑا

مر گئے اہل کعبہ اُس بت پر / ایک ماتم خدا کے گھر مین پڑا

ڈوبی جاتی ہی کشتی عشاق / یہہ سفینہ عجب بھنور مین پڑا

جلوہ گر دل ادہر اُدہر رخسار / فرق اُنکی مری نظر مین پڑا

نامہ بر کا تو کچھہ پتا نہ ملا / نامہ پایا ہی رہگذر مین پڑا

بات مین اُنکے دیکھکر تلوار / ایک جھگڑا دل و جگر مین پڑا

سُن کے پیغام وہ ہوئے برہم / پیچ تقریر نامہ بر مین پڑا

شوق اگر ہمعنان ہوا تو کیا / آبلہ پاسے نامہ بر مین پڑا

جب چلا **داغ** کوے قاتل کو
ایک کہرام اُس کے گھر مین پڑا

وہ رشک حور شب کو کہین گھر کے رہگیا / کوئی فرشتہ کان مین میرے یہہ کہگیا

رونا تہا دلکا ہجر مین لالے جگر کے تہے / آنکہونکی راہ خون تمنا ہی بہہ گیا

سایہ سے جسکے داغ پڑے ہین مہین پر / یہہ کون آج گہر سے ترے رُوسیہ گیا

نشہ کی وجہ سے میری آنکھین نہین ہین سرخ / ای محتسب یہہ خون جگر جم کے رہگیا

اِسواسطے وہ کہتے ہین مُردے پر اہتمام / عاشق کو یہہ بچانے کوئی بے گت گیا

ناصح بہی رشک رستم و اسفندیار ہی / وقت کلام میرے کڑی بات سہہ گیا

دشنام یا دعا تہی شکایت کہ شکر تہا / وہ مُنہ ہی مُنہ مین چلتے ہوئے کچھہ تو کہہ گیا

یہہ تیرہ خاکدان بہی ہی کاجل کی کوٹھری / آیا جو روسپید یہان رُوسیہ گیا

محفل مین غیر سے بہی گرنا تہا التفات
یہہ ہمسے چوک ہوگئی یہہ ہمسے رہگیا

مجہہ تشنۂ شراب کو دیکہا جو تاک مین
دریا کی طرح شیرۂ انگور بہہ گیا

معشوق اور اُسکے خریدار ہوگئے
اب داغ تیرے ہاتھ سے ای رشک مہ گیا

نامۂ عاشق ناشاد نہ دیکہا نہ سُنا
آپ نے شکوۂ بیداد نہ دیکہا نہ سُنا

اگلے وقتونکی کہانی سے اُنہین نفرت ہے
کبہی افسانۂ فرہاد نہ دیکہا نہ سُنا

اب ترے کوچہ کی بستی کو نظر لگتی ہی
شہر اسطرحکا آباد نہ دیکہا نہ سُنا

آسمان دُور سے کرتا ہی تجہے جہُکے سلام
کوئی تجہسا ستم ایجاد نہ دیکہا نہ سُنا

ہوتے آئے ہین سلف سے یونہین عاشق ناکام
اثرِ نالہ و فریاد نہ دیکہا نہ سُنا

پوچہتا ہی جو کوئی خط کا ہمارے مضمون
تو وہ کہتے ہین کسے یاد نہ دیکہا نہ سُنا

خاک بہی اب تو نہین خانۂ دلمین افسوس
کوئی اسطرحکا برباد نہ دیکہا نہ سُنا

در پہ خود بیٹہے ہین وہ فتنے اُٹہانیکے لئے
پاسبانی کا یہہ ایجاد نہ دیکہا نہ سُنا

سرو کیا فتنۂ محشر بہی جو دیکہے تو کہے
کہ ترا سا قدِ آزاد نہ دیکہا نہ سُنا

دیکہین یوسفؑ بہی جو حضرت کو کہین صلّ علیٰ
آپ سا حسن خداداد نہ دیکہا نہ سُنا

آپ اپنے کو جو شاگرد کا شاگرد سمجھنے
داغ سا ہمنے تو استاد نہ دیکہا نہ سُنا

وصل کی شب جو فروغِ مہِ کامل دیکہا
دیکہتے ہی طرفِ حورشمایل دیکہا

نبضِ بیمار کبھی اور کبھی دل دیکھا
پھر کیا قتل نیا آپکو قاتل دیکھا

جو مرا ہوکے رہا جسنے مرا دل دیکھا
گردنِ غیر مین وہ ہاتھ حمایل دیکھا

موت بھی چھو نہ سکی مجھکو رہِ الفت مین
مین نے پھر پھر کے اجل کو کسی منزل دیکھا

ناخدا سے کہو بہنے دے ہماری کشتی
ہمنے گرداب جو دیکھا لبِ ساحل دیکھا

قابلِ دید نہین اُسوقت ادائین اُنکی
آئینہ دیکھ کے جب مدِ مقابل دیکھا

بزمِ اغیار مین تعریف مری ہوتی ہے
آج یہہ طرفہ تماشا سرِ محفل دیکھا

دلِ دشوار طلب لوٹ ہے دشواری پر
لے لیا ہمنے وہی کام جو مشکل دیکھا

اُسنے آوازہ کسا یہہ بھی ہمارا ہے رقیب
گر ندیمون مین کسیکو مرے شامل دیکھا

کیا سمجھتے نہین ظاہر کی ملاقات کو ہم
دل تمہارا نہ ملا ہمنے گلے مل دیکھا

بزمِ اغیار کا یہہ حال بتا اے قاصد
تونے کسکی طرف اُس شوخ کو مائل دیکھا

کیا دلاور ہے کوئی اُسکا کلیجا دیکھے
جسنے بیتابِ محبت مین مرا دل دیکھا

گالیان دیتے ہو پھر کہتے ہو یہہ بھی ہے مجھے
ہمنے تجھکو اسی لایق اسی قابل دیکھا

عشق کی چوٹ کو دل پر شگردن تو نہین
جسنے تلوار نہ کھائی اُسے بسمل دیکھا

منزلِ عشق ہے سنسان تمام اے مجنون
ناقہ دیکھا نہ یہان کوئی نہ محمل دیکھا

مست تھی آنکھ تری حال تھا ہمارا بیخود
ہمنے دونون کو دمِ معرکہ غافل دیکھا

اُسنے جب حکم دیا تھا تجھے مرجانا تھا
داغ تو دے نہ سکا جان ترا دل دیکھا

ادہر کی سدہ بہی ذرا ای پیامبر لینا — خدا کے واسطے جلدی مری خبر لینا
جو مے فروش سے سودا بنے تو کر لینا — کمی ہو حضرت زاہد تو ہمسے بہر لینا
بگڑکے جاتے ہین تو نادان بنکے آتے ہین ہم — کہ ہے روا انہین دشمن کو دوست کر لینا
چرا کے دل کوئی چلتا ہوا ہے آے ہمدم — سراغ چور کا ہر اک مقام پر لینا
شکار تیر نظر دل ہوا جگر نہوا — یہہ بچ رہا ہے ذرا اسکی بہی خبر لینا
عبث نباہ کے وعدہ سے تم تو ڈرتے ہو — یہہ کون بات ہے اکدن بگاڑ کر لینا
ہمارے سر ہی پڑا اب تو عشق کا سودا — برا ہو یہہ کہ بہلا ہو ہمین مگر لینا
شبیہہ لائینگے یوسف کی اہل مصر یہان — بڑا مقابلہ ہے تم بہی بن سنور لینا
کبہی کبہی نکل آتی ہے جنس دل ہی آپ — بری نہ نکلے یہہ پکی ضرور کر لینا
قناعت آپکو ہوتی نہین کسی شے پر — یہہ کیا کہ دل کبہی لینا کبہی جگر لینا
الجھ کے تار نگہہ سے پڑا جو کچھ جھٹکا — دہائی دینے لگے وہ کہ ہی کمر لینا
مدام پیر مغان کی ہین نالشین ہمپر — بہار آتے ہی ہمکو تو قرض کر لینا
ہمین تو شوق ہے بے پردہ تمکو دیکہین گے — تمہین ہے شرم تو آنکہون پہ ہاتہ دہر لینا
فریب دیکے لیا دل تو کیا لیا تمنے — بتائین ہم تمہین آتا نہین اگر لینا

غرض تمہین جو سنوائینے غیر کا شکوہ
یہہ قصہ مول نہ ای **داغ** اپنے سر لینا

نہ بدلے آدمی جنت سے بہی بیت الحزن اپنا — کہ اپنا گہر ہی اپنا اور ہے اپنا وطن اپنا

جو یون ہو وصل تو مٹ جائے سب بنج و محن اپنا
زبان اپنی دہن انکا زبان اونکی دہن اپنا

نہ سیدہی چال چلتے ہین نہ سیدہی بات کرتے ہین
دکہاتے ہین وہ کم زور و نکو تن کر بانکپن اپنا

عجب تاثیر پیدا کی ہی وصف نوک مژگان نے
کہ جو سنتا ہی اُسکے دل مین چبہتا ہی سخن اپنا

پیام وصل قاصد کی زبانی اور پہر اُسسے
یہہ نادانی یہہ نافہمی یہہ تہا دیوانہ پن اپنا

جراحت دل کی لائی رنگ آنسو ضبط کرنے سے
کیا ہی تازہ اس تیزاب نے زخم کہن اپنا

پکار کہا جنونکے ہاتھ سے ای بیکسی اسکو
جواب ہی پیرہن اپنا وہی ہوگا کفن اپنا

نگاہ و غمزہ کوئی چہوڑتے ہین گلشن دل کو
کہین اِن لوٹنے والونسے بچتا ہی چمن اپنا

کہے دیتے ہین وہ کافر ہہو کا بنکے آتا ہی
ذرا دل تہام لین پہلے سے اہل انجمن اپنا

یہہ موقع ملگیا اچہا اُسے تیشہ لگانے کا
محبت مین کہان سر پہوڑتا پہر کوہکن اپنا

ہم اپنے قول سے پہرتے ہین کب عاشق ہمارے ہین
رہیگا تا دم آخر یہی جو ہی سخن اپنا

یقین وصل کیا آئے کوئی دن امتحاں کر لین
بڑہائے اعتبار آ آ کے وہ پیمان شکن اپنا

نہ مرتا ہون نہ جیتا ہون اثر دونون کہا بیٹہے ہین
لب معجز نما اپنا نگاہ سحر فن اپنا

ہر اک سے ٹیڑہی چلتے ہین بگڑی ہی روش اپنی
تمہاری چال سے ملتا چلا ہی کچہہ چلن اپنا

یہہ سینہ یہہ جگر یہہ دل یہہ سر یہہ حلق حاضر ہی
نکالے حوصلہ ناوک فگن شمشیر زن اپنا

خبر کسکو وہ کسکا تہا وہ کسکا ہی وہ کسکا
سمجہتا ہی اُسی کو شیخ اپنا برہمن اپنا

یہہ ہم سمجہے ہوئے ہین تم نے مانا ہی نہ مانو گے
سوال وصل سے کیون رائگان جائے سخن اپنا

الجہتا کیون ہی دیوانو تمہارے عشق و وحشت مین
چل اپنی راہ لے تو کام کر ای راہزن اپنا

جو تجھے لالہ و گل کے کھلے دیکھہ لیتے ہیں
تو فرماتے ہیں وہ ہے داغ کا یہہ ہر چمن اپنا

جب دہوان دہار گرجتی ہوئی آتی ہے گھٹا
دل مہجور کے نالونسے جو ہو ہم آواز
تو تو اک قطرہ بھی دیتی نہیں اے ابر سیاہ
ہجر محبوب مین بیتاب ہون بسمل کی طرح
رات بہر جاگے ہین اب آنکہہ لگی ہے گھٹی
صورت ماہی آب ہین میکش بیتاب
وعدہ کرتے ہین وہ جس روز یہان آئیگا
تیغ کی طرح چمک جاتی ہے سر پر بجلی
توبہ میخوار کی مقبول ہے جب چاہے کرے
جب اٹھاتے ہین دم بادہ کشی وہ ساغر

طالع خفتہ کو میکش کے جگاتی ہے گھٹا
سینہ پہٹ جاے ترا کیا ہے چھاتی ہے گھٹا
پانی بہر بہر کے زمانے کو پلاتی ہے گھٹا
تار بارش یہہ نہین تیر لگاتی ہے گھٹا
کہد و خاموش ہو کیون شور مچاتی ہے گھٹا
اس تپش مین اجل آتی ہے نہ آتی ہے گھٹا
کیا برستی ہے کہ دریا ہی بہاتی ہے گھٹا
ہجر مین مجھکو بلا بن کے ڈراتی ہے گھٹا
زور سے شور سے یہہ مژدہ سناتی ہے گھٹا
کیسی اتراتی ہوئی جھومتی آتی ہے گھٹا

نہیں ساون مین مرے پاس وہ مہوش ہے داغ
مجھکو تڑپاتی ہے بجلی تو رلاتی ہے گھٹا

آئینۂ دل نے تماشا کیا
ایک ستم اور ستم آرا کیا
سب نے تو دیدار خدا کا کیا

اپنی جگہ مین اسے دیکھا کیا
اور کہون اور کہون کیا کیا
مجھکو بھی دیکھا تجھے دیکھا کیا

کہول کے منہہ سینہ کا پردا کیا
آپنے چلمن مین تماشا کیا

تونے بہی عاشق نہ کئے اِتنے قتل
ہمنے بہت خونِ تمنا کیا

نکہت گل مین ہے لپٹ اور ہی
کس نے یہان بندِ قبا وا کیا

شکوہ سے اُسکے ہوے بدنام سب
سو مین اگر ایک نے ایسا کیا

دیکہتے ہی مجہکو کہا روزِ حشر
تونے یہان بہی ہمین رسوا کیا

قتلِ جہان اُسکے لئے کہیل تہا
کون کہے آپ نے یہہ کیا کیا

داد طلب اُس سے ہین سب دادخواہ
جسنے تجہے اِتنے سے اِتنا کیا

روزِ قیامت وہ دمِ بازپرس
چشمِ غضب سے مجہے دیکہا کیا

ہاتہہ سے میرے جو ہوا دل ہلاک
اپنے پہ خود خون کا دعوی کیا

ساتہہ چلا اُسکے وہ بکتا ہوا
فتنۂ محشر نے تماشا کیا

چہوڑیے اِن باتون مین کہا ہے کیا
آپ نے پہر ذکر عدو کا کیا

کس سے کہین عمر گذشتہ کا حال
کیا نہ کیا ہمنے یہان کیا کیا

کل کا اگر وعدہ وفا آج ہو
آپ نے امروز کو فردا کیا

مین ستمِ غیر کا شکوہ کرون
اور وہ سنکر کہین اچہا کیا

اور رہی اِک رات سہی انتظار
یا نہ کیا اُسنے کرم یا کیا

غیر کے آتے ہی وہ تیور نہ تہے
تمکو اِنہین باتون نے رُسوا کیا

حضرتِ دل عشقِ صنم سہل تہا
تمنے خدا پر نہ بہروسا کیا

مر کے ہوئین زندہ بہت حسرتین — شوق نے اعجازِ مسیحا کیا

داغ نے دیکھے ہین ہزارون حسین
آپ نے کس شخص سے دعوا کیا

اُمید وار ہون کرمِ بے حساب کا — پیتا ہون ڈگڈگا کے پیالہ شراب کا

چرچا ہی اُنکے گہر مین مرے اضطراب کا — دیکھا سلوک اِس دلِ خانہ خراب کا

بیکار مفت خاک اُڑاتی پہری صبا — گوشہ اُلٹ دیا نہ کسی کی نقاب کا

اَی چارہ گر کمی نکرے محنتِ دل کہین — ٹکڑا لگا ہوا ہی یہہ چشمِ پُر آب کا

یہہ بات ہی بہارِ چمن ہی کیواسطے — آتا نہین پلٹ کے زمانہ شباب کا

ساقی تو مجھکو چاٹ لگا کر الگ ہوا — دہو دہو کے پی رہا ہون پیالہ شراب کا

یا تمکنت سمائی طبیعت مین آپ کی — یا صبر ٹہ گیا دلِ پُر اضطراب کا

مین اِک سوال کر کے پشیمان ہو گیا — لپکّا بندہا ہوا ہی ہزارون جواب کا

اُٹھا ہی خوابِ ناز سے کوئی جو دن چڑہے — چمکا ہوا ہی آج نصیب آفتاب کا

واعظ بتا تو بادہ کوثر کے اسم و قسم — بکتا ہی نام بادہ کشون مین شراب کا

بہلے گا کسطرح شبِ غم بیقرار دل — افسانہ گو کی آنکھو مین ہی زور خواب کا

روزہ رکھین نماز پڑہین حج ادا کرین — اللہ یہہ ثواب بہی ہی کس عذاب کا

لاؤن سبُو پیالہ بہرون دُر کو فصل دُون — کیا حکم ہی جنابِ مسیخت مآب کا

مضمونِ خطِ شوق کسی مین نہین ملا — اُلٹا ہی ڈا ایک ایک ورق ہر کتاب کا

کیا لاگ عشق کی ہی کہ دیتا رہا جواب
یعقوبؑ کا خیال زلیخاؒ کے خواب کا

جب مین کرون سوال تو کہتے ہو چپ رہو
کیا بات ہی جواب نہین اس جواب کا

خوشبو وہی ہی ہی نزاکت وہی ہی رنگ
معشوق کیا ہی پہول ہی تو بہی گلاب کا

ہونیکو تیری چشم تغافل مین قہر ہو
ہمسے ملے تو لطف ملے کچہہ عتاب کا

اُس بیقرار دل کا الٰہی علاج کیا
جسکے شکیب پر ہو گمان اضطراب کا

ای زلفِ یار وجہ بہی کچہہ پیچ و تاب کی
ای چشم یار کوئی سبب بہی عتاب کا

ای داغ بخشوائین گے اُمت کے وہ گناہ
ہے آسرا جناب رسالت مآب کا

غیر پر لطف و کرم بس ہو چکا
ہو چکا ہمپر ستم بس ہو چکا

دل مین رہنے دے کسک ای چارہ گر
درد اپنا کم سے کم بس ہو چکا

مین دمِ آخر سے اپنے شاد ہون
انتہا کا رنج و غم بس ہو چکا

گر یہی قسمین ہین تو مجہکو یقین
آپکے سر کی قسم بس ہو چکا

ہمکو ای واعظ ابہی مرنا نہین
وصفِ گلزار ارم بس ہو چکا

دہوم ہی اب کوچۂ دلدار کی
شہرۂ دیر و حرم بس ہو چکا

ہی ہمارے بعد بہی اُنکا عتاب
مرکے یہہ سمجہے تہے ہم بس ہو چکا

کرچکے پامال اب گہر بیٹہیے
فتنہ برپا ہر قدم بس ہو چکا

اب یہہ بُت کرتے ہین ناحق تنگ جہان
بیت رب بیت الصنم بس ہو چکا

بحرِ اُلفت سے نکالیں آشنا
تھک گیا ہون مجھ مین دم بس ہو چکا

جانبِ گورِ غریبان وہ نہ آئے
حشر اہلِ عدم بس ہو چکا

دیکھتا ہی تو نہین وہ بادہ خوار
ساغرِ دل جام جم بس ہو چکا

کل جو اک داغ حزین مشہور تھا
آج وہ بیمارِ غم بس ہو چکا

عاشقِ مضطر اگر آرام اپنا دیکھتا
عشق کے آغاز مین انجام اپنا دیکھتا

سخت ناکامی تھی اُسکو ورنہ یون مرتا ہی کیون
کوہکن بنتا ہو اگر کام اپنا دیکھتا

دیکھتا ہر کچھہ تو جلوہ ورنہ کیا کرتا نہ ترک
نفع توبہ مین جو مے آشام اپنا دیکھتا

تیرے عاشق کو دکھاتے عشق کا دفتر اگر
نام تیرا دیکھتا یا نام اپنا دیکھتا

آپ تو ناحق ہین برہم معذرت کرتا ہی دل
جُرم جب یہہ موردِ الزام اپنا دیکھتا

کیا غرض تھی دیکھتے ہم عشق مین اچھا بُرا
دیکھتا تو یہہ دلِ ناکام اپنا دیکھتا

چیر کر سینہ دکھایا کیون نہ اُسکو ہمنے دل
نقش اس تعویذ مین وہ نام اپنا دیکھتا

آج کو جمشید ہوتا تو دکھاتے اُسکو سیر
دل ہمارا دیکھکر کیا جام اپنا دیکھتا

جانتا گر خود غرض خود مطلب اے دل آپکو
فائدہ کیا مین نہ صبح و شام اپنا دیکھتا

نخوتِ دولت سے آنکھین پھٹ گئین قارون کی
کاش آنکھین پھاڑ کر انجام اپنا دیکھتا

داغ کو وہ آگ لگتی جسکا بجھنا تھا محال
گر تمہاری بزم مین ہمنام اپنا دیکھتا

کوئی پھرے نہ قول سے بس فیصلا ہوا
بوسہ ہمارا آج سے دل آپ کا ہوا

اس دل لگی مین حال جو دل کا ہوا ہوا
کیا پوچھتے ہین آپ تجاہل سے کیا ہوا

ماتم ہمارے مرنیکا انکی بلا کرے
اتنا ہی کہہ کے چھوٹ گئی وہ برا ہوا

وہ چھیتی دیکھتے ہین ہوائی جو چرخ پر
کہتے ہین مجھسے آپ کا نالہ رسا ہوا

اسپر بھی تو نہین ہی غم عشق مین کمی
کہتا ہی اک جہان تمہارا دیا ہوا

کیا عیش جاودان کہ غم جاودان نہین
انسان کو ہی موت کا کھٹکا لگا ہوا

بیگانہ تہا تو کوئی شکایت نہ تھی ہمین
آفت تو یہہ ہوئی کہ وہ ملکر جدا ہوا

جسنے کیا تپاک اُسی نے کیا ہلاک
جو آشنا ہوا وہی ناآشنا ہوا

دشنام کی بھی آپ سے کسکو امید تھی
ہمنے تو اُسپہ صبر کیا جو عطا ہوا

ای جذب شوق ہو نہو یہہ نامہ بر ہی ہو
آتا ہی کوئی شخص ادہر کو اڑا ہوا

عذر ستم سے بس مجھے نادم نہ کیجیے
اس تذکرہ کو چھوڑیے جو کچھہ ہوا ہوا

بیخود رہے وصال مین بیہوش ہجر مین
کیا جانے ہمسے کب وہ ملا کب جدا ہوا

اسطرح کے جہان مین ہین بیغرض کہان
تیری نگہہ ہوئی دل بے مدعا ہوا

ای چرخ کل کی رات کا غم آج تو نہ دے
ہم صبح کو نہ کہائینگے شب کا بچا ہوا

آباد کسقدر ہی الٰہی عدم کی راہ
ہردم مسافرون کا ہی تانتا لگا ہوا

ای کاش میرے تیر لگے کل یہہ حکم ہو
لیجاؤ انکو خلد مین جو کچھہ ہوا ہوا

پیغامبر ندیم سے بنے نامہ بر رفیق
میرا تو مدعا نہ کسی سے ادا ہوا

کس کس طرح سے اسکو جلاتے ہین رات دن
وہ جانتے ہین **داغ** ہر ہمپر مٹا ہوا

زبان ہلاؤ تو ہو جاے فیصلہ دل کا
اب آچکا ہی لبون پر معاملہ دل کا

کسی سے کیا ہو تپش مین مقابلہ دل کا
جگر کو آنکھہ دکہاتا ہی آبلہ دل کا

خدا کے واسطے کر لو معاملہ دل کا
کہ گھر کے گھر ہی مین ہو جاے فیصلہ دل کا

تم اپنے ساتھہ ہی تصویر اپنی لیجاؤ
نکال لینگے کوئی اور مشغلہ دل کا

قصور تیری نگہہ کا ہی کیا خطا اوسکی
لگاوٹون نے بڑہایا ہی حوصلہ دل کا

نہ جان دیتے بن آئے نہ زندہ رہتے بنے
بگڑ گیا ہی یہہ کیسا معاملہ دل کا

شباب آتے ہی اے کاش موت بہی آتی
ابہارتا ہی اسی سن مین ولولہ دل کا

کئے ہین تو نے دل اہل انجمن بیتاب
رواروی مین ہی مصروف قافلہ دل کا

جو منصفی ہی جہان مین تو منصفی تیری
اگر معاملہ ہی تو معاملہ دل کا

ملی بہی ہی کبہی عاشق کی داد دنیا مین
ہوا بہی ہی کبہی کمبخت فیصلہ دل کا

نگاہ مست کو تم ہوشیار کر دینا
یہہ کوئی کھیل نہین ہی مقابلہ دل کا

ہماری آنکھہ مین بہی اشک گرم ایسے ہین
کہ جنکے آگے بہرے پانی آبلہ دل کا

ہوا نہ اسسے کوئی اور کانون کان خبر
الگ الگ ہی کیا سب معاملہ دل کا

اگرچہ جان پہ بن بن گئی محبت مین
کسیکے منہہ پہ نہ رکھا کبہی گلہ دل کا

ازل سے تا بہ ابد عشق ہی اسیکے لیئے
ترے مٹائے سے مٹیگا نہ سلسلہ دل کا

کرون تو داور محشر کے سامنے فریاد
تجہی کو سونپ نہ دے وہ معاملہ دل کا

نہ آئین خضر کبہی آپ ہو لکے ہی ادہر
جناب من نہین آسان مرحلہ دل کا

کچھہ اور ہی سمجھے ای داغ بات آتی ہے
وہی بتون کی شکایت وہی گلہ دل کا

عشق مین دل نے بہت کام نکالا اپنا
سچ ہی ملتا ہی کہان چاہنے والا اپنا

مین اُٹھاتا ہون سہارے کے لئے دست دعا
رہگیا ہو نہ کہین راہ مین نالا اپنا

اپنی نظرون مین تو پہرتا ہی وہ قد بوٹا سا
سرو گلچین کو دکہائے قد بالا اپنا

ای سیہ بختی عاشق نہ بنے گی تو زلف
رہنے دے اپنے لئے رنگ یہہ کالا اپنا

اُسپہ مرتے ہین جو بیدرد ہو بیمہر بہی ہو
عشق ہی سارے زمانہ سے نرالا اپنا

دل بچا تیغ نظر سے مگر اب خیر نہین
تیرے دُنبالہ نے بہالا جو سنبہالا اپنا

بحر و بر مین نہ کوئی فرق رہیگا باقی
کچھہ اگر پہوٹ پڑا پانون کا چھالا اپنا

اپنی تصویر وہ کہنچواے یہہ ممکن ہی نہین
جسنے آئینہ مین بہی عکس نہ ڈالا اپنا

غیر کے ملنے سے دنیا مین ہوئی بدنامی
تمنے عالم مین بڑا نام اُچھالا اپنا

خاک کس کس کی خدا جانے ہوئی دامنگیر
تمنے چلتے ہوئے دامن نہ سنبہالا اپنا

دل شکن اُسنے تو دو حرف ہی لکہے ہمین بہیجے
دفتر شوق ہوا اب تہ و بالا اپنا

کچھہ سیہ بختی عاشق مین سعادت ہوتی
سایہ زلفون نے تری اُسپہ نہ ڈالا اپنا

چرخ کا پانون ہی مدت سے یونہین گردش مین
ہی بچا گر رکہے خورشید کو چھالا اپنا

دیکھکر اُسکو تعجب ہی جنابِ ناصح
مجھسے فرماتے ہین کیون دل نہ سنبھالا اپنا

انتظارِ مے و ساغر ہو کہا تک ساقی
کہین لبریز نہو جاے پیالا اپنا

اُسکے دامن کی جنون مین بہی ہی ہمکو تلاش
جیب پر اپنی کبہی ہاتہہ نہ ڈالا اپنا

غیر سے ملنے کی لکہی ہی نہایت تاکید
اور لکہا ہی مجہے خط مین حوالا اپنا

ہین برُے حال کے سب دیکہنے والے ای داغ
کوئی دنیا مین نہین پوچہنے والا اپنا

تم گلے جب نہ ملو لطف ملاقات ہی کیا
مان بہی جاو مری بات یہہ ہی بات ہی کیا

دل و دین لیکے بہی راضی نہوے آپ کبہی
یہہ تو فرمائے مین کیا مری اوقات ہی کیا

کشتۂ ناز کو کیون زندہ کرین آکے مسیح
تمہین ٹہکرادو کہ ہی اسمین کرامات ہی کیا

عالم وجد مین بیخود نہین ہوتے صوفی
نشۂ مین چور ہین رندان خرابات ہی کیا

ہمت ای دیدۂ تر قطرہ فشانی کب تک
موسلا دہار نہ برسے وہ برسات ہی کیا

دل سی شی ہمنے تو بہیجی اُنہین وہ کہتے ہین
بیش قیمت ہی یہ سوغات مین سوغات ہی کیا

حشر کے دن وہی کافر مجہے ملجائیگا
میرے کردار کی ہی اور مکافات ہی کیا

جاکے پی آئے وہان آتے ہی توبہ کرلی
اسقدر دور ہی مسجد سے خرابات ہی کیا

عاشقی اور پہر ایسی کہ چہپائے نہ چہپے
مجہسے مجرم کے لیے چاہیئے اثبات ہی کیا

دل کو لے لیتے ہین در پردہ وہ عیاری سے
چال غیرو نپہ جو کہلجائے تو پہر گہات ہی کیا

روز پیتے ہین صبوحی بہی ادا کرکے نماز
غرق آجائے تو پابندی اوقات ہی کیا

پھرین آتی ہین طبیعت مین ہماری کیا کیا
برق وش پاس نہو جب تو وہ برسات ہی کیا

مے انگور فرشتون کی بہی قسمت مین نہین
اِس سے محروم ہین اک قبلۂ حاجات ہی کیا

اِسمین دہوکا تو نہین ہمسے ذرا سچ کہئے
کردیا مانگ کے دل آپ نے خیرات ہی کیا

اب تمناے شب وصل ہی کس کافر کو
بات کرنے مین گذر جائے تو وہ رات ہی کیا

آگے اُس شوخ کے چپ لگ گئی انکو ای **داغ**
میرے مطلب کو جو کہتے تہے یہہ ہی بات ہی کیا

دیکھکر تیری ادا جی سے گذر جائیگا
مرنے والا تو قیامت مین بہی مرجائیگا

نامہ بر چرب زبانی تو بہت کرتا ہی
دل گواہی نہین دیتا کہ اُدہر جائیگا

اور بہی اور بہی ای درد محبت ہو سوا
گر کمی کی تو مرے دل سے اُتر جائیگا

غیر کا قصہ شب وصل مین کیون لے بیٹھے
باتون باتون مین یو نہین وقت گذر جائیگا

میرے ہمراہ پس مرگ ڈبونیکے لئے
دیدۂ تر نہ سہی دامن تر جائیگا

رخنہ گر وہ ہی تو محشر کا تماشا کیسا
آن کی آن مین سب کہیل بکہر جائیگا

بیخودی مین ہی کسے ہوش کہان ہی قاصد
کدہر آیا نہین معلوم کدہر جائیگا

عاقبت پاک ہی میخوار کی سن رکہہ زاہد
یہہ تو میخانہ سے اللہ کے گہر جائیگا

کہا لیا ہمنے شب ہجر مین سب خون جگر
روز فرقت ہمین اب صاف گذر جائیگا

کسی بندہ پہ بُرا وقت نہ ڈالے اللہ
کیا خبر تہی کوئی یون ہجر مین مرجائیگا

کیون نہ ہم روئین مقدر کی پریشانی کو
کیا یہہ گیسو ہی تمہارا کہ سنور جائیگا

بوجھ ڈالے نہ بہت دست دعا پر تاثیر
مجھکو ڈر ہے کہ میرا ہاتھ اتر جائیگا

وصف حورون کے تو زرات سنون ای واعظ
خوف یہہ ہے کہ وہان پر چپہ گذر جائیگا

کرکے برباد مجھے چرخ کہان جاتا ہے
مین بہی ہمراہ اسیکے ہون جدہر جائیگا

فوج مژگان نے تری گھیر لیا ہے دلکو
اب کہان جائیگا بچکر یہہ کدہر جائیگا

اب تو ای داغ مرے غم سے وہ خوش ہین پہر کیا
آخر اکدن یہہ زمانہ بھی گذر جائیگا

مایوس ہجر مین دل ناکام ہوگیا
رخصت ہوا اجل مجھے آرام ہوگیا

سنتا ہون غیر کا بت خودکام ہوگیا
یہہ بات سچ ہوئی تو مرا کام ہوگیا

مین ہر طرح سے مورد الزام ہوگیا
تقصیر کی کسی نے مرا نام ہوگیا

اس تشنگی کی آگ اسی آگ سے بجھے
مین پانی پیتے پیتے می آشام ہوگیا

کیون میری بات سنتے ہی تلوار کھینچ لی
کیا حرف اختلاط بہی دشنام ہوگیا

آپ اپنے گھر کو رشک مسیحا سدہارئیے
آرام ہوگیا مجھے آرام ہوگیا

عاشق کے ضعف قلب کی کچھ انتہا نہین
گویا وہ اس زمانہ کا اسلام ہوگیا

سینہ مرا سبو ہے عشق کے لئے
آنکھین پیالہ بن گئین دل جام ہوگیا

بگڑے وہ مجھکو دیکھ کے محفل مین اسطرح
گویا قیامت آگئی کہرام ہوگیا

باہر خودی سے ہو نہ سکا دل تمام عمر
اسکی رگون کا جال اسے دام ہوگیا

پہر آرزو مراد پر آکر ہوئی ہے یاس
لو پختہ ہوکے پہر یہہ ثمر خام ہوگیا

بس شرح اسکی حضرت ناصح نہ کیجیے
معلوم ہمکو عشق کا انجام ہوگیا

اب صبر کسطرح سے دل بدگمان کو ہو
کیون یہہ کہا کہ شب کو ہمین کام ہوگیا

رہتا نہین ہے اپنا مقدر بہی اپنے ساتہہ
وہ بہی شریکِ گردشِ ایام ہوگیا

کیا طولِ مدعا ہے کافی ہو روزِ حشر
کیا فیصلہ جو صبح سے تا شام ہوگیا

قاصد کے ہاتہہ چوم لئے مین نے لیکے خط
یہہ اک طرحکا بوسہ بہ پیغام ہوگیا

جو ابتدائے عشق مین تہے کام نادرست
انجام کار سب کا سر انجام ہوگیا

دنیا مین **داغ** صاحبِ اعزاز ہے تو ہو
وہ آپ کا تو بندۂ بے دام ہوگیا

نام زیرِ آسمان باقی رہا
مر مٹون کا یون نشان باقی رہا

اُسکے در پر جبہہ سا لاکہون ہوئے
پہر بہی سنگِ آستان باقی رہا

دیکہیے فردائے محشر کیا ہے
آج کل پر امتحان باقی رہا

اے گدازِ غم تجہے کہا جاؤن گا
ایک بہی گر اُستخوان باقی رہا

شب کو تیری جستجو مین کو بکو
کون مجہہ سے مکان باقی رہا

مٹ گئے دنیا کے جلسہ سیکڑون
ہے غنیمت جو سمان باقی رہا

آنکہہ اپنی روزِ محشر کہل چکی
کچہہ اگر خوابِ گران باقی رہا

دل لگی ہو جائے گی زیرِ مزار
تو جو اے دردِ نہان باقی رہا

آزمائی ہر مروت ہی ابہی
امتحان سا امتحان باقی رہا

حال کچھ اے داورِ محشر نہ پوچھ
حال مجھ مین اب کہان باقی رہا

مٹ چکا گو اک زمانے کا خیال
پھر بھی دل مین اک جہان باقی رہا

غیر کا چھلہ چھپایا آپ نے
اُس نشانی کا نشان باقی رہا

جا چکا اے داغ سب مال و متاع
شکر ہے لطفِ زبان باقی رہا

گو محتسب کا مشربِ رندانہ کھل گیا
پہلے ہی عید سے درِ میخانہ کھل گیا

بادِ صبا نے بھی نہ کیا اُسکو بے حجاب
سینہ پہ ہات آگئے جب شانہ کھل گیا

قاتل نے دیکھے اسمین ہزارون پری جمال
دل چاک کیا ہوا کہ پری خانہ کھل گیا

ہمسے تغافل اور ہے غیرونسے تاک جھانک
تیرا فریب نرگسِ مستانہ کھل گیا

جلنے لگے ہین شمع سے گل سے ہین بد دماغ
کیون اُنپہ عشقِ بلبل و پروانہ کھل گیا

رکھا تھا ہمنے پردہ کہ اُسپر کھلے نہ حال
سب رازِ دل سناتے ہی افسانہ کھل گیا

خونین ہے پیرہن جو تمہارے شہید کا
اُسپر یہ سرخ خلعتِ شاہانہ کھل گیا

پوچھا مزاج اُسنے تو وحشت کی اسنے لی
آخر کو پردہ دلِ دیوانہ کھل گیا

اس میکدہ سے ہم تو چلے تشنہ کام ہی
بس ہمپہ ظرفِ ساقی و پیمانہ کھل گیا

مشتاقِ دید عشق مین پڑے ہین جو زیرِ بام
سر کی نقاب کیا رخِ جانانہ کھل گیا

اے داغ وقتِ مرگ ہوا امتحان ہمین
اِسوقت مین یگانہ و بیگانہ کھل گیا

اِدھر دیکھ لینا اُدھر دیکھ لینا
کنکھیون سے اُسکو مگر دیکھ لینا

فقط نبض سے حال ظاہر ہوگا
میرا دل ہی ای چارہ گر دیکھ لینا

کبھی ذکرِ دیدار آیا تو بولے
قیامت سے بھی پیشتر دیکھ لینا

نہ دینا خطِ شوق گھبرا کے پہلے
محل موقع ای نامہ بر دیکھ لینا

کہین ایسے بگڑے سنورتے ہی دیکھے
نہ آئین گے وہ راہ پر دیکھ لینا

تغافل مین شوخی نرالی ادا تھی
غضب تھا وہ منھ پھیر کر دیکھ لینا

شبِ وعدہ اپنا یہی مشغلہ تھا
اُٹھا کر نظر سوے در دیکھ لینا

بلایا جو غیرونکو دعوت مین تمنے
مجھے پیشتر اپنے گھر دیکھ لینا

محبت کے بازار مین اور کیا ہی
کوئی دل دکھائے اگر دیکھ لینا

مرے سامنے غیر سے بھی اشارے
اُدھر بھی اِدھر دیکھکر دیکھ لینا

نہو نازک اتنا بھی مشاطہ کوئی
دہن دیکھ لینا کمر دیکھ لینا

نہین رکھنے دیتے جہان پانون ہمکو
اُسی آستانہ پہ سر دیکھ لینا

تماشائے عالم کی فرصت ہی کسکو
غنیمت ہی بس اک نظر دیکھ لینا

دیتے جاتے ہین آج کچھ لکھ کے تمکو
اِسے وقتِ فرصت مگر دیکھ لینا

ہمین جان دینگے ہمین مر مٹین گے
ہمین تم کسی وقت پر دیکھ لینا

جلایا تو ہر داغ کے دِل کو تم نے
مگر اسکا ہوگا اثر دیکھ لینا

دل مکدر مدام کا نکلا ۂ
کب یہ آئینہ کام کا نکلا

گھر سے تم کیون نکالے دیتے ہو
کیا قصور اس غلام کا نکلا

بھر کے دے جام ورنہ ایساقی
دم کسی تشنہ کام کا نکلا

مٹ گئی رسم وراہ بھی اُنسے
یہہ نتیجہ پیام کا نکلا

بحث تھی میکشی مین زاہد سے
عذر ماہ صیام کا نکلا

وصل کی اُنسے ہوگئی امید
سلسلہ جب کلام کا نکلا

یہہ سنا ہی کہ اب وہ ہرجائی
صبح آتا ہی شام کا نکلا

گالیان سنتے ہین دعا دیکر
خوب پہلو کلام کا نکلا

دل کے ملنے کی پھر امید نہین
یہہ اگر اُس کے کام کا نکلا

واہ کیا کیا تری محبت مین
حوصلہ خاص و عام کا نکلا

سچ تو یہہ ہی کہ عاشقی مین **داغ**
ایک ہی اپنے نام کا نکلا ۂ

تجھے نامہ بر قسم ہی یہین دل سے بات کرنا
کوئی ایک بات پوچھے تو ہزار بات کرنا

نہین اور خوف قاصد مگر ایک بات کرنا
جو رقیب بھی وہان ہو بہت الت...

وہ ہو تیز رو نہ پائے کوئی تمکو حسرت دل
رہ دوست مین جو چلنا تو ...

ابھی سن ہی کیا ہی آئے جو نہین شعار تمکین
کبھی اجتناب کرنا کبھی التفا...

مرے دل کی قیمت اتنی نہ بڑھاؤ کون لیگا
جو تمہین نہ جاننا ہو یہہ اُسی ...

ہمین گلشن جہان مین یہی کام آخری ہر
اسی باغبان کو واپس ثمرِ حیات کرنا

یہہ زمانہ کہہ رہا ہر کہ وہ قول کے ہین پورے
مگر اک ہمین سے وعدہ اُنہین ہے ثبات کرنا

نکل آئین گے وہ باہر وہین شورشن کے ایدل
کبھی اُنکے در پہ جاکر کوئی واردات کرنا

وہ کریم کیا نہین ہر وہ رحیم کیا نہین ہر
کبھی داغ ہو لکر بہی نہ غم نجات کرنا

شوق ہر اسکو خود نمائی کا
اب خدا حافظ اِس خدائی کا

وصل پیغام ہر جدائی کا
موت انجام آشنائی کا

دیدیا رنج اک خدائی کا
ستیاناس ہو جدائی کا

کسی بندہ کو دردِ عشق نہ دے
واسطہ اپنی کبریائی کا

پہنس گیا دل بُری جگہ افسوس
کوئی پہلو نہین رہائی کا

صلح کے بعد وہ مزا نہ رہا
زور سامان تہا لڑائی کا

کہتے ہین وہ قیامت آنے دو
ابہی موقع نہین صفائی کا

اپنے ہوتے عدو پہ آنے دے
کیون وہ الزام بیوفائی کا

اشک آنکہو مین داغ ہین دلمین
یہہ نتیجہ ہر آشنائی کا

ہنسی آئی ہر اپنے رونے پر
اور رونا ہی جگ ہنسائی کا

آج وہ امتحان کرتے ہین
وقت ہر قسمت آزمائی کا

دِل اُٹہا ہر دل لگی کے مزے
پوچہنا کیا لگی لگائی کا

فتنہ گر ایک تو ہی اِک محشر
دِل شریک اسمین ہی تنہائی کا

اڑ گئے ہوش دام مین پہنسکر
قید کیا نام ہی رہائی کا

اِک خدائی کی آفتین دیکہین
ہائے صدمہ تری جدائی کا

اور تو ہمکو کچہہ نہین آتا
کام کرتے ہین آشنائی کا

دِل ترا صاف ہو نہین سکتا
ہیچ ہی محکمہ صفائی کا

بتکدے کی جو سیر کی ہمنے
کارخانہ ہی اِک خدائی کا

گرچہ پہنچا ہو نمین کہین سے کہین
مرحلہ دور ہی رسائی کا

نرہا لطف اِس زمانے مین
میرزا داغ میرزائی کا

آشنا تو ہی اپنے مطلب کا
فیصلہ ہو چکا ہی یہہ کب کا

روز محشر ہی یہہ دلیل انکی
کہتے ہین مجہسے عذر تہا شب کا

کیون نہو غیر کی دعا مقبول
وہ خدائے کریم ہی سب کا

لیکے دِل تمنے جب ستم توڑے
پہر ہماری بغل مین آ دبکا

وہ سنے دردِ دِل جو ہو ہمدرد
نہین ملتا کوئی مرے ڈہب کا

کِسکو جانون رقیب محفل مین
ایک نام اُسنے رکہدیا سب کا

غنچۂ گل کو سونگہئے بچکر
بوسہ لیلے نہ آپ کے لب کا

ذکر بیداد پر نہو برہم
کہ نہین ہی یہہ تذکرہ اب کا

داغ مے کو نہ دیکھیے اے زاہد
دل تو ہے پاک رند مشرب کا

دم نہین دل مین ایک مدت سے
خون ہے مدعا و مطلب کا

کافر عشق کیون مسلمان ہے
سب کو ہے پاس اپنے مذہب کا

جرم تھا پیشتر تغافل ہی
حال جب کا کہون کہ مین اب کا

چاہنے والے ہون برے کہ بھلے
انکے دفتر مین نام ہے سب کا

ہے مے ناب یا شراب طہور
تشنہ ہون ساغر لبالب کا

بات پوری وہ کر نہین سکتے
زور ہے کیا نزاکت لب کا

کیا کروگے کہو تو روز جزا
ایک دعوی ہوا اگر سب کا

تمنے بھی کچھ سنا کہ تا بفلک
شور پہنچا ہے میرے یا رب کا

پہلے انکار اور پھر دشنام
یہ نتیجہ ہے عرض مطلب کا

شکر ہے داغ کامیاب ہوا
حق تعالے بھلا کرے سب کا

جب دم نہ مرے قتل کے سامان مین نہوگا
وہ دن ہی کبھی گردش دوران مین نہوگا

جینا تو بلائے شب ہجران مین نہوگا
مرنا ہی اگر ہے مرے امکان مین نہوگا

کیون مفت مین دیوانہ بنون چھوڑ کے تجھکو
دامن مین جو ہے ہاتھ گریبان مین ہوگا

کیون جانے لگا دل ترے ناوک سے نکل کر
سوفار مین ہوگا جو وہ پیکان مین نہوگا

چمکیگا مرا داغ جگر صورت خورشید
کیا روز قیامت شب ہجران مین نہوگا

میں بیچ سے تدبیر کے خوش ہوں یہ سمجھکر
ایسا کوئی بل گیسوئے پیچان میں ہوگا

بہلاؤنگا اپنے دل ویران سے وحشت
یہہ دشت بلا کیا مرے زندان میں ہوگا

ہوتا ہے جدائی میں ہمسر جانان کا ناصح
ہر بیہدہ تو یقین تو مرے احسان میں ہوگا

کیا آئے وہ ہم نزع بالانے سے جو آئے
محسوب یہہ احسان کسی احسان میں ہوگا

اتنا تو ہوا دیدۂ گریان کی بدولت
آباد کوئی کوچۂ جانان میں ہوگا

کیا خوف ہوا دہ مجھکو شب ہجر نہین ہر
اللہ کا گھر کوچۂ جانان میں ہوگا

اپنے ہی تو بیگانے نظر آتے ہیں سب اے داغ
اپنا تو کوئی حشر کے میدان میں ہوگا

ہمکو کیا ہر کسی سے ملنا تھا
دل ملا کر تجھی سے ملنا تھا

پوچھتے کیا ہو کیوں لگائی دیر
اک نئے آدمی سے ملنا تھا

ملکے غیروں سے بزم میں یہ کہا
مجھکو آکر سبھی سے ملنا تھا

کیوں بہانے کئے شب وعدہ
صاف کہدو کسی سے ملنا تھا

عید کو بھی خفا خفا ہی رہے
آج کے دن خوشی سے ملنا تھا

آپکا مجھ سے جی نہیں ملتا
اس محبت پہ جی سے ملنا تھا

تمتو آکر چلے رہے تنہا داغ
ہر طرح مدعی سے ملنا تھا

مقتل میں وہ سفاک جو مصروف ستم تھا
آگے صف عشاق سے اپنا ہی قدم تھا

اے نامہ بر آسکا نہ یہہ اندازِ رقم تہا
معلوم ہوا ہاتھ مین دشمن کے قلم تہا

وہ جلد نہ کیون اُٹھتے مری بزمِ عزا سے
عشرتکدۂ غیر بہی دو چار قدم تہا

یاد آتے ہین اب مجھکو شبِ وصل کے احسان
جو جو کہ کرم تہا وہ مرے حق مین ستم تہا

سنتا ہون کہ ناصح کی زبان بند ہوئی ہے
ہر روز کی جہک جہک سے مرا ناک مین دم تہا

یہہ شکوۂ فرقت پہ کہا پیار سے اُسنے
مجھکو بہی بہت رنج ترے سر کی قسم تہا

ہم مر گئے لیکن نہ اُٹھا یاسِ ستم شک
یہہ کام محبت مین تری سب سے اہم تہا

نکلا دلِ آباد کو برباد ہی کر کے
غیرون کا تصور بہی بڑا نحس قدم تہا

کرتے ہو عبث شکوۂ فرقت کی شکایت
وہ شکر ملاقات گذشتہ سے تو کم تہا

نکلے بہی تو ہمراہ دمِ باز پسین کے
جب تک وہ مرے دل مین رہے سینہ مین دم تہا

تہا وعدہ یہان چار پہر رہنے کا اُسنے
افسوس مگر وصل کا دن رات سے کم تہا

جل جلکے ہوئے خاک ہوئی خاک بہی برباد
ہستی مین یہہ ہستی تہی عدم مین یہہ عدم تہا

مجنون کے طرفدار بنے ہین کئی دن سے
فرماتے ہین وہ آپ سے کس بات مین کم تہا

معشوق فلک غیر شبِ غم دلِ بیتاب
تا زیست مرے حال پہ کس کسکا کرم تہا

اُس بت نے لفافہ جو دیا مُہر لگا کر
گویا وہ کفِ دست مین قاصد کے پدم تہا

نکلا ہی تلاشی سے فقط اک درمِ داغ
یارون کو مرے دل پہ ہزارون کا بہرم تہا

داغ

دل خون ہوا خاک ہوا خوب ہوا
ہر آن کی تکلیف تہی ہر وقت کا غم تہا

ردیف الباء

نہین سنتا ستم ایجاد ہماری یارب
تجھسے ہر وقت ہے فریاد ہماری یارب

کچھ تو تخصیص ہو مظلوم محبت کے لئے
کاش دنیا مین ملے داد ہماری یارب

پھر کہان جائینگے جنت مین اگر جی نہ لگا
ہے طبیعت بہت آزاد ہماری یارب

در پئے بیخ کنی ہوگئے سارے دشمن
جب کہین جمگئی بنیاد ہماری یارب

عمر بھر کی ہے بہت پیر مغان کی خدمت
کہین محنت نہو برباد ہماری یارب

انکے آنے سے اجل پیشتر آئی افسوس
کیا برے وقت ہوئی یاد ہماری یارب

دل دھڑکتا ہے کہ آغاز محبت ہے ابھی
کیا پڑے دیکھئے افتاد ہماری یارب

پھر کوئی مانے نمانے ہمین پروا کیا ہے
مان لے گر دلِ ناشاد ہماری یارب

ہو دمِ قتل وہ تصویر کا عالم ہمپر
شکل دیکھا کرے جلاد ہماری یارب

ہجر مین زندہ رہا داغ تو وہ کہتے ہین
ہائے بیکار رہو بیداد ہماری یارب

نگاہِ لطف سے والا نگاہ ہے محبوب
پناہ خلق سے عالم پناہ ہے محبوب

ہنر شناس ہے محبوب شاہِ آصف جاہ
کمال دوست مہ نیم ماہ ہے محبوب

کوئی طریق ارادت سے ہم بھٹکتے ہین
ہمارے واسطے اک خضرِ راہ ہے محبوب

مجال کیا ہے نہ سیدھا ہو چرخ کج رفتار
کہ قہرمان دستۂ کجکلاہ ہے محبوب

بلند بخت و سرافراز سب ہین درباری
قمر خدم ہی فلک بارگاہ ہی محبوب

شرف ہی خسرو و جم کو بھی باریابی سے
وہ صاحب شرف و عز و جاہ ہی محبوب

نشان شہر نگہا نام کو زمانے مین
خدا کے بندونکا وہ خیر خواہ ہی محبوب

نہ کیون ہو سایہ دامن مین اُسکے خلق اللہ
کہ شہریار ہی ظل الٰہ ہی محبوب

اُمید منصب و جاہ و حشم نہ کیونکر ہو
نقیر **داغ** ہی تو پادشاہ ہی محبوب

دل ناکام کے ہین کام خراب
کرلیا عاشقی مین نام خراب

اس خرابات کا یہی ہی مزہ
کہ رہے آدمی مدام خراب

زلف ہی چور چشم یار شریر
حسن کا سب ہی انتظام خراب

دیکھکر جنس دل وہ کہتے ہین
کیون کرے کوئی اپنے دام خراب

ابر تر سے صبا ہی اچھی تھی
میری مٹی ہوئی تمام خراب

وہ بھی ساقی مجھے نہین دیتا
وہ جو ٹوٹا پڑا ہی جام خراب

کیا ملا ہمکو زندگی کے سوا
وہ بھی دشوار نا تمام خراب

واہ کیا منہ سے پھول جھڑتے ہین
خوبرو ہوکے یہہ کلام خراب

چال کی رہنمائے عشق نے بھی
وہ دکھایا جو تھا مقام خراب

داغ ہی بد چلن تو ہونے دو
سو مین ہوتا ہی اک غلام خراب

ردیف الباءِ فارسی

کیا سبب شاد ہی بشاش ہی جی آپ ہی آپ
چلی آتی ہی مجھے آج ہنسی آپ ہی آپ

ابھی آئی بھی نہین کوچۂ دلبر سے صبا
کھل گئی آج مرے دِلکی کلی آپ ہی آپ

ہین بڑے یار فراموش جنابِ زاہد
جاکے میخانے مین چوری سے جو پی آپ ہی آپ

مجھکو ارشاد سے ناصح کے یہ مفہوم ہوا
جس طرح سے کوئی بن بیٹھے ولی آپ ہی آپ

قطرے قطرے کو ترستی ہین ہماری آنکھین
کھا گیا خون جگر رنج دلی آپ ہی آپ

ہمنشین بھی تو نہین ہجر مین دل کیا بہلے
باتین کر لیتے ہین دو چار گھڑی آپ ہی آپ

سوچتے ہین کہین تدبیر بھی قسمت والے
کہ نکل جاتے ہین ارمان دِلی آپ ہی آپ

کچھ تو فرمایئے اِس بدمزگی کا باعث
آپ ہی آپ ہی رنجش خفگی آپ ہی آپ

کبھی کثرت سے غرض تھی کبھی وحدت منظور
کبھی وہ انجمن آرا ہی کبھی آپ ہی آپ

دِل لگی آگ ہی اے داغ خبر لو جلدی
جو لگائے سے لگی کب وہ بجھی آپ ہی آپ

ردیف التاء

بزمِ دشمن مین نہ کھلنا گلِ تر کیصورت
جاؤ بجلی کی طرح آؤ نظر کی صورت

نہ ہٹائے سے ہٹی فتنہ و شر کیصورت
نظر آتی نہین اب کوئی گذر کی صورت

سوچ لے پہلے ہی تو نفع و ضرر کی صورت
نامہ بر تجھکو بھلا دینگے وہ گھر کی صورت

کیا خبر کیا ہوئی فریاد و اثر کی صورت
کہ ادھر کب نظر آتی ہے اُدھر کی صورت

بگڑی شوریدہ سری سے مرے گھر کی صورت
وہی دیوار کی صورت ہے جو در کی صورت

چھپکے بیٹھے ہو اگر مجھسے چلو یونہین سہی
مین بھی اُٹھنے کا نہین پردۂ در کی صورت

اُسکو دیکھے کوئی محفل مین یہہ کسکی طاقت
ہر بشر دیکھنے لگتا ہے بشر کی صورت

بارِ تشبیہہ سے دوہرے وہ ہوے جاتے ہین
کیون رگِ جان سے ملائی تھی کمر کی صورت

نامہ بر جاتے ہین اُسکے قدم لیتا ہون
جب بنا کر کوئی آتا ہے سفر کی صورت

نہین معشوق کوئی حسن و ادا سے خالی
اُسپہ صورت ہی مرے رشکِ قمر کی صورت

ای جنون خاکِ بیابان کو بیابان سمجھون
میری آنکھون مین ابھی پھرتی ہے گھر کی صورت

اُنکے جانیکا دھند وہ مری تنہائی
اور روتی ہوئی وہ شمعِ سحر کی صورت

رشک آئینہ سے کیا وہم تو اسبات کا ہے
تیرے دلمین نہ پھرے آئینہ گر کی صورت

خط مین لکھا تھا کہ آتا ہے کلیجا منھ کو
اب دکھائین اُنہین کس منھ سے جگر کی صورت

وصف حوران بہشتی کر سُنے ای واعظ
سب سے اچھی ہے جو اچھی ہے بشر کی صورت

لبِ پان خوردہ کی شوخی پہ نہ اترا ظالم
ملتی جلتی ہے مرے زخم جگر کی صورت

خوابِ راحت جسے اُٹھے ہین وہ کلمہ پڑھتے
نظر آئی ہے کسی پاک نظر کی صورت

آج آنکھین نہین پاتین نہین دیکھو تو غضب
کہ دکھاتی ہے مجھے غیر کے گھر کی صورت

آ گئے تھے گھر مین مرے آگ بگولا بنکر
ٹھنڈے ٹھنڈے وہ گئے بادِ سحر کی صورت

ہات آنکھوں پہ شبِ وصل عبث رکھتے ہو
میری صورت نہ سہی دیکھو سحر کی صورت

آپنے کیون ہین عبث شرم سے نیچی آنکھین
کھبگئی یہہ بھی ادا دل مین نظر کی صورت

دل سے نکلے تو پھرے خانہ خرابون کیطرح
تمنے برسون ہوے دیکھی نہین گھر کی صورت

منتظر ہجر مین ہم وصل مین مشتاق ہو تم
نظر آتی نہین دونون کو سحر کی صورت

در و دیوار کا جلوہ نہین دیکھا جاتا
اُنکے آتے ہی بدل جاتی ہے گھر کی صورت

کوئی دم کوئی گھڑی کل نہین پڑتی دل کو
مین بیان کس سے کرون آٹھہ پہر کی صورت

لئے جاتا ہے ہمین جوشِ جنون صحرا کو
دیکھتے جاتے ہین منھہ پھیر کے گھر کی صورت

حضرتِ داغ تو شاعر ہین ہوا باندھتے ہین
نہ دعا کی کوئی صورت نہ اثر کی صورت

بزم مین دیکھا ہے کس حسرت سے ہمنے سوئے دوست
مجھکو دشمن سے گلے ملکر جو آئی بوئے دوست

یہہ بلائین کسکو لپٹین دیکھیے ہون کسکے سر
کچھہ پریشان سے نظر آتے ہین مجھکو موئے دوست

سخت جانون پر ہوا کرتی ہے اکثر مشقِ تیغ
چشمِ بد دور آجکل مین روپ پر بازوئے دوست

مین برائی مین ہی ہو جاتا برابر کا شریک
میری قسمت سے سوا بگڑی ہوئی ہے خوئے دوست

وہ عدو کے ساتھہ آتے ہین عیادت کو مری
اک نظر ہے سوئے دشمن اک نظر ہے سوئے دوست

اے صبا تو ہی اُٹھائے چل ذرا وقتِ خرام
قد آدم سے زیادہ بڑھ گئے گیسوئے دوست

آپ اپنے کو تو چشمِ شوق سے پہلے دیکھلے
کیا غضب ہے کھیل ہے یون دیکھہ لینا روئے دوست

ذکر آتا ہے اگر انکا تو کٹ جاتی ہے بات
تیغ سے بڑھکر کہین کشش مین ہین ابروئے دوست

فرق اتنا تو رہے زیر زمین ای آسمان
پاس دشمن کے ہو دشمن دوست ہم پہلوے دوست

مجھکو وہم آیا کہ شاید مدعی کا ہی چھپا
دب گیا تھا گوشۂ دامن جو زانوے دوست

بانکپن کرتے ہین مشتاقون سے کیا کیا خوبرو
دیکھتے ہی میری صورت تن گئی ابروے دوست

غیر کے نقش قدم ای داغ رہبر ہو گئے
مٹنے والون نے بتایا ہی نشان کوے دوست

ہین سُنتے وہ اب ہماری بات
سچ ہی بن آئے کی ہی ساری بات

وہ دو باتین ہوئی تھین واعظ سے
رکھ لی اللہ نے ہماری بات

غیر سے اُسنے ہی نہ پوچھا حال
کرنے دیتی نہ بیقراری بات

حال دل سُنکے یہہ جواب ملا
اب نہو گی مری تمہاری بات

دل دہلتا ہی جس سے دشمن کا
کہ دلیرون کی ہی کراری بات

کھیل ہی امتحان ترے آگے
میرے آگے ہی جان نثاری بات

حال کھلکر پلٹ گیا قاصد
خوب بگڑی ہوی سنواری بات

حشر مین کچھہ نہ کچھہ نکالے گی
میری ای شرم گنہگاری بات

خامشی مین ادا کرین مطلب
یہہ تو ہی اُنکی اختیاری بات

لب شیرین کا بوسہ دیدیجے
زہر لگتی ہی گر ہماری بات

لوٹ لیتی ہی داغ کے دل کو
تیری ہر ایک پیاری پیاری بات

کیجئے قتل کا ابرو سے اشارا جھٹ پٹ
یہی تلوار کرے کام ہمارا جھٹ پٹ

وہ حکایت کی خبر سُنکے ہوئے جب برہم
لے دیا نام رقیبوں نے ہمارا جھٹ پٹ

دِل کو نظروں سے گرا کر ہوے آپ خبر
ایسے گرتے کو تو دیتے ہین سہارا جھٹ پٹ

سچ یہ ہے کی مرے قاصد نے بڑی چالاکی
کر کے تسلیم خطِ شوق گذارا جھٹ پٹ

قول دینے مین کیا عذرِ نزاکت پہرون
ہاتھ پہ ہاتھ کبھی تمنے نہ مارا جھٹ پٹ

پسِ دیوار جو اُسنے مری آواز سُنی
وہین دربانون کو گھبرا کے پکارا جھٹ پٹ

بچتے رہیئے گا مری آہِ شرر افشان سے
کہ پہنچتا ہے اِس آتش کا شرارا جھٹ پٹ

نہ ہوا ایک نگہ سے جو مرا کام تمام
پھر کے پیچھے دیکھ لیا اُسنے دوبارا جھٹ پٹ

نامہ بر زندہ جو پھرتا ہے تو یہ کہتا ہے
اب تو دلوائیے انعام ہمارا جھٹ پٹ

تیرہ بختی نے بڑی دیر لگا رکھی ہے
کہین چمکے مری قسمت کا ستارا جھٹ پٹ

جب پریشانیِ عاشق کی مصیبت سُن لی
اُسنے بکھری ہوئی زلفون کو سنوارا جھٹ پٹ

دلِ بیتاب کو کیا تاب ہو سوزِ غم کی
آگ پر رکھتے ہی اُڑ جاتا ہے پارا جھٹ پٹ

پھر نہ کہیئے گا کہ ہمسے نہ کہا داغ کا حال
لیجئے اُسکی خبر آپ خدارا جھٹ پٹ

ردیف الثاء

پڑا ہی بل جبین پر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث
ہوا کیون تیز خنجر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

خفا رہتے ہو اکثر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث
ستم ہوتے ہین مجھپر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

سنبھلکر گفتگو کرتے ہو لیکن باتون باتون مین
بگڑ جاتے ہین تیور کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

کہا گر ہمنے ہرجائی تو کیون تمنے برا مانا
پہرا کرتے ہو دن بہر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

یہہ حیرت ہی کہ اُس کافر نے مجھکو ذبح کیا نہین
کہا اللہ اکبر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

طبیعت میری جب سنبھلی ذرا اُنکو عجب آیا
ہوا آرام کیونکر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

اشارون مین ہوئین تہین مجھسے اُنسے جو کچھہ باتین
یہی چرچا ہی گہر گہر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

غبار دل ترا کیا میرے اشکون نے نہین دہویا
کہ ابتک ہی مکدر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

نہین رکہا قدم تمنے تو ہرگز کوے دشمن مین
بپا پہر کیون ہی محشر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

تمہین جانو تمہین سمجھو وہ کیون اتنا پریشان ہی
بتائے **داغ** مضطر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

ردیف الجیم

میرا جدا مزاج ہی اُنکا جدا مزاج
پہر کسطرح سے ایک ہو اچہا برا مزاج

دیکہا نہ اسقدر کسی معشوق کا غرور
اللہ کیا دماغ ہی اللہ کیا مزاج

کسطرح دل کا حال کہلے اس مزاج سے
پوچہون مزاج تو وہ کہین آپکا مزاج

تم کیا کسیکے دل مین بہلا گہر بناؤگے
بنتا نہین بنانے سے بگڑا ہوا مزاج

تمکو ذرا سی بات کی برداشت ہی نہین
ایسا اکہڑا ابہی ہی کسکام کا مزاج

نا اتفاقیان تھین پیام و سلام تک
جب ملگئی نظر سے نظر ملگیا مزاج

پالا پڑے کہین نہ کسی بدمزاج سے
ہر وقت دیکھیے ہین مزاج آشنا مزاج

آخر یہہ عرض حال ہی دُشنام تو نہین
ہاتون سے کیون نکلنے لگا آپکا مزاج

دِن رات کا ہی فرق تمہارے مزاج مین
دِن کو جُدا مزاج تو شب کو جُدا مزاج

کل اُنکا سامنا جو ہوا خیر ہو گئی
بدلی ہوئی نگاہ تھی بدلا ہوا مزاج

انکو بغیر چھیڑ کیے چین ہی نہین
کِتنی شریر طبع ہی کیا چُلبُلا مزاج

جسکے مزاج مین یہ تلوّن ہو کیا نبھے
لاؤن کہان سے روز الٰہی نیا مزاج

قاصد کو چٹکیون مین ہمیشہ اُڑا دیا
اُس شوخ کا بھی شوخ ہی بے انتہا مزاج

آب سرشک آتش حسرت غبار غم
مِلکر ہوا ہے شوق سے میرا بنا مزاج

سچ ہی خدا کے دین مین کیا دخل ہو سکے
اِک **داغ** کا مزاج ہی اِک آپکا مزاج

جاے آسودگی کہان ہی آج
جو زمین کل تھی آسمان ہی آج

میرے گھر تو تو میہمان ہی آج
کیون شبِ ہجر وہ کہان ہی آج

مین بھی جاتا ہون ساتھہ غیر کے
دوست دشمن کا امتحان ہی آج

کیا ڈرینگے وہ اِس سے محشر مین
کل بھی ہوگی جو فغان ہی آج

تم وہان تھے تو دِل وہان تھا کل
تم یہان ہو تو دِل یہان ہی آج

عشق کو ابتدا مین ہم سمجھے
فتنۂ آخر الزّمان ہے آج

کل آدا دل کا حال ہو کہ نہو — سن لو گویا مری زبان ہے آج
آرزو وصل کی شہید ہوئی — ماتم مرگِ نو جوان ہے آج
اِس ہدف پر لگائین گے وہ تیر — دِلنشین داغ کا نشان ہے آج

ردیف الجیم فارسی

جس دم رقیب کہنے پر آتے ہین جھوٹ سچ — انکو مرے طرف سے لگاتے ہین جھوٹ سچ
قاصد کے کچھہ کلام غلط ہین تو کچھہ صحیح — ہمکو الگ الگ نظر آتے ہین جھوٹ سچ
اوّل ہی سے ہے اُنکا خوشامد طلب مزاج — پھر ہان مین ہان ندیم ملاتے ہین جھوٹ سچ
دیکھین تو ہم بھی اُس بتِ پرفن کی بات بات — کیونکر بنانے والے بتاتے ہین جھوٹ سچ
آتا ہے داستانِ محبت مین انکو لطف — بے پر کی ہم بھی روز اُڑاتے ہین جھوٹ سچ
یہہ جانتے ہین جان تو جائیگی ایکدن — ناصح کے ڈر سے خیر مناتے ہین جھوٹ سچ
وعدہ وفا کرین نکرین آئین یا نہ آئین — گھبرا کے کچھہ وہ بول تو جاتے ہین جھوٹ سچ
ہم ناصح شفیق کے شاگرد ہوگئے — ہر روز کا سبق وہ پڑھاتے ہین جھوٹ سچ
انصاف یہ کہ اُنکے سوا اُنکا کیا جواب — باتین اگرچہ ہم بھی بناتے ہین جھوٹ سچ
جوہر اس آئینہ کے ہوے خوب آشکار — دل مین تمہارے سب نظر آتے ہین جھوٹ سچ
اُس نکتہ چین سے داغ یہہ تقریر پیدا

آگے تمہارے سب ہی آتے ہین جھوٹ سچ

ردیف الحاء

یکتا ہے آدمی ہی سے تو آدمی صلاح
میری وہی صلاح ہے جو آپکی صلاح

مین پوچھتا ہون آپسے اُلفت کے باب مین
دیجیے خدا کے واسطے اچھی کوئی صلاح

دِل کو صلاح کار بنا کر ہوے خراب
دشمن وہی ہے دے جو بُری بانکی صلاح

کہتے ہین جب وہ مجھسے تجھے ہم کرینگے قتل
کہتا ہون ہات باندہ کے جو آپکی صلاح

وہ دوست ہے مشیر جتاے جو وقت پر
یہہ مشورہ خلاف ہے یہہ ہے بُری صلاح

رنج فراق یار مین مرجاؤن یا جیون
مین تجھسے پوچھتا ہون ای کیسی صلاح

عادت مین فرق رائے جدا وضع مختلف
ای پند گو ملیگی نہ میری تری صلاح

مشتاق تیغ ناز ہون لون کس سے مشورہ
دیگا نہ کوئی موت کی یا زندگی صلاح

مرضی سے دوست کے ہے غرض ہے کیون وہ پچان
اُسنے ہنسی خوشی مجھے مرنے کی دی صلاح

قایم مزاج کیا ہو تمہین وہ نہین رہے
دل کیطرح بدلنے لگی ہر گھڑی صلاح

پیری ہی مین کیا ک توبہ کرون جب کہے طبیب
ناوان ایسے وقت مین ہے سرکشی صلاح

کیون مدعی سے چارہ طلب **داغ** ہوگیا
کیا جانے ایسے شخص کو یہہ کسنے دی صلاح

سیکھی شب فراق یہہ کسکا غرورِ صبح
کیا کھینچتی ہے آپکو رہ رہ کے دور صبح

صد شکر خوب حسن پہ لیل و نہار ہین	زلف پری ہی شام تو رخسار حور صبح
ہوتا ہی نشہ دیر مین مجھہ بادہ نوش کو	مین شام کو پیونگا تو ہوگا سرور صبح
اب یون ہی بغیر گذرتے ہین رات دن	شام بلا ہی شام تو صبح نشور صبح
گذری ہی باتون باتون مین آدہی شب وصال	میرے حضور شام ہی اُنکے حضور صبح
پہیکی ہی اب بہی روشنی داغ ہجر سے	گو شمع مین ملاتی ہی اپنا بہی نور صبح
شب باش ہوتے ہین جو وہ گہر مین رقیب کے	کرتی نہین ہی آٹھہ پہر بہی ظہور صبح
مشاطہ کاش میرے دل صاف کو دکہاے	آئینہ دیکھتے ہین وہ اُٹھکر ضرور صبح
اُنسے شب وصال جو ذکر سحر کیا	بولے خدا نخواستہ ہو اب سے دور صبح
مین نے شب فراق یہہ کہکر گذار دی	وہ آئی لے وہ آئی دل ناصبور صبح

بے صبر یون ہے **داغ** شب غم مین فایدہ
کمبخت تیرے نالون سے ہوگی ضرور صبح

ردیف الخاء

نرگسی چشم ہی بلا کی شوخ	شوخ بہی اور انتہا کی شوخ
ہاتھہ رکھہ میری چشم تر پر	ہوگی رنگت سیاہ حنا کی شوخ
ہر نگہ تیری انتہا کی شریر	ہر ادا تیری انتہا کی شوخ
جسکے دیکہے سے ہو نظر بجلی	ہی وہ تصویر مہ لقا کی شوخ

تیری تحریر انتہا کی متین
تیری تقریر انتہا کی شوخ

آئی اس برق وش کے کوچے سے
آج رفتار ہے صبا کی شوخ

کیا ٹھکانا تری طبیعت کا
ابتدا مین ہے انتہا کی شوخ

چیخ اٹھے عندلیب اگر سن لے
گفتگو میرے دلربا کی شوخ

ہے تری طرزِ شوخیِ گفتار
اپنے مطلب کے مدعا کی شوخ

جو فرشتے سے بھی نہ بار آئے
ہے زبان ایسی بیحیا کی شوخ

اس مرقع کی جان وہ ہی تو ہے
داغ نے خوب شکل تاکی شوخ

ردیف دال

خدا دے تو دے آرزوئے محمد ﷺ
کرین چشم و دل جستجوئے محمد ﷺ

کھلیگی مری آنکھ جب روزِ محشر
کھچیگی مری روح سوئے محمد ﷺ

کہان باغ جنت کہان باغ یثرب
کہان بوئے گل اور بوئے محمد ﷺ

خوشی سے ابل جائین تسنیم و کوثر
جو ملجائے آبِ وضوئے محمد ﷺ

کہون کیون نہ ہر بار صلِ علیٰ مین
تصور مین پھرتا ہے روئے محمد ﷺ

ادہر دوست خوش ہین ادہر غیر راضی
خوشا خلق و خوئے نکوئے محمد ﷺ

بنین دست مژگان مرے پانون یارب
کرون طوف ان آنکھون سے کوئے محمد ﷺ

بہرین خضر بھی سامنے جسکے پانی
رہے عزت و آبرو سے محمدؐ

الٰہی نہو داغ کا بال بیکا
رگ جان سبنے تار موسے محمدؐ

ملی ہمکو جنت قیامت کے بعد
ملے کیا خدا جانے جنت کے بعد

نہو مہربان ہوکے نامہربان
عداوت بری ہے محبت کے بعد

حیاکے تبسم کے اغماض کے
مزے لے رہا ہون شکایت کے بعد

ملاؤن ذرا آنکھ بھی زیر تیغ
مری جان نکلیگی حسرت کے بعد

لڑینگے وہ حورون سے فردوس مین
یہ فتنہ اٹھیگا قیامت کے بعد

عبث عذر ہے اب عبث لطف ہے
کرون شکر کیونکر شکایت کے بعد

مرے حال پر رحم آہی گیا
وہ چلکر پلٹ آئے رخصت کے بعد

محبت سے پہلے نہ کیون مرگیا
مری موت آئی طبیعت کے بعد

ہوا مانع سیر حسن و جمال
نہ دیکھین گے کچھ اچھی صورت کے بعد

نہین اس کے خوگر ہم اے آسمان
نہ دے ہمکو تکلیف راحت کے بعد

وفادار ہوتے ہین دیر آشنا
یہ عقدہ کھلا ایک مدت کے بعد

مجھے منہ لگا کر نہ دل سے اتار
کہ ذلت نہین دیتے عزت کے بعد

مجھے طعنہ دیکر کیا وصف غیر
دیا اور چرکا جراحت کے بعد

اسی کا مزا ہو تو کیا کیجیے
کہا ملتے ہین وہ حجت کے بعد

تڑپنا نہ دیکھا گیا **داغ** کا
ہوا خاتمہ کس مصیبت کے بعد

ای وعدہ فراموش رہی تجھکو جفا یاد — یہہ بھول ہی کیا بھول ہے یہہ یاد بھی کیا یاد
تہا ورد زبان نعرۂ یارب شب فرقت — آتا ہے برے وقت مین بندیکو خدا یاد
جو رنج اٹھائے ہین وہ بھولے نہین جاتے — غم دل سے سوا یاد ہے دل تم سے سوا یاد
افسانۂ غم سنکے کہا طعن سے اسنے — کیا ہوش ہے کیا ذہن ہے کیا حافظہ کیا یاد
بھولا نہین مین قطع تعلق مین غم وعیش — اسکا بھی مزا یاد ہے اسکا بھی مزا یاد
تم خواہ عداوت اسے سمجھو کہ محبت — رہتی ہے رقیبون کی مجھے تم سے سوا یاد
وہ سنتے ہین کب دل سے مرا نام کوئی — فرماتے ہین کچھہ اور بھی ہے اسکے سوا یاد
سنتا ہون رقیبونسے بڑا معرکہ گذرا — اسوقت مجھے بھولکے تمنے نہ کیا یاد
گو جان سے جاتا ہے تری بزم مین جانا — اسکو بھی شکایت ہوئی جسکو نہ کیا یاد
دل دیتے ہین لو مفت ہی کیا یاد کروگے — احسان جو مانوگے تو آئیگی وفا یاد
چبھتا تہا لڑکپن ہی سے کچھہ بانکپن اسکا — ترچھی سی نگہ یاد ہے ترچھی سی ادا یاد
بندے سے ہے کیون پرسش اعمال الٰہی — انسان کو رہتی ہے کہان اپنی خطا یاد
مرتا ہون مگر خیر منانا نہین اپنی — کرتا ہون اسی کے لئے جو جو ہے دعا یاد
استاد نے اچھا سبق عشق پڑھایا — جب اسکو بھلاتا ہون یہہ ہوتا ہے سوا یاد
محشر مین حسینون کی طرف تاک لگائے — وہ مین ہی تو ہونگا یہہ ہے تمکو پتا یاد

تم بھولتے ہو آج کی بات آج ہی کی شب / مشکل ہی اگر وعدۂ فردا نرہا یاد
رہتا ہی عبادت مین ہمین موت کا کھٹکا / ہم یاد خدا کرتے ہین کرلے نہ خدا یاد

معشوق سے اے داغ تغافل کا گلہ کیا
کیون یاد کرے تجھکو کرے اُسکی بلا یاد

ردیف راء مہملہ

تم لگاؤ عاشقِ دلگیر پر / ناز ہو جس تیغ پر جس تیر پر
چارہ گر مرتے ہین کیون تدبیر پر / چھوڑ دین مجھکو مری تقدیر پر
اُس نگاہِ امتحان کو دیکھنا / ہر کبھی مجھپر کبھی شمشیر پر
شرم مجھسے اور وہ بھی وصل مین / تم تو نادم ہو کسی تقصیر پر
دوسرے کو دیکھہ سکتے ہی نہین / آتے ہین منھہ اپنی بھی تصویر پر
یون تو سو پہلو نبہائے وصل کے / دل نہین جمتا کسی تدبیر پر
بھیجکر خط پھر مکر جانا یہہ کیا / دیکھیے آئے ہین اِس تحریر پر
داورِ محشر کے آگے تو سہی / لوٹ جاؤ تم مری تقریر پر
گریۂ شب سے توقع تھی بہت / اوس اُلٹی پڑ گئی تاثیر پر
شوخیِ الفاظ کچھہ لائیگی رنگ / آنکھہ پڑتی ہی میری تحریر پر

داغ سچ ہی جو خدا چاہے کرے

آدمی کا بس نہین تقدیر پر

حسرت آتی ہی دلِ ناکام پر
اِسکو دے ڈالون خدا کے نام پر

عذر کیون کرتے ہو اِس سے فائدہ
مِٹ چکے ہم لذّتِ دشنام پر

کان مین سُنلو کہ رُسوائی نہو
ہم چلے آئے ہین جس پیغام پر

ہوگیا صیاد بھی عاشق مزاج
خود بچھا جاتا ہی اپنے دام پر

جانکر ہون مبتلا تو کیا علاج
تھی نظر آغاز سے انجام پر

جب پسند آتا ہی میرا شعر اُنہین
گالیان پڑتی ہین میرے نام پر

رہگیا ہی دل تمہاری بزم مین
چھوڑ آئے ہین اُسے ہم کام پر

وصل کی شب کیون نہ اِترا کر کھچے
صبحِ عاشق ہوگئی ہی شام پر

اُسنے جھگڑا اطے ہوا روزِ حساب
ہوگئی ڈگری ہمارے نام پر

بدگمانی مجھکو لیچلی اُنکے ساتھ
مُسکراتے جاتے ہین ہر گام پر

مجھسے کہتے ہین کہ پہچانو یہہ خط
ہات رکھکر وہ عدو کے نام پر

ہجر مین یہہ بھی نہین آتا کبھی
کیون نہو تیرا گمان آرام پر

صورت و سیرت رہی بالاے طاق
دِل تو آجاتا ہی اچھے نام پر

جلنے لگتی ہی زبان کہتے ہی **داغ**
اُف نکلجاتی ہی میرے نام پر

خلوت مین جب کسیکو نپایا اِدھر اُدھر
گھبرا کے دیکھتے تھے وہ کیا کیا اِدھر اُدھر

تقدیر ہی مین دامن یوسف کے چاک تھا
پڑتا وگرنہ دست زلیخا ادہر اُدھر

آغاز ہی جنون کا طبیعت ہی جوش پر
پھرا ہون جا کے جانب صحرا ادہر اُدھر

بوسہ ملا نہ عارض جانان کا وصل مین
سرکی ذرا نہ زلف چلیپا ادہر اُدھر

محشر مین بعد پرسش اعمال دیکھنا
ہم دیکھتے پھرینگے تماشا ادہر اُدھر

نفرت ہی اُنکو وصل سے میرا یہی سوال
بیجا سبب پڑا ہوا ہی یہ جھگڑا ادہر اُدھر

دیکھا ہی صبا اُڑے نہ اسیرونکا آشیان
ہونے نپائے ایک ہی تنکا ادہر اُدھر

تم رات کو کہان تھے تمہاری تلاش مین
پھرتا تھا کوئی ڈھونڈہنے والا ادہر اُدھر

محفل مین اُسنے ہمکو بلا کر دکھائی سیر
دیکھی جمی ہوئی صف اعدا ادہر اُدھر

ہم تشنۂ جمال ہین تو ہمکو دیکھکر
ساقی چھپا نہ ساغر و مینا ادہر اُدھر

کیا کیا شب وصال سوال وجواب مین
رہتا ہی ہار جیت کا نقشا ادہر اُدھر

اُس فتنہ گر سے پھر بھی تو پالا پڑیگا **داغ**
ہی تاک جھانک آپ کی بیجا ادہر اُدھر

آئے کوئی تو بیٹھ ہی جائے ذرا سی دیر
مشتاق دید لطف اُٹھائے ذرا سی دیر

ہنگام نزع اُٹھ گئی سب بیٹھ بیٹھکر
بالین پہ میری اپنے پرائے ذرا سی دیر

قاصد کو چین ہی نہین آتا علاج کیا
جب تک نہ جاتے جاتے لگائے ذرا سی دیر

کچھ رہ گیا ہی قصۂ غم وہ سُنا تو دُون
کاش اُنکو نیند اور نہ آئے ذرا سی دیر

رکھتے ہی دل پہ دست حنائی اُٹھا نہ تو
وہ آگ خاک ہو کہ جلائے ذرا سی دیر

آخر تمہین ہوا یہہ تماشا بھی ناپسند
پرزے ہمارے خط کے اڑائے ذرا سی دیر

پھرتا ہے میرے دل مین کوئی حرف مدعا
قاصد سے کہہ دو اور نہ جائے ذرا سی دیر

دیکھا تو فیصلہ تھا قیامت مین کچھہ نہ تھا
گذری تھی انکو آنکھہ دکھائے ذرا سی دیر

ہوتی ہین اتنی بات کی برسون شکایتین
کوئی اگر کسیکو ستائے ذرا سی دیر

مین کچھہ تو خواب مرگ سے ہو جاؤن آشنا
فرقت کی رات نیند جو آئے ذرا سی دیر

مین دیکھلون اسے وہ نہ دیکھے مری طرف
باتون مین کوئی اسکو لگائے ذرا سی دیر

سب خاک ہی مین مجھکو ملانیکو آئے تھے
ٹھہرے رہے نہ اپنے پرائے ذرا سی دیر

قاتل بھی تیر دست ہے بسمل بھی جان بلب
خنجر نے کی ہے بیٹھے بٹھائے ذرا سی دیر

تمنے تمام عمر جلایا ہے داغ کو
کیا لطف ہو جو وہ بھی جلائے ذرا سی دیر

آئے ہین ترے کوچہ مین ہم گھر سے نکلکر
اب جائین کہان عرصۂ محشر سے نکلکر

سو گھر وہ پھرا کرتے ہین اس گھر سے نکلکر
کیا پاؤن نکالے دل مضطر سے نکلکر

مین داور محشر سے بہت داد طلب تھا
وہ ڈانٹ گئی مجھکو برابر سے نکلکر

دونا ہو تڑپنے کا تماشا جو ستمگر
بسمل مین دم آئے ترے خنجر سے نکلکر

صد شکر کہ دنیا مین بھٹکتے نہ پھرے ہم
اللہ کے گھر پہنچے ترے گھر سے نکلکر

ارمان تو یہہ ہی نرہے تجھسے صفائی
اس دل مین پڑے پیچ مقدر سے نکلکر

سن لیتے ہین رستے مین جو آہٹ بھی کسیکی
الٹے ہی پلٹ جاتے ہین وہ گھر سے نکلکر

اٹکا ہی مرا دم تری تلوار مین قاتل — جانیکا نہین حلقۂ جوہر سے نکلکر

دنیا ہی مین ملتے ہین اسے دوزخ و جنت — انسان ذرا سیر کرے گہر سے نکلکر

گہبرائے ہوے طور ہین ہر نقش قدم کے — یہہ کون گیا صبح ترے گہر سے نکلکر

اللہ رے غیرت مری اللہ رے ہمت — آگے ہی رہا شوق مین رہبر سے نکلکر

پہچان لیا سب نے یہہ آتے ہین وہین سے — ہم چہپ نہ سکے محفل دلبر سے نکلکر

جسطرح بہری شیشہ سے مے جام مین ساقی — یون اُترے مرے حلق مین ساغر سے نکلکر

مرنے کی بہی فرصت نہین ہے گردش ایام — آسودہ ہون کیونکر ترے چکر سے نکلکر

اُس گل کا پڑا جس شجر خشک پہ سایہ — شاخین ہوئین سرسبز تبر سے نکلکر

ہے آتش حسن اُس بت کافر کی جہان سوز — یہہ آگ غضب پہیلی ہے پتہر سے نکلکر

ایکاش وہین ڈوب مرین شرم گنہ سے — جنت مین نہ ہم جائین گے کوثر سے نکلکر

محفل مین بٹہایا پہر اُنہین کہینچکے دامن — وہ چہپ کے چلے تہے مرے سر سے نکلکر

اُس ترک نگہ کو نہین مژگان کا سہارا — اڑتے ہوئے دیکہا اُسے لشکر سے نکلکر

دلی سے چلو **داغ** کرو سیر دکن کی
گوہر کی ہوئی قدر سمندر سے نکل کر

کہتے ہین وہ یہہ وصف گل نوبہار پر — طرہ ہے اپنی ایک جوانی ہزار پر

قاتل نے میرے اپنی برائت کیواسطے — لکہا گذشتہ سن مری لوح مزار پر

دل مرگیا ہے جب سے ہمارا یہہ حال ہے — طاری ہو جیسے سوگ کسی سوگوار پر

اسکو مٹائے دیتی ہی بیداد آپ کی
اب کیجیے کرم ستم روزگار پر

تڑپا ہون تا بہ حشر اگر انکا بس چلے
لوٹے ہوئے ہین میرے دل بیقرار پر

پیغامبر رقیب سے یہہ خبر تہی
دنیا کے کام ہوتے ہین سب اعتبار پر

ملتے ہین کچہہ کچہہ اس بت کم سن کے رنگ ڈہنگ
آتا ہی پیار اس دل ناکردہ کار پر

حسرت ہی اسمین بند تمنا ہی اسمین بند
مُہرین لگی ہوئی ہین دل داغدار پر

ساقی کہو صرف ادر یہہ ہی میکشون کو پیاس
پڑتے ہین ہات جام مے خوشگوار پر

اتنے سے دل مین ایک زمانہ کی خواہشین
بہولا ہوا ہون زندگی مستعار پر

بے ڈہب گہرا ہوا ہی پہنسا ہی بُری طرح
اللہ رحم کر دل ناکردہ کار پر

ہوتا ہی سب کا ایک اشارے مین فیصلہ
وہ چشم شوخ بند نہین ہی ہزار پر

تمکو تو آرزو کی خلش ہی نہین ہوئی
کیا جانو کیا گذرتی ہی اُمیدوار پر

وہ رفتہ رفتہ ہاتہہ کے چالاک ہو گئے
رکہہ رکہہ کے ہات میرے دل بیقرار پر

پیری مین دل ہی یاد جوانی سے داغ داغ
آئی ہوئی ہی اپنی خزان بہی بہار پر

اُمید اُسکی ذات سے ای **داغ** چاہیے
سب منحصر ہی رحمت پروردگار پر

جانچ لو ہاتہہ مین پہلے دل شیدا لیکر
نہین پہرنیکا مری جان یہہ سودا لیکر

ناز ہوتا ہی اُنہین مال پرایا لیکر
دون کی لیتے ہین میرا دل شیدا لیکر

مجہہ گرانبار محبت کے نہ بیٹہین لاکہہ مزار
پہونچون جنت مین سہارے پہ سہارا لیکر

وقتِ اظہارِ محبت بہت اتراتی ہے — دل کے بوسے مری جانب سے تمنا لیکر
آگیا حضرتِ ناصح سے مرا ناک مین دم — روز آتے ہین نئی طرح کا جھگڑا لیکر
دِل کا سودا جو کرے تم سے وہ سودائی ہے — دام دیتے ہی نہین مال پرایا لیکر
خاک کردے تپِ غم آگ لگا کر مجھکو — دوشِ نازک پہ چلے کیون وہ جنازا لیکر
جانکر نامۂ محبوب کیا استقبال — جب کسی شخص کا پرچہ کوئی آیا لیکر
رکھدیا ہاتھہ مرے منہہ پہ بُتِ کافر نے — صبح اُٹھنے نہ دیا نام خدا کا لیکر
تمسے کیا واسطہ کیون مہر و وفا کی ہے تلاش — دو گے کیا غیر کو یہہ حصہ ہمارا لیکر
سنکے وہ حال مرا غیر سے فرماتے ہین — آئے ہین آپ محبت کا سندیسا لیکر
خنجرِ غمزہ و تیغِ نگہہ و تیرِ ادا — آئین گے قتل کا سامان وہ کیا کیا لیکر
کیا لگاتے ہین وہ اس چیز کی قیمت دیکھین — جائین ہم آج وہان دل کا نمونا لیکر
آنکھہ کا ہے یہہ اشارا کہ نچھوڑین دل کو — منہہ سے کہتے ہین کرے کوئی اسے کیا لیکر
دستِ مژگان نہ سنبھالے تو نہ سنبھلے ہرگز — چشمِ بیمار ہی اٹھتی ہے سہارا لیکر
زلف نے باندھ لین مشکین تو دلِ مجرم کی — یہہ بھی احسان ہے گر چھوڑدے بدلا لیکر
گھر سے نکلو تو سہی آنکھہ سے دیکھو تو سہی — اقربا آئے ہین عاشق کا جنازا لیکر
مین وہ بیمار ہون جی جاؤن اگر یہہ سن لون — قتل کو آئے ہین تلوار مسیحا لیکر
ہے سیہ بختی بھی ہو بھی بڑھتی دولت — تو روانہ ہوا ہے آہ شبِ یلدا لیکر
ایسے لینے سے تو ہے جان کا دینا اچھا — کیا جئے کوئی احسان کسیکا لیکر

دیکھتا ہی کبھی منہہ اور کبھی سوئے فلک
آئینہ ہاتھہ مین وہ آئینہ سیما لیکر

خط کے لیجانے سے ایمان نہین جانیکا
کوئی جاتا ہی نہین بندہ خدا کا لیکر

کیا تماشا ہی کہ جب غیر سے ہوتے ہین خفا
گالیان دیتے ہین وہ نام ہمارا لیکر

مہربانی سے تری وصل مین یہہ ڈر کا ہی
نہ نکل جاے مرے دل کو تمنا لیکر

گم ہوا ہی نہین ملتا کہین قاصد کا پتا
اڑ گیا خط کے عوض کیا پر عنقا لیکر

اپنی آنکھون سے تو دیکھی نہین دل کی چوری
کیون گنہگار ہون مین نام کسیکا لیکر

بشرط انصاف ہی یہہ داغ کا دعوی ہی عجب
آدمی عشق کرے نام ہمارا لیکر

یون برس پڑتے ہین کیا ایسے فدا کارون پر
رکھہ لیا تونے تو عشاق کو تلوارون پر

منحصر قدر ہی رحمت کی گنہگارون پر
مال کا مول ہی موقوف خریدارون پر

عطر افشان تری زلفین ہین جو رخسارون پر
یہی روغن تو ٹپکتا ہی ان انگارون پر

سینکڑے آتش رخسار سے دل کی چوٹین
عشق کی مار پڑی ہی ترے بیمارون پر

کوچۂ یار سے برباد بھی ہو کر نہ گیا
خاک اڑ اڑ کے مری جم گئی دیوارون پر

اشک خجلت کسی مہکش کے جو دوزخ مین گرین
اوس پڑ جاے دہکتے ہوے انگارون پر

لیکے بوسے کسی بیرحم نے ڈالے ہین نشان
کاکلین چھوٹی ہین اسواسطے رخسارون پر

محتسب توڑ کے شیشہ نہ بہا مفت شراب
ارے کمبخت چھڑک دے اسے میخوارون پر

آگ تلوون سے لگی بزم عدو مین یارب
فرش گل پر ہین مرے پاؤن کہ انگارون پر

آ گئی نعش سمہ لیلی کی جب اکا نون مین | قیس کا ہات پڑا جیب کے جب تارون پر
کیون تڑپنے نہ دیا اسکو وہ یہہ کہتے ہین | خفگی مجہسے ہوا ہی مرے غمخوارون پر
کل تمہین داورِ محشر سے یہہ کہنا ہوگا | رحم کر رحم محبت کے گنہگارون پر
خوف رندان سے یہہ ہی بزم مین زہاد کا حال | شیخ کی سب ہات دہرے بیٹہے ہین دستارون پر
عاشق آئے ہین کہ دیوانون کا لشکر آیا | کیا چڑہائی ہی ترے کوچہ کی دیوارون پر
حشر کے روز بہی ایک ایک کی پہچان رہے | کچہہ بنا دیجے نشان اپنے طلبگارون پر
ایسی دیکہی نہ سنی عاشقی معشوقی | جان جاتی ہی اجل کی ترے بیمارون پر

داغ کا عشق بہی دنیا سے نرالا دیکہا
دل جب آتا ہی تو آتا ہی دل آزارون پر

مزے لونگا مین تہوڑے تہوڑے ظلم سہہ سہکر | ستم کیجے تو تہم تہم کر جفا کیجے تو رہ رہکر
ملے تہے آج مدت مین بہت روئے لپٹ کر | وہ دردِ عشق سن سنکر ہم اپنا درد کہہ کہکر
ہوئی ہی شمع محفل تو شریک گریہ عشاق | سنے ای قلقل مینا کہا تہا کس نے قہقہہ کر
چہپایا زلف نے چہرہ تو شوخی نے کیا غماز | ہزارون بار نکلا وصل کی شب چاند گہہ گہکر
تڑپنے مین مزا آتا ہی اس کمبخت کے ہمکو | اگر دل پاس ہی بیٹہا ابہارا ہمنے تہم تہمکر
ٹہکانا کیا ہی جب جوش محبت پر آگئے | جناب خضر کی بہی ناؤ ڈوبے یہین بہہ بہکر

یہہ جانا تہا نہ آئین گے تو کیون جانے دیا اونکو
بہی اے داغ پچہتاوا مجہے آتا ہی رہ رہکر

میرے دلکو دیکھکر میری وفا کو دیکھکر — بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھکر

دل لگاتا تھا زمانے کی ہوا کو دیکھکر — آشنا کو دیکھکر نا آشنا کو دیکھکر

کوچۂ دشمن سے یہہ آتی نہو یا رب کہین — جی اُڑا جاتا ہی کچھہ بادِ صبا کو دیکھکر

مین نے پوچھا تھا ملوگے دنکو تم یا رات کو — مُسکرائے اپنی وہ زلفِ دوتا کو دیکھکر

ہم انہین آنکھوں سے دیکھینگے ترا حسن و جمال — گر یہی آنکھین رہین اپنی خدا کو دیکھکر

گر دلِ مشتاق کو روکا بھی تو بے اختیار — دوڑتے ہین ہاتھہ اُس بندِ قبا کو دیکھکر

ابتو دیکھا تمنے اپنے دادخواہون کا ہجوم — ابتو آنکھین کھُل گئین روزِ جزا کو دیکھکر

بدگمان میری طرف سے ہین وہ مجھسے بھی سوا — راہ چلتے ہین تو میرے نقشِ پا کو دیکھکر

گردشِ گردونکا باعث اور کچھہ کھلتا نہین — بھاگتا پھرتا ہی یہہ تیری جفا کو دیکھکر

حضرتِ زاہد ہماری چھیڑ کی عادت نہین — گدگدی ہوتی ہی دلمین پارسا کو دیکھکر

کوچۂ جانان کے بدلے کوئے دشمن مین نجائے — خاک ہوتا ہی ہمین لیکن ہوا کو دیکھکر

ہم مِٹے جسپر تری بیساختہ وہ بات تھی — تو بھی عاشق ہو ہی جاتا اُس ادا کو دیکھکر

غیر نے کی بیوفائی سب کی شامت آگئی — آگ ہو جاتے ہین وہ اہلِ وفا کو دیکھکر

زندگی سے تنگ تھا فرقت مین اللہ رے خوشی — جانمین جان آگئی پیکِ قضا کو دیکھکر

دل رُبا ہی شرم بھی شوخی بھی دل کس کسکو دون — اِس ادا کو دیکھکر یا اُس ادا کو دیکھکر

پیشتر اُنکو گمان تھا جب نہ دیکھی آرزو — پھر تو گھبرائے دل بے مدعا کو دیکھکر

خوب ہی تھا طریقِ عشق مین آوارگی — پانون پھولے ہین ہمارے رہنما کو دیکھکر

مختصر یہہ ہی ملا اتنا میرے خط کا جواب
کاٹ ڈالا اُسنے حرفِ مدعا کو دیکھکر

اُسنے حیرت سے کہا دیکھی جو لیلیٰ کی شبیہ
قیس دیوانہ ہوا تہا اِس بلا کو دیکھکر

غیر نے مہندی لگائی اُسکے ہاتون مین جو داغ
خون آنکھون مین اُتر آیا حنا کو دیکھکر

یہانتک تو پہونچا گریبان سے بڑھکر
کہان جائیگا چاک داماں سے بڑھکر

خلش گر نہین کوئی مژگان سے بڑھکر
کہٹکتی ہی یہہ پہانس پیکان سے بڑھکر

نکلتا نہین پانون وحشت زدون کا
نہین کوئی زندان بیابان سے بڑھکر

عجب مرتبہ کافرِ عشق کا ہی
ملی دولت کفر ایمان سے بڑھکر

نہ پوچھو اُسے کون ہی کیا بتائین
مگر ایک دیکھا ہی شیطان سے بڑھکر

عجب بے خلش زندگی ہو رہی ہی
دیا یاس نے لطف ارمان سے بڑھکر

ہوا بھی اگر کچھہ تو دو چار پل ہو
قیامت کا دن روز ہجران سے بڑھکر

وہ کہتے ہین اپنے ہی تیرِ نظر کو
چلا ہی کہان میری مژگان سے بڑھکر

ابھی ای دل آشفتگی تیری کیا ہے
پریشان ہو زلف پریشان سے بڑھکر

نہ لے ڈینگ کی دل خدنگِ نگہہ سے
نہین بولتے ایسے مہمان سے بڑھکر

کرین غیر کی اور تعریف کیا ہم
وہ ہی سنگ دل تیرے دربان سے بڑھکر

مری پیشوائی وہان کون کرتا
لیا موت نے کوئے جانان سے بڑھکر

اگر پیشتر اپنے وعدہ سے آؤ
یہہ احسان ہو عہد و پیمان سے بڑھکر

فرشتوں کو نسبت نہیں عشق میں کچھہ
یہہ حور و پنہ مرتا ہے دیکھے بہا لے

نہ انسان سے گھٹکر نہ انسان سے
نہیں کوئی عاشق مسلمان سے

دیا مفت دل **داغ** نے اُس پری کو
نہیں کوئی نادان انسان سے بڑہکر

اپنی نظر میں ہیچ ہر سارے جہانکی سیر
دل خوش نہو تو کسکا تماشا کہاں کی سیر

اتنک تو دیکھتے رہے جوبن بہار کا
آیندہ ہم کرینگے تمہاری خزان کی سیر

باب قبول تک نہیں پہونچی ہماری آہ
پہر پہر کے کر رہی ہر ابہی آسمان کی سیر

سیر خزان بہی دیدۂ عبرت نگر کرے
کیا کی جو کی بہار گل و گلستان کی سیر

دل میں کبہی جگر میں کبہی ہر نگاہ یار
دیکھے تو کوئی آنکھہ سے اس میہمان کی سیر

دنیا کے دیکھنے کے لئے آنکھہ چاہیئے
جنت کی سیر سے ہر سوا اس مکان کی سیر

پتا کھڑک گیا تو وہ لپکا اُسی طرف
دیکھی تمام رات عجب پاسبان کی سیر

کچھہ جہومتے ہین نشے مین کچھہ ہین گرے پڑے
کچھہ اور ہی ہر محفل پیر مغان کی سیر

کسپر جاے آنکھہ خریدار کیا کرے
بازار حسن مین ہر نئی ہر دکان کی سیر

ہم جانتے تہے یہہ کہ اُنہین خوف آئیگا
وہ دیکھتے ہین نالۂ آتش فشان کی سیر

کیون دیکھنے لگے مری چشم پر آب کو
دریا پہ آپ کیجیئے آب روان کی سیر

کیون آدمی کو عالم بالا کی ہو ہوس
بڑہکر نہین زمین سے کچھہ آسمان کی سیر

دلّی مین پہول والون کی ہر ایک سیر **داغ**

بلدے مین ہمنے دیکھہ لی سارے جہان کی سیر

طعنہ زن کیونکر نہ ہو گلزار پر
چوٹ ہی اپنے دلِ افگار پر

جب وہ آئے شوخیِ گفتار پر
چل گئی چال اپنی ہی رفتار پر

صبح کو وہ جاگ کر پہر سو رہے
رہگیا ہی آئینہ رخسار پر

اُٹھہ نہین سکتی حیا کے بوجھہ سے
رحم آتا ہی نگاہِ یار پر

کسکو تہا محشر مین خوف بازپرس
ہاتھہ دوڑا دامنِ دلدار پر

روکتا ہی جب ہمین دربانِ یار
شعر لکہہ آتے ہین ہم دیوار پر

ہجر مین ہر سانس ہی اک تیغ تیز
زندگی تلوار کی ہے دہار پر

دوست لائے اُس گلی سے جب مجھے
جم گیا سایہ مرا دیوار پر

ضبط سے اشکون کے طاقت آگئی
پہر گیا پانی دلِ بیمار پر

زلف عارض پر نچہوڑو رات دن
جہائیان پڑ جائین گی رخسار پر

جیتے جی کا یہہ بہی اک آزار ہی
صبر کرنا وعدۂ دیدار پر

مہربانی اُس سے ہو سکتی نہین
مہر کر دی کیا دلِ دلدار پر

چشم جانان سے الگ ہو ای حیا
یون آ جہکے پڑتے نہین بیمار پر

دیکھہ پائے جنمین مضمونِ وصال
معترض ہین وہ اُنہین اشعار پر

داغ کا کیون غم کیا کہتے ہین وہ
خوب بر سے میرے ماتم دار پر

رحمت اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

ردیف الزاء منقوطہ

یا خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نواز / یا واقف رازِ خفی و جلی سلطان الہند غریب نواز

آگاہ ہو میرے حال سے تم گم کردہ خرد ہون غش میں گم / دشمن ہیں پئے آزار وہی سلطان الہند غریب نواز

فریاد تمہیں سے ہے میری تکلیف سہی کیسی کیسی / ہو داد طلب کی داد رسی سلطان الہند غریب نواز

منہہ عیش و طرب نے پھیر لیا ذرات کے غم نے گھیر لیا / سب سے رہون تا کے رنج دلی سلطان الہند غریب نواز

دِل او جگر خمخانۂ عشق آنکھیں ہوئیں مے پیمانۂ عشق / اے عاشق راز خدا و نبی سلطان الہند غریب نواز

لاتی ہے مجھے اُمید کرم اِس خاک کی اِس در کی قسم / آیا ہون پئے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نواز

کیا میری زبان کیا میرا بیان مین ہیچمدان تم پر قربان / کہتے ہین ملک بھی تمکو یہی سُلطان الہند غریب نواز

یہ **داغ** کہانتک رنج سہے تم سے نکہے تو کس سے کہے / تم آل نبیؐ اولادِ علی سلطان الہند غریب نواز

چُبھتا ہے مرے دلمین ترے ناز کا انداز / آزار کا آزار ہے انداز کا انداز

کیا جھوم کے مستانہ چلا جانبِ مقتل / دیکھو تو ذرا عاشق جانباز کا انداز

تم بات مین کردو گے دِلِ مردہ کو زندہ / ہونٹون سے ٹپکتا ہے وہ اعجاز کا انداز

کیا جان کسیکی ہے نظر بھر کے جو دیکھے / انداز پھر اُس دلبرِ طناز کا انداز

دروازے پر آہی گئے وہ میری صدا سے / مِلتا تھا بہت غیر کی آواز کا انداز

نقش قدمِ یار بھی کرتا ہے مسخر / رفتار مین ہے چشم فسون ساز کا انداز

خط پھینک کے سہما ہوا آتا ہے کبوتر
اگلا سا نہین ہے پر پرواز کا انداز

دنیا مین کسے محرم اسرار بنائین
ہے ایک ہی غماز کا ہمراز کا انداز

تم بزم مین یون غیر کو سر پر نہ بٹھاو
محدود ہے ہر شخص کے اعزاز کا انداز

ہم کہتے نہ تھے جان پہ بنجائیگی اے دل
دیکھ اور نگاہِ خلل انداز کا انداز

یون زیر زمین خاک مین اچھون کو ملانا
ٹھہرا فلک تفرقہ پرداز کا انداز

مین اس سے بھی خوش ہون کہ تری طرز جفا سے
ملتا ہے مرے طالع ناساز کا انداز

اے داغ مقلد ہین اسی طرز کے ہم بھی
ہر شعر مین ہو بلبل شیراز کا انداز

ردیف سین مہملہ

عرض کرتے ہم جو ہوتے حضرت آدم کے پاس
آدمی وہ ہے کہ دنیا مین نہ پھٹکے غم کے پاس

چارۂ زخم محبت کیا کرون یہہ فکر ہے
رکھ لیا تیزاب بھی جراح نے مرہم کے پاس

نقد دل رکھکر گرہ مین ہو گیا ہے مالدار
اس سے پہلے کیا دہرا تھا گیسوے پرخم کے پاس

کہتی ہے چشم سخن گو سحر پردازی کے ساتھ
کیون یہہ جادو تو نہین تھا عیسی مریم کے پاس

جان مین جان اگئی ہے آج انکو دیکھکر
دوسرا اک اور بھی دم ہے ہمارے دم کے پاس

تعزیت کو میری وہ آئے تو گھبرا جائین گے
چاہیے بزم طرب بھی مجلس ماتم کے پاس

ہم ہین لہری بہکے آئے پی پلا کر چلدیے
جسکو لالچ ہو وہ ساقی جم کے بیٹھے جم کے پاس

جبسے آیا ہے پیام شوق کا لیکر جواب
بدگمانی بیٹھنے دیتی نہین ہمدم کے پاس

تیرے بیمارونکا جو تہے آسمان پر تہے دماغ
کوئی لیجائے انہین عیسی مریم کے پاس

ہات آیا چور لیکر یہہ رستم چلتا ہو
آگئی انگلی مین ہے دزد حنا خاتم کے پاس

دیکھکر فیاض کو گہٹتی ہے کیا طبع بخیل
موت تہی قارون کی ہوتا اگر حاتم کے پاس

ہات مین طاقت نہین کیا کیجئے اخفائے عشق
رہگیا آکے دامن دیدۂ پرنم کے پاس

کونسی خوبی ہے اسمین پوچھتا ہی ہے کوئی
داغ جیسا دل ہے تیرے پاس ہے عالم کے پاس

برسون رہا ہون مین کسی نازک بدن کے پاس
کیا جی لگے نہال گل و یاسمن کے پاس

دل ہے مرا ہر ایک رفیق کہن کے پاس
جتنا وطن سے دور ہون اتنا وطن کے پاس

کامل ہو عشق پاک تو پرویز سا رقیب
شیرین کو لائے شوق سے خود کوہکن کے پاس

وہ نازکی ہے جسپہ نہ افسوس کر سکے
انگشت حیف رہگئی اگر دہن کے پاس

اے بیکسی رہیگی نہ بے پردہ اپنی لاش
میت خود اوٹہ کے جائیگی گور و کفن کے پاس

نظروں نے اسنے کام لیا صید گاہ مین
جب تیر ہو چکے بت ناوک فگن کے پاس

ویران پڑا ہے دل جو کلیجا ہے داغدار
جنگل لگا ہوا ہے ہمارے چمن کے پاس

غربت سے ہم پہرین تو کہین پہر پلٹ نجائین
احباب کچہہ نشان بنا دین وطن کے پاس

خسرو کے ہات عشق کی دولت نہ آسکی
وہ مال کوہکن کا رہا کوہکن کے پاس

جتنا تہا شوق بوسے کا اتنا ہی خوف تہا
جاجا کے رہگیا دہن اسکے دہن کے پاس

ہوتی ہے اسکے منہہ کی بہی ہربات دلشکن
ناصح رہا ہے کیا بت پیمان شکن کے پاس

بچکر چلے وہ سایۂ دیوار سے بہی دُور
آ نکلے گر کبہی مرے بیت الحزن کے پاس

ظالم کہان سے تیری طبیعت مین بل پڑا
کیا یہہ نہین تہا زلف شکن در شکن کے پاس

ہے لاکہہ لاکہہ شکر کہ اے داغ آجکل
آرام سے گذرتی ہے شاہِ دکن (دام اقبالہٗ) کے پاس

آزمایا ہے مدام آپ کو بس بس اجی بس
دونون ہاتونسے سلام آپکو بس بس اجی بس

آپ کی بندہ نوازی ہے جہانمین مشہور
جانتا ہے یہہ غلام آپ کو بس بس اجی بس

منہہ نہ کہلوایئے میرا تو نہین رہنے دیجیے
یاد ہی ہے وہ کلام آپ کو بس بس اجی بس

کوچۂ غیر ہی مین زور نزاکت بہی ہوا
وہین کرتا تہا قیام آپ کو بس بس اجی بس

کیا بُرے ڈہنگ ہین کوئی نہین اچہا کہتا
غیر بہی رکہتے ہین نام آپکو بس بس اجی بس

ہمنے کل دیکہہ لیا دیکہہ لیا دیکہہ لیا
کہین جاتے سرِ شام آپکو بس بس اجی بس

طالب وصل ہو کیون کوئی جو دشنام سنے
کون بہیجے یہہ پیام آپکو بس بس اجی بس

حیلۂ مہر و وفا پر نہ تامل نہ درنگ
اور وعدے مین کلام آپکو بس بس اجی بس

پیجیے خون جگر اپنا جناب زاہد
بادہ و ساغر و جام آپکو بس بس اجی بس

کہینچیے ہات لگا کر جو مرا کام تمام
یہہ بہی آتا نہین کام آپکو بس بس اجی بس

یہہ تو کہیئے کہ نشان اسکا مٹایا کسنے
یاد ہو داغ کا نام آپکو بس بس اجی بس

ردیف شین معجمہ

سر کو ہی تیرے سنگ در کی تلاش | پانون کو تیرے رہگذر کی تلاش
مجھکو ہی اپنے نامہ بر کی تلاش | نامہ بر کو ہی اُنکے گھر کی تلاش
نہ ملا ہمکو تو وہ ہرجائی | گئی بیکار عمر بہر کی تلاش
جوش کہاتا ہی سینہ مین کیا کیا | خون دل کو ہی چشم تر کی تلاش
طالبِ وصل مین وہ درپی قتل | ہی برابر ادھر اُدھر کی تلاش
نکلی پڑتی ہی کیون تری تلوار | اِسکو رہتی ہی کسکے سر کی تلاش
چارسو پہرتی ہی جو اُسکی نگاہ | ہی کسی دل کی یا جگر کی تلاش
چاہتی ہی نزاکت اپنی نمود | ہی اُسے بہی تری کمر کی تلاش
میری ہمت کے پانون ٹوٹ گئی | اب کہان ہی وہ پیشتر کی تلاش
اہل دنیا کو ہوگی جنت مین | کبہی شب کی کبہی سحر کی تلاش
منزلِ عشق درکنار رہی | چاہیئے پہلے راہبر کی تلاش
یا خدا حشر مین مرا کیا کام | لائی ہی ایک فتنہ گر کی تلاش
یہہ خرابہ خراب کرتا ہی | نہ کرے کوئی سیم وزر کی تلاش
کن حجابون مین اُسکو پایا ہی | کیون نہو واہ رے بشر کی تلاش
روز لکہتا ہون اک نیا نامہ | روز رہتی ہے نامہ بر کی تلاش

ڈھونڈلیتی ہے لاکھہ مین یکتا
کوئی دیکھے مری نظر کی تلاش

پھرے حال زبون سے گھبراکر
چارہ گر کو ہے چارہ گر کی تلاش

حضرت داغ کا یہہ ہی شیر لف
اور پھر شوخ سیمبر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

کوئی اُنسے کرے ہزارا خلاص
جانتے ہی نہین وہ پیارا خلاص

ناگوار آپ کو ہے اُتنا ہی
جسقدر مجھکو خوشگوارا خلاص

کرتے ہین وہ ہزار بار ستم
اور بھولے سے ایکبارا خلاص

وہ جھڑکتے ہین بار بار ہمین
ہم جتاتے ہین بار بارا خلاص

چھوڑتی ہی نہین کسی صورت
دل سے رکھتی ہے زلفِ یارا خلاص

تم وہی ہو جنہون نے قتل کیا
نہ جتاؤ سرِ مزارا خلاص

گو زبان سے کرین وہ رنج اظہار
ہے نگاہون سے آشکارا خلاص

اُنسے بیگانہ وار رہنا تھا
نہ ہوا ہمکو سازگارا خلاص

داغ اِن دلبرانِ پرفن سے
نہ کرے کوئی زینہارا خلاص

وصل چاہا ہون گو ہین نسخے دوا پنا اخلاص
پھر مرے ساتھہ نکلا ہے کہان کا اخلاص

غیر سے ملتے ہو چھپ کر یہہ کہلا ہی ہمپر
واہ بس دیکھہ لیا ہمنے تمہارا اخلاص

اب کدورت ہوئی مشہور خدا کی قدرت
دہوم تہی جسکی وہ تہا میرا تمہارا اخلاص

جب کبہی دیکھتے ہین عاشق و معشوق مین ربط
جلکے وہ کہتے ہین کس کام کا ایسا اخلاص

اس لیئے سورۂ اخلاص نہین پڑہتے وہ
کہ نہو جاے کسی شخص سے اپنا اخلاص

تیسری بات وہ کیا ہی جو وہ منظور کرین
نہ گوارا اُنہین رنجش نہ گوارا اخلاص

پیار اخلاص کی باتین ہون مزہ ہی اسکا
رنج سے رنج تو اخلاص سے ہوگا اخلاص

قصۂ لیلی و مجنون جو سنا یا تو کہا
اگلے وقتون کا نہین سنتے پُرانا اخلاص

تم تو نادان ہو انکار کئے جاتے ہو
وصل سے اور بہی بڑہ جائیگا دونا اخلاص

واجب القتل ہین اغیار اگر غور کرو
یہہ جتاتے ہین یونہین مفت کا جہوٹا اخلاص

غیر مُنہ آتے ہین مجہپر یہہ خبر بہی ہی اُنہین
نہ مری اُنکی کدورت نہ کسیکا اخلاص

اب رقیبون کی شکایت ہی ہمارے آگے
کہدیا تہا کہ بڑہاتے نہین اتنا اخلاص

کل سے آج آج سے کل ہوگی محبت بڑہکر
رفتہ رفتہ یونہین ہوجائیگا پورا اخلاص

مجہہ سے ملنا ہی اگر ملیئے خلوص دل سے
آپ ظاہر کا جتاتے ہین یہہ کیسا اخلاص

داغ سا مخلص خالص نہ ملیگا تمکو
اُسکا اخلاص پہر اس درجہ کا ایسا اخلاص

خادمی

ردیف ضاد معجمہ

بیداد و جور و لطف و ترحم سے کیا غرض
تمکو غرض نہین تو ہمین تمسے کیا غرض

کیون ہم شب فراق مین تارے گنا کرین
ہمکو شمار اختر و انجم سے کیا غرض

کوئی ہنسا کرے تو بلا سے ہنسا کرے
کیون دل جلائین برق تبسم سے کیا غرض

لیتے ہین جان نثار کوئی منت مسیح
جو ہو شہید عشق اُسے قم سے کیا غرض

جو خاکسار عشق ہین ملتے ہین خاک مین
اہل زمین کو چرخ چہارم سے کیا غرض

دل طرز انجمن ہی سے بیزار ہوگیا
مطلب ہمین شراب سے کیا خم سے کیا غرض

کیون بزم عیش چھوڑکے بزم عزا مین آئین
اُنکو ہمارے پہلون سے چہلم سے کیا غرض

روز ازل سے پاک ہین رندان بے ریا
اُنکو وضو سے اور تیمم سے کیا غرض

شیدائیونکو عزت دنیا سے ننگ ہے
دیوانہ کو ملامت مردم سے کیا غرض

معشوق سے اُمید کرم **داغ** خیر ہے
اُس بندۂ خدا کو ترحم سے کیا غرض

ردیف طاء مہملہ

آج ٹھہرے مری تمہاری شرط
وصل کی شرط ہی ہے پیاری شرط

شرط ہی اور پھر تمہاری شرط
جیت لی تمنے مین نے ہاری شرط

بے ستون کاٹتا نہ کیون فرہاد
کہ محبت کی تھی یہہ بھاری شرط

اشک غماز ہو تو کیا کیجے
ہے محبت مین رازداری شرط

دِل لگی کیا کرین وہ دِل نرھا ۔۔۔ جس بنا پر ہوئی تھی ساری شرط

دل رباؤن کو ہی جفا لازم ۔۔۔ دِل فگارون کو بیقراری شرط

کیون نہ دشمن کو دشمنی ہو فرض ۔۔۔ دوست کو جب ہو دوستداری شرط

اور سنیئے وہ مجھہ سے کہتے ہین ۔۔۔ حشر کے دن ہی جان نثاری شرط

ہو یہ عادت نہ باعثِ غفلت ۔۔۔ ہی تغافل مین ہوشیاری شرط

کام عشاق کا تمام کیا ۔۔۔ خوب پوری ہوئی تمہاری شرط

جوش رحمت کے واسطے زاہد ۔۔۔ ہی ذرا سی گناہگاری شرط

غیر لاکہون مین بے وفا نکلے ۔۔۔ آیئے آپکی ہماری شرط

بدگمانون سے عشق کا دعوے
وائے داغ خوب ہاری شرط

ردیف ظای معجمہ

ہی یہان بہی اُس بت کافر کو نخوت الحفیظ ۔۔۔ الحفیظ ای داورِ روزِ قیامت الحفیظ

کسطرح سے ہو بسر یارب دیارِ عشق مین ۔۔۔ ہر بلا پر ہی بلا آفت پہ آفت الحفیظ

تیری تمکین کم نہ تہی کچہہ مار رکھنے کے لیئے ۔۔۔ اور پہر اُسپر یہہ شوخی یہہ شرارت الحفیظ

جسنے دیکہا اُسکے عاشق کو کہا بے اختیار ۔۔۔ تیرے بندہ پر آئی یہہ مصیبت الحفیظ

مین وہ عاصی ہون اگر بخشا گیا تو کیا عجب ۔۔۔ دیکہکر مجہکو پکارین اہل جنت الحفیظ

جلگئے ہم جلگئے ای داغ فرقت الاماں / اُف رے اُفتادِ آتش سوزِ محبت الحفیظ

خاک مین گھر ملگیا دل ملگیا ہم مل گئے / اور تجھکو ہے وہی اتبک کدورت الحفیظ

آئینہ جب دیکھتا ہون ہجر مین کہتا ہون مین / آدمی کی ایسی ہوجاتی ہے صورت الحفیظ

عاشق مظلوم کے لاشہ کو ہنسکر دیکھنا / تو ہے کتنا سنگدل ای بے مروت الحفیظ

آدمی کی تاب کیا جو دل سنبھالے ہوش ہون / اس ادا سے جان ستان پر ایسی صورت الحفیظ

ایک بجلی تھی ادا اُس شعلہ رو کی دیکھئے / ہوگئی اتنے مین کیسی دل کی حالت الحفیظ

دے شفا تو داغ کو یارب بحق مصطفےٰ ﷺ / الحذر یہہ درد و بیماری کی شدت الحفیظ

ردیف عین مہملہ

ہین بہت سے عاشقِ دلگیر جمع / تیرے ترکش مین ہین کتنے تیر جمع

اچھی صورت سے ہمین بھی عشق ہے / کرتے ہین تصویر پر تصویر جمع

کوچۂ قاتل مین آفت آ گئی / جب ہوے دوچار بھی رہگیر جمع

یا لگا دو آگ یا لکھدو جواب / ہوگیا ہے دفترِ تحریر جمع

چومتے ہین تیرے دیوانہ کے پاؤن / جسقدر ہین حلقۂ زنجیر جمع

تھوڑی تھوڑی بھی ملے اُس در کی خاک / چٹکی چٹکی ہم کرین اکسیر جمع

پھر کرے چورنگ وہ قاتل مجھے / پھر ہون سب اعضا تہِ شمشیر جمع

دیکھکر صورت مرے صیاد کی
ایکجا ہوتے نہین نخچیر جمع

بے مقدر خاک بہی بنتا نہین
گر ہوں لاکہوں نسخۂ اکسیر جمع

خونِ دل کا چشم تر ڈہیکا نہ لے
اِس سے ہونے کی نہین توفیر جمع

تیری قسمت مین ستارے ہین کہان
کوڑیان کین تونے چرخ پیر جمع

بدلی زاہد نے نئی پوشاک روز
کسقدر ہین جامۂ تزویر جمع

تیری محفل کوئی جادو گہر ہوئی
ہین ہزارون صاحب تسخیر جمع

حلق پر میرے چھُری پہرتی نہین
کیجیئے خاطر دمِ تکبیر جمع

کیا خلش کرتی ہین دل مین حسرتین
ہوگئے گویا ہزارون تیر جمع

کس طرح یکجا ہون داغ اپنے عزیز
ہونے دیتی ہی نہین تقدیر جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھکر وہ عارضِ رنگین ہی یون دل باغ باغ
جیسے ہی ن نظارۂ گل سے عنادل باغ باغ

بن گیا خونِ کفِ پا سے گلستان خارزار
مین چلا صحرا مین گویا چند منزل باغ باغ

صوت غنچہ کہلی جاتی ہین یا چہین کسقدر
کیا خوشی ہی کسکو مارا کیون ہی قاتل باغ باغ

گلشن فردوس مین حورین نظر آئی ہین کیا
ہات تلوار نکے کہا کر ہی جو بسمل باغ باغ

کیا کہون اے ہمنشین اُس بزم رنگین کی بہار
زیب محفل تہا وہ گلرو اہل محفل باغ باغ

کونسے طائر کی ہے صیاد کو ایسی تلاش
ڈھونڈتا پھرتا ہے کیون گلچین کے شامل باغ باغ

جب کوئی طوفان سے وہ کشتی کنارے لگی
کسقدر دل مین ہوے سب اہل ساحل باغ باغ

دیکھکر آئینہ دونون ہوگئے برہم یہہ کیا
تم ادہر خوش ہو ادہر مدِ مقابل باغ باغ

پھر نہ پائیگی قیامت تک یہہ اپنا آشیان
عندلیب اسطرح کیون ہوتی ہے غافل باغ باغ

جو ہمارے حق مین کانٹے بوئین صد افسوس ہے
تم پھرو گلگشت کرتے اُنکے شامل باغ باغ

اُسکی خوشبو جب کسی گل مین نہ پائی آپ نے
پھر جناب **داغ** کیا پھرتے چلے صل باغ باغ

ردیف الفاء

کافر وہ زلف پُرشکن ایک اسطرف ایک اسطرف
پھر اُسپہ چشم سحر فن ایک اسطرف ایک اسطرف

ہنگامِ رحلت دیکھیے دل کسطرف اپنا جُھکے
بیٹھے ہین شیخ و برہمن ایک اسطرف ایک اسطرف

ہین آسمان حسن کے روشن ستارے مہ جبین
بازو پہ تیرے نورتن ایک اسطرف ایک اسطرف

دل کی جگر کی جا گیا افسردگی پژمردگی
زخمِ کہن داغِ کہن ایک اسطرف ایک اسطرف

زلفونکی یہہ سرگوشیان دل پر بلائین لائینگی
غماز ہین گرم سخن ایک اسطرف ایک اسطرف

غیرونکا مجمع اور ہم پریونکا جمگھٹ اور ہم
پہلو بہ پہلو انجمن ایک اسطرف ایک اسطرف

دل ایک تنہا بیچ مین آنکھین تری سفاک دو
شمشیرزن ناوک فگن ایک اسطرف ایک اسطرف

مین مر گیا ہون وصل مین راحت ہو سرپہلو مجھے
تکیے ہون دو زیر کفن ایک اسطرف ایک اسطرف

تو اور رقیب بیٹھے ہین لیلی و شیرین بزم مین
مین اور قیس و کوہکن ایک اس طرف ایک اس طرف

بازو تو چھٹتے ہی نہین صحرا کو کیونکر جاؤن مین
لپٹے ہین وا اہلِ وطن ایک اس طرف ایک اس طرف

دونون فرشتے دوش پر کیا لکھ سکین لت جا مری
آلودہ رنج و محن ایک اس طرف ایک اس طرف

رخسار تیرے سیگون پھر اُسپہ گلگونے کا رنگ
پھولا ہے کیا رنگین چمن ایک اس طرف ایک اس طرف

اِترا رہا ہے **داغ** کیا ہنگام گلگشتِ چمن
رنگین قبا گل پیرہن ایک اس طرف ایک اس طرف

وہ کہتے ہین دل کی کہان صاف صاف
بظاہر ہے انکا بیان صاف صاف

کدورت کا باعث تو کوئی کہلے
بیان کیجیے مہربان صاف صاف

مرے رازِ دل کی ہے انکو تلاش
کہین کہہ ندے رازدان صاف صاف

رہے زیرِ عارض کہان شب کو پھول
نظر آتے ہین سب نشان صاف صاف

رہے ابر مینجانے پر حشر تک
دکھائی ندے آسمان صاف صاف

کوئی پارسا جب اُلجھتا ہے کچھ
سناتا ہے پیرِ مغان صاف صاف

دکھاتے ہین آئینہ خورشید کو
ترے گال اے دلستان صاف صاف

محبت کے قصے ہین اُلجھے ہوے
سنو مجھ سے تم داستان صاف صاف

پسند آئے ہمکو بھی اشعارِ **داغ**
زبان پاک و شستہ بیان صاف صاف

ردیفِ قاف

ہے جمالِ یار سے تنویرِ عشق
حسن نے چمکائی ہے تقدیرِ عشق

کھینچ لائے عرش تک تسخیرِ عشق
آپ نے دیکھی نہین تاثیرِ عشق

جس کے دل پر کارگر ہے تیرِ عشق
حشر تک تڑپے گا وہ نخچیرِ عشق

تیرے عاشق کا سراپا دیکھکر
کھچ گئی ہے سامنے تصویرِ عشق

دل ضعیفون کا جوان کیونکر نہو
کرتی ہے کایا پلٹ اکسیرِ عشق

عاشقون کی کیا خطا انصاف کر
دے سزا اُسکو یہہ ہے تقصیرِ عشق

عقل دیوانی ہے جو ہو سامنے
چوکتا ہے کب نشانہ تیرِ عشق

جہوٹے دعوے اُنکے پہر اُسپر دلیل
رات بہر کیا کیا رہی تقریرِ عشق

مین نے دیکھی تہی قیامت خواب مین
دی مجہے اِک شخص نے تعبیرِ عشق

واعدِ روزِ قیامت دیکہہ لے
اِس کلیجے پر لگا ہے تیرِ عشق

مار ہی ڈالا یہہ جب بجلی گری
چلتی ہے رُک رُک کے کب شمشیرِ عشق

انتہائے عاشقی مین ہے یہہ شوق
ہم ابہی ہون اور دامنگیرِ عشق

دِل مچلکر آپ رہتا ہے اسیر
ایسی کچہہ بہاری نہین زنجیرِ عشق

زخم جب بہرتا نظر آتا ہے کچہہ
دِل مین رکہہ لیتے ہین ہم شمشیرِ عشق

یہہ بلا آئی ہوئی ٹلتی نہین
داغ کیا ہو چارۂ و تدبیرِ عشق

مٹ گئے افسوس سارے ذوقِ شوق
ہائے وہ ہم وہ ہمارے ذوقِ شوق

عشق آخر کو مسلط ہو گیا
دل مرا ہارا نہ ہارے ذوق شوق

دل لگی ہو یا ہنسی یا چھیڑ چھاڑ
ہوتے ہین پیارے انکے پیارے ذوق شوق

آس ٹوٹی دل ہمارا مر گیا
اپنے اپنے گہر سدہارے ذوق شوق

ابتداے سن مین ہے مشق جفا
رنگ لائین گے تمہارے ذوق شوق

ہر گلی کوچے مین اب ہے تاک جہانک
پہرتے ہین انکو ابہارے ذوق شوق

عاشقون کا دل سلامت چاہیئے
کب ہوے اس سے کنارے ذوق شوق

حسن پر قربان مشتاقون کے دل
اسکے صدقے مین اتارے ذوق شوق

داغ صاحب بہی ہوے عاشق مزاج
ہوگیے انکو بہی بارے ذوق شوق

ردیفِ کاف

نہ آئی بات جو دل سے زبان تک
وہ پہنچی بدگمان تک رازدان تک

یہہ سب جہگڑے ہین جان ناتوان تک
رہیگا دم کہانتک غم کہان تک

تغافل مرنیوالون سے کہانتک
ہمین جینا پڑا ہے امتحان تک

چلے آئے وہ جہونکے مین ہوا کے
نزاکت انکو لے آئی یہان تک

زبان سے تہا نہ ممکن شکوۂ جور
اشارونسے کہا آخر کہان تک

دل اسکی بزم سے کسطرح اٹہکر
ٹہر جائے جہان عمر روان تک

ہمین باد خزان سے بہی ہے اِک فیض
کہ تنکے اُڑکے آئے آشیان تک

کنارہ کر گیا دامن بہی تیرا
نہ آیا میری چشم خونفشان تک

زمین ٹلجائے ٹلنے کے نہین ہم
کہ اب تو آگئے اِس آستان تک

دم رخصت ہوا اندیشۂ غیر
گئے ہمراہ ہم اُنکے مکان تک

کہون کیا طالع واژون کی تاثیر
گرا ہون مین پہونچکر آسمان تک

مزے کی ہے ہماری بہی کہانی
کوئی پہونچا دے اُنکے قصہ خوان تک

ترے تیر نگہ سے کوئی بچکر
امان پاتا نہین دارالامان تک

رہے کیا مُصطفےٰ آباد مین داغ
وہ سارے لطف تہے خلد آشیان تک

رہا جذب دل کا اثر دیر تک
ملائے رہے وہ نظر دیر تک

مزہ دے گیا ہونہ پیغام شوق
کہ سنتا رہا نامہ بر دیر تک

وہی وقت پیری ہی ہے داغِ عشق
جلا یہہ چراغ سحر دیر تک

ذرا سا جو اُلجہا یہہ تارِ نگاہ
دباتے رہے وہ کمر دیر تک

یہان دمبدم سو پیام وصال
سکوت اُنکو ہر بات پر دیر تک

بڑی دیر مین سوچکر لب کہلے
رہے گی دعا بے اثر دیر تک

کچھہ ایسی رہی میری تغئیر حال
وہ سوچا کئے دیکہکر دیر تک

غشی کا بہی اِحسان مجہپر ہوا
وہ زانو رہا زیر سر دیر تک

کہیں رات کو وہ ہوئے بے حجاب — اڑا آج نورِ قمر دیر تک
ادھر دیکھنا نامہ بر غور سے — وہ محفل میں دیکھیں جدھر دیر تک
حیا سے جھکی تھیں کب آنکھیں تری — لڑی ہے کسی سے نظر دیر تک
وہ سمجھے نہ سمجھے مرا مدعا — ہلی انکی گردن مگر دیر تک
نفس کی عجب سیر ہے ہمنفس — کرے یوں مسافر سفر دیر تک
ٹپکتا ہے دیوار و در سے ترے — کسینے ملی چشمِ تر دیر تک
وہ رخصت طلب اور میں جاں بلب — رہا حشر وقتِ سحر دیر تک
خبر سنکے خوش خوش وہ آتے تو ہیں — نہ نکلی مری جان اگر دیر تک
ترے وعدے سے زندگی بڑھ گئی — جیے ہم اس اُمید پر دیر تک
محبت میں تکرار کا ہے مزا — گلے ہوں جو باہمدگر دیر تک

نئی چاہ چھپتی ہے اے **داغ** کب
اڑے گی ابھی یہ خبر دیر تک

ردیفِ لام

بیقراری ہوئی آخر سببِ چارۂ دل — بنگیا ہولِ دلِ انجام کو گہوارۂ دل
تیر کے بدلے لگا دے کوئی برچھی ظالم — روزنِ سینہ سے کرنا ہو جو نظارۂ دل
دفترِ شوق سے بھاری نہیں یہ اے قاصد — ساتھ مکتوب کے تو باندھ لے پشتارۂ دل

یہی اچھا ہے کہ آنکھین ہین تمہاری بیمار
یہی بیمار تو کرتی ہین مرا چارۂ دل

خون مژگان سے نکلتا ہے ہزارے کی طرح
چھوٹتا ہے جو مرے سینے مین فوارۂ دل

جنکی تقدیر مین گردش ہے نہین اُنکو قرار
قطب تارا نہوا کوکب سیارۂ دل

پڑتی ہے ضرب محبت تو نکلتی ہے فغان
شور محشر سے ہم آہنگ ہے نقارۂ دل

یہہ زمانے کی خبر ٹھیک ہمین دیتا ہے
طاق ہے اور یہی ہر کام مین ہرکارۂ دل

دل بیتاب کی تصویر اُنہین کیا بہیجون
کہ مصور سے اُترتا نہین انگارۂ دل

کوئی جانے کہ خریدار نہین چاہ نہین
چلتے پہرتے ہی وہ کر لیتے ہین نظارۂ دل

لعل و یاقوت کی اے داغ جو ہے فرمایش
بہیجدو اُنکے لئے لخت جگر پارۂ دل

وصل کی ٹہیری جو آیا مہ جبین آج سے کل
وہ یہی نزدیک ہے کچھہ دور نہین آج سے کل

ایکدن اور یہی مہمان کی خاطر کرلون
کاش رخصت ہو مری جان حزین آج سے کل

کیجیئے وعدہ خلافی بہی تو اس پہلو سے
کہ سوا ہو مجھے ملنے کا یقین آج سے کل

ہمکو ایک ایک گذرتی ہے قیامت کی گہڑی
اُنکے نزدیک تو کچھہ بات نہین آج سے کل

دمبدم ہمنے زمانے کا تنزل دیکھا
ہمین کہتے ہین کہ اچھے تہے ہمین آج سے کل

خودنمائی کے لئے وعدۂ فردا کیسا
کیا بدلجائیگا وہ پردہ نشین آج سے کل

آج جاؤ گے بہانے سے تو اُٹہاؤ گے قلق
آجکا دن ہے بُرا جاؤ کہین آج سے کل

ناتوان آہ کو دے کون سہارا یارب
نہ ہل کے پہنچے گی یہہ تا عرش برین آج سے کل

صبر کر اے دِل مضطر وہ نہیں سُننے کے | کل سے آج انکی ہوئی ہوگی یونہیں آج سے کل
آج ہی وہ جو نہ آئے تو یہہ جانا ہمنے | تیری بگڑی دل اندوہ گزین آج سے کل
زندگی بہر تو قیامت کی اُٹھائی تکلیف | بارے آئی ہے مجھے زیر زمین آج سے کل

داغ

خوبرویون کو نہیں کچہہ غم فردا اے
ہونگے مغرور زیادہ یہہ حسین آج سے کل

مزہ دیگیا ہے شباب اوّل اوّل | ملے خوبرو انتخاب اوّل اوّل
وہ کب لطف کرتے ہین بے آزمائے | کرم آخر آخر عتاب اول اول
خدا شرم رکہے تری انتہا تک | کہ ڈالی ہے مُنہہ پر نقاب اول اول
اُنہین سے پہر آخر کو کہل کہیلتے ہین | وہ کرتے ہین جنسے حجاب اول اول
الٰہی رہے بانکپن اُنکا قایم | سنبہالی ہے تیغ خوش آب اول اول
خدا سے دعا ہے کہ مظلوم تیرے | نہ نگت جائین روز حساب اول اول
نبا ہے چلو فتنہ حشر کو بہی | ہوا ہے ابہی ہم رکاب اول اول

قطعہ

وہ پیغام صبر کی مدارات پہ | وہ رسم سوال وجواب اول اول
وہ جلسے وہ احباب رندانہ مشرب | عشوق و شرب شراب اول اول
وہ سیر چمن وہ تماشائے | نہ شب ماہتاب اول اول
وہ گلیو نمین اُنکو چہپ چہپ کے | پہ کچہہ کچہہ حجاب اول اول

وہ ہر بات کا شوق بے سوچے سمجھے | وہ ہر کام کرنا شتاب اول اول
وہ پہلے پہل دل لگانا کسی سے | وہ کچھ شوق کا اضطراب اول اول
جوانی کی لہر و نمین کیا کیا رہے ہم | خراباتیون مین خراب اول اول
کوئی دن رہے پارسا ہم بھی زاہد | بہت ہمنے لوٹے ثواب اول اول
رہا درس و تدریس کا شوق ہمکو | نظر سے نہ سرکی کتاب اول اول
کبھی ہمسے ہوتا نتھا ترک اولی | رہے ہم مشیخت مآب اول اول
بنے رستم و سام و گیو و نریمان | رہے رشک افراسیاب اول اول
رہے زیر ران اسپ چالاک اکثر | سوارو نمین تھے لاجواب اول اول
پھکیتی بکیتی کی تھی مشق کیا کیا | ہر اک فن سے تھے کامیاب اول اول

ہوئی داغ اب انکی تعبیر الٹی
نظر آئے جو ہمکو خواب اول اول

غزل

رہتا ہے روز اسکی ملاقات کا خیال | ہو جاے خواب کاش یہ ہیہات کا خیال
بیٹھے ہین خانقاہ مین جب دو گھڑی بھی ہم | ہی گیا ہے پیر خرابات کا خیال
کیونکر نہ یاد آئے شب ہجر روز | اس دن ضرور چاہیے اس رات کا خیال
کھٹکا نہو تو عیش سے گزرے | ہتا ہے بزم یار مین ہر بات کا خیال
ماہ صیام بھی اسی مو | ونکو اس سے بڑھکے ہے سبزات کا خیال

رنجش ہی ہو تو دل کی تسلی کیواسطے
کرتا ہون اُنکے لطف و عنایات کا خیال

اے دل عدو کی بزم مین کیون لیگیا مجھے
کمبخت آگیا نہ مدارات کا خیال

باتین سنو تو حضرت صوفی عرش کی
جاتا ہے دور قبلۂ حاجات کا خیال

اے داغ جو کہا ہے اُسے کر دکھائینگے
انسان کیا وہ جسکو نہو بات کا خیال

ردیف میم

دیا رقیبون کو تمنے پیام نام بنام
مری طرف سے ہی پہنچے سلام نام بنام

مری شکایت تحریر وجہ رشک ہوئی
کہ اب وہ لکھتے ہین دفتر مدام نام بنام

سلیقہ دیکھیے اُسوقت دوست دشمن کا
سپرد ہو جو کوئی انتظام نام بنام

اگر تڑپتی ہے بجلی تو ابر روتا ہے
ملا ہے ایک کو ہر ایک کام نام بنام

یہہ کسکے قتل کی شادی منائی جاتی ہے
کہ رقعے بٹنے کا ہے اہتمام نام بنام

ستم رسیدہ نہین لکھے گئے ہین روز ازل
تمہارے چاہنے والے تمام نام بنام

تمہاری چال کو طاؤس و کبک کیا پہنچین
جدا جدا ہے ادائے خرام نام بنام

بچائے جان خدا اہل مہر و الفت کی
وہ کوستے ہین اُنہین صبح و شام نام بنام

خدا کرے مرے آگے نہ آئے نام رقیب
پکارے جائینگے روز قیام نام بنام

کیا ہے آپکو جس جس نے بے وفا مشہور
جو حکم ہو تو بتا دے غلام نام بنام

گئے ہیں داغ وہاں چھپ کے دیکھئے کیا ہو
کہ گئے گئے ہیں جہاں خاص و عام نام بنام

رشک سے غیروں کے کیا ہنستے ہیں ہم — کیا عدو کی جان کو روتے ہیں ہم
گریہ کچھ بیجا دمِ بسمل نہیں — خنجرِ سفاک کو دہوتے ہیں ہم
بیخودانہ اپنی ہشیاری رہی — جاگتے ہیں کچھہ تو کچھہ سوتے ہیں ہم
حاصلِ اعمال ہیں خلد و سقر — وہی پہل پاتے ہیں جو بوتے ہیں ہم
ہات منہہ انکا دہلایا غیر نے — ہات اپنی جان سے دہوتے ہیں ہم
اپنے گہر رہنے دے کیونکر حور وش — حضرتِ آدم ہی کے پوتے ہیں ہم
جان کنی اپنا ہی کام اے کوہ کن — عشق میں پتہر نہیں ڈہوتے ہیں ہم
دیکھ لینگے فتنۂ محشر کو بہی — اب تو چادر تانکر سوتے ہیں ہم

داغ ہر کسی بیسبب نہ عشق
رنج ہوتا ہے تو خوش ہوتے ہیں ہم

ابہی ہماری محبت کسیکو کیا معلوم — کسی کے دل کی حقیقت کسیکو کیا معلوم
یقین تو یہ ہے وہ خط کا جواب لکہینگے — مگر نوشتۂ قسمت کسیکو کیا معلوم
بظاہر انکو حیا دار لوگ سمجہے ہیں — حیا میں جو ہے شرارت کسیکو کیا معلوم
قدم قدم پہ تمہارے ہمارے دل کی طرح — بسی ہوئی ہے قیامت کسیکو کیا معلوم
یہ رنج و عیش ہوئے ہجر و وصل میں ہمکو — کہاں ہے دوزخ و جنت کسیکو کیا معلوم

جو سخت بات سنے دل تو ٹوٹ جاتا ہے
کیا کرین وہ سنانے کو پیار کی باتین

خدا کرے نہ پھنسے دامِ عشق مین کوئی
ابہی تو فتنے ہی برپا کئے ہین عالم مین

اِس آئینہ کی نزاکت کسیکو کیا معلوم
اُنہین ہے مجھہ سے عداوت کسیکو کیا معلوم

اُٹھائی ہے جو مصیبت کسیکو کیا معلوم
اُٹھائین گے وہ قیامت کسیکو کیا معلوم

جناب داغ کے مشرب کو ہمسے تو پوچھو
چھُپے ہوئے ہین یہہ حضرت کسیکو کیا معلوم

ردیفِ نون

آپ جنکو ہدفِ تیرِ نظر کرتے ہین
اور کیا داغ کے اشعار اثر کرتے ہین

غیر کے سامنے یون ہوتے ہین شکوے مجھسے
دیکھکر دور سے دربان نے مجھے للکارا

تہک گئی نامہ اعمال کو لکہتے لکہتے
ابہی غیرون سے اشارون مین ہوئی ہین باتین

در و دیوار سے ہی شک مجھے آتا ہے
اُنسے پوچھے جو کوئی خاک مین ملتے ہین کہان

ایک تو نشۂ مے اُسپہ نشیلی آنکھین

رات دن ہائے جگر ہائے جگر کرتے ہین
گدگدی دل مین حسینون کے مگر کرتے ہین

دیکھتے ہین وہ اُدہر بات اِدہر کرتے ہین
نہ کہا یہہ کہ ٹھہر جاؤ خبر کرتے ہین

کیا فرشتون کا بُرا حال بشر کرتے ہین
دیکھتے دیکھتے آپ آنکھونمین گھر کرتے ہین

غور سے جب کسی جانب وہ نظر کرتے ہین
وہ اشارا طرفِ راہ گذر کرتے ہین

ہوش اُڑتے ہین جدہر کو وہ نظر کرتے ہین

عشق مین صبر و تحمل ہی کیا کرتے ہم
یہہ بہی کمبخت کسی وقت ضرر کرتے ہین
غیر کے قتل پہ پابند ہین یہہ بہانہ ہے فقط
کہینچ کر اور بہی پتلی وہ کمر کرتے ہین

حضرت داغ کو دلی کی ہوا خوب لگی
رات دن عیش ہی جلسون مین بسر کرتے ہین

عذر آنے مین بہی ہی اور بلاتے بہی نہین
باعث ترک ملاقات بتاتے بہی نہین
منتظر ہین دم رخصت کہ یہہ مرجائے تو جائین
پہر یہہ احسان کہ ہم چہوڑکے جاتے بہی نہین
سر اٹہاؤ تو سہی آنکہہ ملاؤ تو سہی
نشۂ مے بہی نہین نیند کی ماتے بہی نہین
کیا کہا پہر تو کہو ہم نہین سنتے تیری
نہین سنتے تو ہم ایسونکو سناتے بہی نہین
خوب پردہ ہی کہ چلمن سے لگے بیٹہے ہین
صاف چہپتے بہی نہین سامنے آتے بہی نہین
مجہسے لاغر تری آنکہونمین کہٹکتے تو رہے
تجہسے نازک مری نظرونمین سماتے بہی نہین
دیکہتے ہی مجہے محفل مین یہہ ارشاد ہوا
کون بیٹہا ہی اسے لوگ اٹہاتے بہی نہین
ہوچکا قطع تعلق تو جفائین کیون ہون
جنکو مطلب نہین رہتا وہ ستاتے بہی نہین

زیست سے تنگ ہو اے داغ تو کیون جیتے ہو
جان پیاری بہی نہین جان سے جاتے بہی نہین

چوٹ کہاتا دل حزین نہ کہین
درد ہوجائیگا کہین نہ کہین
کیا ملے گا کوئی حسین نہ کہین
جی بہل جائیگا کہین نہ کہین
ہی کدورت بہری ہوئی ہمین
آسمان پر بہی ہو زمین نہ کہین

حال پہلو بچا کے لکہا ہے — تاڑ جائے وہ نکتہ چین نہ کہین

یہہ تو کہیئے کہ رات کی باتین — آپ نے غیر سے کہین نہ کہین

جنکو حورین بیان کرتے ہین — خلد مین ہون یہی حسین نہ کہین

مجھکو گریان اُٹھا نہ محفل سے — بیٹھہ جائے ابہی زمین نہ کہین

کیون کہین تجھہ سے آرزوئین ہم — فائدہ کیا کہین کہین نہ کہین

لا اُسے جذب شوق تہم تہم کر — گر پڑے شوخ نازنین نہ کہین

نہ کرو امتحان مہر و وفا — آئے اِس جھوٹ پر یقین نہ کہین

موت اُسی آستان پہ آجائے — صرف سجدہ ہو پہر جبین نہ کہین

آپ کی گفتگو کا کیا کہنا — چار باتین بہی دلنشین نہ کہین

غیر دیتا ہے کیون مجھے ساغر — سانپ ہو زیر آستین نہ کہین

ہجر مین ہے خیال اسکا ہی — کسمسا جائے ہمنشین نہ کہین

قتل جسکا تمہین ہے مدنظر — وہ گنہگار ہون ہمین نہ کہین

وہ رکاوٹ اسے ہی سمجھین گے — دم رُکے وقت واپسین نہ کہین

دم بخشش بہی یون ترے مُنہہ سے — نکلے بیساختہ نہین نہ کہین

رشک یہہ بہی ہے صبر پر میرے — غیر کہہ بیٹھین آفرین نہ کہین

تیرے عاشق ہین کافر و دیندار — ایک ہو جائے کفر و دین نہ کہین

داغ پہر تاک جہانک کرتے ہین

اب گھر سے اب پہنسے کہین نہ کہین

ای فلک موردِ عتاب ہون مین
وصل سے خاک کامیاب ہون مین

تم مین یہہ وصف ہی کہ ہو بیداغ
مجھہ مین یہہ عیب بے حجاب ہون مین

دیکے خط کون انتظار کرے
اپنے قاصد کے ہمرکاب ہون مین

جب ملا رہنما تو یہہ جانا
رہروِ راہِ ناصواب ہون مین

کیون کسی زلف کی بلا مین پھنسون
کیون گرفتارِ پیچ و تاب ہون مین

کیون کسی چشمِ مست کو دیکھون
مفت آلودہ شراب ہون مین

داغ کیا خوفِ صرصرِ عصیان
خاک پائے ابو تراب رض ہون مین

مینے چاہا جو تمہین اسکا گنہگار تو ہون
مگر اتنا ہی سمجھہ لو کہ وفادار تو ہون

عمر بھر آپ نے مجھکو کبھی اچھا نہ کہا
خیر اچھا نہ سہی آپ کا بیمار تو ہون

یا خدا پرسشِ اعمال کا دیتا ہون جواب
بات کا ہوش کسے ہی ابہی ہشیار تو ہون

می و معشوق سے انکار نہین ای زاہد
عاشقِ زار تو ہون رندِ قدح خوار تو ہون

گو مرے پاس نہین غیرِ متاعِ کاسد
مین تماشائی انداز خریدار تو ہون

ابہی کیا جانے کوئی مجھکو تمہارا شیدا
کوئی دن اور بہی رسوا سرِ بازار تو ہون

گو مری وضع نہین یہ کہ ملون غیر سے مین
تابعِ حکم جفاکار و ستمگار تو ہون

کیا گذر جائے تجھے رات یونہین بے کھٹکے
بزم مین گل نسہی مین نسہی خار تو ہون

تاب نظارۂ انوار تجلی نہ سہی	میری ہمت ہی کہ مین طالب دیدار تو ہون

داغ

مرنے نہین دیتا مجھے رشک اغیار
ورنہ مرجاؤن ابہی جان سے بیزار تو ہون

ہم تو فریاد و فغان آہ و بکا کرتے ہین	جنسے کچھ ہو نہین سکتا وہ دعا کرتے ہین
خوف محشر سے وہ کب ترک جفا کرتے ہین	بہت اسطرح کے ہنگامے ہوا کرتے ہین
خوب خوشباش گذر اہل صفا کرتے ہین	نہ خفا ہوتے ہین ایسے نہ خفا کرتے ہین
ایک انداز سخن طرز شکایت ٹہری	ہم جدا کرتے ہین شکوے وہ جدا کرتے ہین
پوچہا ہی جو مزاج اپنا کوئی فرقت مین	منہہ سے اتنا ہی نکلتا ہی دعا کرتے ہین
کچہہ تعلق تو رہے شکوہ بیجا ہی سہی	نہ کیا تمنے گلا اسکا گلا کرتے ہین
یا الٰہی مرے دربان سے وہ پوچہے اگر	کون ہی کس سے ملاقات ہی کیا کرتے ہین
ہات سے قتل نہ وہ پانون سے پامال کرین	گہر ہی مین بیٹہے ہوئے حکم کیا کرتے ہین
ہم حسینون کی جو تعریف کرین کیا ضد ہے	وہ طرفداری ارباب وفا کرتے ہین
پرسش داور محشر سے ڈرین کیون عاشق	یہہ خطاوار تو بندے کی خطا کرتے ہین
تمکو بیمار محبت سے بہی عار آتی ہے	ہم تو اچھون کے لئے روز دعا کرتے ہین
اپنے کوچے مین نہ کیجے مری مٹی برباد	آپ ہی خاک اڑاتے ہین یہہ کیا کرتے ہین
دست مژگان کا اشارہ ہی کہ رسوا کیجے	نہین ہاتون سے وہ انگشت نما کرتے ہین
یہی ضد ہی کہ ہم قتل کرینگے تجھکو	وہ تو ہر بات مین اپنا ہی کہا کرتے ہین

انکو پروا نہیں کیوں دل کے خریدار نہیں / مفت کے قصہ ہی وہ مول لیا کرتے ہیں
آپ کے عشق میں جو مجھکو نہ کرنا تھا کیا / دیکھیے آپ مرے واسطے کیا کرتے ہیں
صبر کرنے کا ہمارے یہی ہی ہم انداز / آپ جسطرح سے پیمان وفا کرتے ہیں
سچ کہا تذکرہ غیر سے کیا حاصل ہی / اک تماشے کے لئے چھیڑ دیا کرتے ہیں
جان بلب جان کے مجھکو یہہ پیام آیا ہی / لو مبارک ہو کہ اب عہد وفا کرتے ہیں

داغ کا رشک سنا غیر سے اُسنے تو کہا
اُنکی تقدیر میں جلنا ہی جلا کرتے ہیں

ہم دل کی بات داور محشر سے کیا کہیں / یہہ راز کہہ کے اُس بت کافر سے کیا کہیں
آشوب حشر اُس بت خود سر سے کیا کہیں / محشر کا حال فتنۂ محشر سے کیا کہیں
گو اپنی ضد کے ایک ہو تم مان جاؤ گے / یہہ مانتا نہیں دل مضطر سے کیا کہیں
بنتی نہیں ہی بات مصیبت کہے بغیر / کہتے ہیں پھر کہ داور محشر سے کیا کہیں
ہی میکدہ میں قلقل مینا کی یہہ صدا / ساقی کے توڑ جوڑ کو ساغر سے کیا کہیں
سمجھے ہو تم کہ غیر کے شکوے ہیں ایکدو / یہہ داستان کم نہیں دفتر سے کیا کہیں
دلبر اشارہ فہم ہی دشمن نگاہ باز / ہم چُپکے چُپکے بھی دل مضطر سے کیا کہیں
لب تک اُمنڈ اُمنڈ کے تو آتی ہیں حسرتیں / چلتی نہیں زبان ترے ڈر سے کیا کہیں
تم اور کان رکھہ کے سنو بات غیر کی / مجبور ہو گئے ہیں مقدر سے کیا کہیں
دل کا فسانہ کس سے کہیں اوشب فراق / دیوار و در سے چرخ سے اختر سے کیا کہوں

کوئی کرے سوال تو کچھہ دیجیئے جواب
بت بنگئے جب آپ تو پتھر سے کیا کہین

سنتا ہے وقتِ ذبح یہہ کب اپنی بیکسی
قاتل سے کہہ ہی سکتے ہین خنجر سے کیا کہین

یہہ ہمکو ناگوار ہے وہ اُسکو ناگوار
دلبر سے کیا سنین دلِ مضطر سے کیا کہین

کہتے ہین وہ کہو تو سہی دل کا حال کچھہ
حیران ہم کھڑے ہین گھڑی بھر سے کیا کہین

دل مین ہمارے آپکی جو چبھہ گئی ہے بات
پیکان سے بڑھکے تیر ہے نشتر سے کیا کہین

نادان رہنماے رہِ شوق ہو گیا
منزل مین جو بلا ہے وہ رہبر سے کیا کہین

ہوتی صفاے دل تو بناتا نہ آئینہ
جوہر اِس آئینے کے سکندر سے کیا کہین

بے وجہ ان بتون کی خموشی نہین ہے **داغ**
کیا جانئے کل یہہ داورِ محشر سے کیا کہین

مجھے دل کی ایذا سے راحت نہین
پرائی مصیبت سے فرصت نہین

بہت دور ایسی قیامت نہین
مگر انکو وعدے کی عادت نہین

غمِ دو جہان بھی ہے کافی مجھے
مگر آدمی کو قناعت نہین

نظر کہائے جاتی ہے عشاق کی
حسینون کو دنیا مین راحت نہین

بڑی کشمکش مین ہے عہدِ وفا
کبھی ہے کبھی اُنکی نیت نہین

اُٹھا کر مری نعش اُسنے کہا
کوئی اِس سے بڑھکر مصیبت نہین

یہان منصفی حشر پر منحصر
وہان فیصلے کی ضرورت نہین

[illegible] تجربے مین دل سنگ سخت
کچھہ اپنے [illegible] الفت نہین

یہہ دل ہے یہہ حسرت یہہ ارمان ہے
مری جان حاضر مین حجت نہین

مزاج آپکا ہے مزاج آج کل
پرائی طبیعت طبیعت نہین

تری آرزو جنکو ہے اُنکو ہے
خدا کی قسم ہمکو حسرت نہین

بظاہر اُٹھانا مجھے بزم سے
اشارے سے کہنا اجازت نہین

ہوا توبہ مے سے مین جان بلب
عداوت ہے یہہ ترک عادت نہین

قیامت ہو یا دل ہو یا موت ہو
کوئی انمین رُکنے کی آفت نہین

دیا نامہ برنے یہہ آکر جواب
اُنہین بات کرنے کی فرصت نہین

زمین مین گڑا شرم عصیان سے مین
بچا تو کہ محشر مین تُربت نہین

قطعہ

کہا دل سے مینے اِسے یاد رکھہ
اُنہین تجھہ سے نفرت ہے الفت نہین

وہان بے نیازی ہے ہر شان مین
وہان خود نمائی سے فرصت نہین

وہ کیون وعدۂ وصل پورا کرین
یہہ اقرار ہے کوئی منت نہین

وہ کیون جذب دل سے ہون اندیشہ مند
محبت ہے کوئی کرامت نہین

وہ کیون سوزِ داغ جگر سے ڈرین
کہ یہہ آفتابِ قیامت نہین

وہ کیون چشم پرخون کی دیکھین بہار
یہہ رونا ہے باران رحمت نہین

وہ کیون سنکے پی جائین غیرون کی بات
یہہ ہین زہر کے گھونٹ شربت نہین

وہ کیون عشق ظاہر کو باور کرین
حقیقت مین کچھہ بھی حقیقت نہین

...ا پر رحم کہاں ہین	عدو کے مرض کی یہہ بشارت نہین
وہ یہ... اٹھا کر نگاہ	یہہ کیا بار ناز و نزاکت نہین
وہ کیون مول لین جنس دل کیا غرض	کہ اس شئے کی اُنکو ضرورت نہین
وہ کیون شکوۂ رنج فرقت سُنین	شکایت ہے یہہ کچھ حکایت نہین
وہ کیونکر نہ دین جہڑکیان گالیان	کہ عاشق مزاجون کی عزت نہین

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

دیا دل نے مایوس ہو کر جواب
نہین داغ اب کوئی حسرت نہین

رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مظہر نورِ دین مُعین الدین رح	آفتاب زمین مُعین الدین رح
خواجۂ خواجگان ہندستان	بے گمان بالیقین مُعین الدین رح
سرورِ انبیا رسُول اللہ	حامئِ مُسلمین مُعین الدین رح
مین ترے آستان کا خاک نشین	تو مرا دلنشین مُعین الدین رح
الّمدد والمدد کہ تیرے سوا	کوئی میرا نہین مُعین الدین رح
درِ فردوس پر ہو آپکا ہات	اور یہہ آستین مُعین الدین رح
وہ جہان ہے وہین ہے دل میرا	مین جہان ہون وہین مُعین الدین رح

داغ تیرا ہی دم بھرے جائے
تا دمِ واپسین مُعین الدّین رح

جو کہدلی ہو تو ہو بات کا یقین ہیئے یقین	کہا نفسے ہان ہیے پھر مہربان نہین سنے نہین

تری گلی کے مقابل جو لائین جنت کو ۔ مکان مکانے کرے روکشی مکین سے مکین

علاج اور نہین کوئی خوش نصیبی کا ۔ نصیب ہو تو ملون غیر کی جبین سے جبین

ہمارے دل پہ محبت کا نقش کندہ ہے ۔ ملا سکے نہ سلیمان بھی اس نگین سے نگین

تمہارے سامنے یہہ آئینے کی صورت ہے ۔ کہ جسطرح سے کرے لاگ ہر حسین سے حسین

وہ کیون بلائین مجھے اپنی بزم عشرت مین ۔ غرض کسے جو کوئی منفعت ہو حزین سے حزین

صفاے دل ہو تو ہو پیدا ر کیون تقریر ۔ یہہ باتین آپ کی ہمنے چنان جبین سے جبین

درِ صنم سے گیا منہہ اٹھا کے کعبے کو ۔ اڑا کے لیگئی وحشت مجھے کہین سے کہین

پڑا ہے تفرقہ کیا دِل مین اور دلبر مین ۔ ہزارون کوس ہو گر ہو بہت قرین سے قرین

نشانہ دِل کو بناتے ہی لی جگر کی خبر ۔ نگہہ کے تیر کو چلنا پڑا یہین سے یہین

غزل مین **داغ** کی مضمون ہین خاکساری کے
نہین ہے پست اِن اشعار کی زمین سے زمین

اڑائی خاک تری جستجو مین ہر کہین برسون ۔ پھری ہے آسمان بنکر مرے سر پہ زمین برسون

نہ آیا ہے نہ آئے انکے وعدے کا یقین برسون ۔ یونہین ہے آجکل سے یون گر ملتے نہین برسون

بڑا ہو جذبۂ دل کا اُسے کیون کھینچ لایا تھا ۔ کہ آنکھو نسے دبائے ہمنے پائے نازنین برسون

کسی کو جی مین جب ہم اچھی صورت دیکھہ لیتے ہین ۔ لگی رہتی ہے اپنے دم قدم سے وہ مین برسون

نہ آنکھونکا اجارہ ہے نہ دِل کا زور ہے اُنپر ۔ وہ خود مختار ہین ٹھیرین کہین دم بھر کہین برسون

ہوا ہے جان کا خواہان کوئی اب رہ نہین سکتی ۔ رہے تیری امانت کے الٰہی ہم امین برسون

کسی خستہ شہیدوں کے پاؤن پر گرا تہا سر اگر ان
مثال بادچی ساتہہ قسمت کے جبین برسون

تو بیٹہے شمشیرِ قاتل اس خوشی سے جان دی
لب دشمن سے بہی نکلی صدا آفرین برسون

نہین تہا تو بہی تہا وہ بیوفا آغوش دشمن مین
کہ پہر بہی [illegible] اسے رکہا وہین برسون

جنون کو بہی تو بیسامان نہین دیکہا گیا مجہسے
رہی ہے دست وحشت مین ہماری آستین برسون

یہین جینا یہین سہنا یہین مرنا یہین بہرنا
یہی ہے رہی عمر بہر گزرینگے یہین برسون

کسی نازک بدن کی ایکدن خوشبو جو سونگہی تہی
اسی حسرت مین سونگہا کئے عطر یاسمین برسون

مرے آنسو مگر کیون نہ نکلین دیدہ تر سے
کہ آنکہون مین پہری ہے ہر آگو جہ کی زمین برسون

تڑپتے جسنے دیکہا اس دل بیتاب کو ہم نے
رہا ہے ہول دل مین مبتلا وہ ہمنشین برسون

صفائی اسکو کہتے ہین اسی پر ناز ہے تمکو
کدورت بیٹہہ کر دل سے نکلتی ہی نہین برسون

مجہے رکہا ہے ایسا زندہ در گور اسکی فرقت نے
زمین پر [illegible] رہا گو یار یا زیر زمین برسون

خدا کی شان اب تم داغ کی صورت سے بیزار ہو
وہی دلسوز ہے جو رہ چکا ہے دلنشین برسون

حال دل تجہسے دل آزار کہون یا نہ کہون
خوف ہے مانع اظہار کہون یا نہ کہون

نام ظالم کا جب آتا ہے بگڑ جاتے ہو
آسمان کو بہی ستمگار کہون یا نہ کہون

آخر انسان ہون مین صبر و تحمل کب تک
سیکڑون سنکے ہی دو چار کہون یا نہ کہون

بات کیون سنکے ہو منہہ پر مرے مطلب کیا ہے
باعث رنجش و تکرار کہون یا نہ کہون

تم سنو یا نہ سنو اس سے تو کچہہ بحث نہین
جو ہے کہنا مجہے سو بار کہون یا نہ کہون

مجھ سے قاصد نے کہا سنکے زبانی پیغام
یہی کہنا تو ہے دشوار کہوں یا نکہوں

کہہ چکے غیر تو افسانے سب اپنے اپنے
مجھکو کیا حکم ہے سرکار کہوں یا نکہوں

فکر ہے سوچ ہے تشویش ہے کیا کیا کچھ ہے
دل سے بھی عشق کے اسرار کہوں یا نکہوں

آپ کا حال جو غیروں نے کہا ہے مجھ سے
ہیں مرے کان گنہگار کہوں یا نکہوں

نہیں چھپتی نہیں چھپتی نہیں چھپتی الفت
سب کہے دیتے ہیں آثار کہوں یا نکہوں

داغ ہے نام مرا برق طبیعت میری
گرم اس طرح کے اشعار کہوں یا نکہوں

مقتضائے وقت کا پابند ہر حالت میں ہوں
میں زمیں میں پستی میں ہوں تو آسمان رفعت میں ہوں

ایک میں دل کے نہونے سے ہزار آفت میں ہوں
غم میں غم ماتم میں ہم حیرت میں ہم حسرت میں ہوں

ہوش جب آیا تو یہ جانو قیامت آگئی
زندگی میری جبھی تک ہے کہ میں غفلت میں ہوں

کیوں ہوا جاتا ہے دل پران بتوں کا اختیار
میں تو یا اللہ تیرے قبضۂ قدرت میں ہوں

جلوۂ دیدار کو ہے خود نمائی سے غرض
اور میں کمبخت بیخود شوق کی حالت میں ہوں

پند گو تیری سنوں کیا اس ہجوم شوق میں
چھیڑنا یہ تذکرہ اسوقت جب فرصت میں ہوں

ہیں زمانہ میں ہزاروں چاہنے والے مرے
آپکا بندہ ہوں جبتک آپکی خدمت میں ہوں

خاردامنگیر ہیں اہل وطن سے بھی سوا
میں غریب اہل وحشت وادئ غربت میں ہوں

وجہ تسکین ہو گیا فرقت میں آخر اضطراب
اب تڑپنے کی نہیں طاقت بڑی راحت میں ہوں

چارہ گر اس زندگی سے موت بہتر ہے مجھے
اب اگر اچھا بھی ہوں میں تو بڑی ذلت میں ہوں

شاد میرا قدردان احباب میرے مہربان
مین دکن مین جب سے ہون ای داغ اک جنت مین ہون

زلفین رخسار پر نہ آئین کیون
اُنکے پیچھے پڑین بلائین کیون

غیر باتون مین زہر اُگلتا ہر
اُسکی جھوٹی مجھے پلائین کیون

اپنی عادت نہین بڑہا غم عشق
ہم بڑہا کر تجھے گھٹائین کیون

بدگمان ہون جب امتحان کے بعد
پھر کسیکو وہ آزمائین کیون

جھوٹی قسمین بہت ہین کہانیکو
میرے مرنیکا غم وہ کہائین کیون

مست و بیخود رہے زمانے مین
دیکھے اچھی بُری ہوائین کیون

مے اگر تیز ہے تو اے ساقی
آگ پانی مین ہم لگائین کیون

جب تڑپتا ہر کوئی کہتے ہین
برچھیان بنگئین ادائین کیون

آج غیرون کے شکوے ہوتے ہین
آپ ایسون کو مُنہ لگائین کیون

جان پر کیا بنی کہو تو سہی
داغ پُر درد ہین صدائین کیون

دُور ہی دُور سے اقرار ہوا کرتے ہین
کچھہ اشارے سر دیوار ہوا کرتے ہین

مر مٹے ہم تو فقط نام ہی اُسکا سنکر
دیکھکر جنس خریدار ہوا کرتے ہین

دو دو دل سلسلۂ عشق بنا ہی تو کیا
کہین معشوق گرفتار ہوا کرتے ہین

آپ کی بزم محبت کی عدالت ٹھیری
روز دو چار کے اظہار ہوا کرتے ہین

وہ نمائین گے مری مین یہہ مانونگا کبھی
حسبِ عادت یونہین انکار ہوا کرتے ہین

بادہ کش معصیتِ شب سے بری خوب ہوئے
کچھ یونہین صبحکو ہشیار ہوا کرتے ہین

کوئی سنتا بھی ہی یہہ پند و نصیحت ناصح
آپ کیون کہکے گنہگار ہوا کرتے ہین

بوسہ دیجیے لعلِ نمکین کا مجھکو
جان نثار آپ سے نمکخوار ہوا کرتے ہین

مین برا اور طبیعت مری اچھی کیا خوب
منتخب کیون مرے اشعار ہوا کرتے ہین

جھانکتے ہی نظر آتے ہین تری آنکھون سے
لڑنے مرنے کو جو تیار ہوا کرتے ہین

چشمِ بیمار کے دیکھے سے ہوئی یہہ صحت
جو ہین اچھے وہی بیمار ہوا کرتے ہین

تیغ بھاری ہی وہ نازک ہین مری عمر دراز
مشورے قتل کے ہر بار ہوا کرتے ہین

داغ نے خطِ غلامی جو دیا فرمایا
ایسے ہی لوگ وفادار ہوا کرتے ہین

دیکھین تو کیسے فتنے ہین نیچی نگاہ مین
آئینہ رکھدے کاش کوئی انکی راہ مین

دیکھو پڑا ہو دل گمِ گشتہ راہ مین
میری نگاہ مین نہ تمہاری نگاہ مین

امیدوارِ رحمتِ باری ہون اسقدر
ہوتا ہون مین شریک پرائے گناہ مین

کس فتنہ گر کی چال نے بیتاب کردیا
نقشِ قدم بھی لوٹتے پھرتے ہین راہ مین

وہ شوقِ وصل و رنگِ تمنا ہی مٹ گیا
عاشق کو دل لگی کا مزا کیا نباہ مین

یوسف غلام جنکے بکے جائے ننگ ہی
سارے ہی قافلہ کو ڈبونا تہا چاہ مین

تقدیر کو جب آگ لگاتا ہی سوزِ عشق
ہوتی ہی روشنی مرے بختِ سیاہ مین

پھینکے جو کاٹ کر کسی لاغر کے ہات پانون — کانٹے بچھائے آپ نے دشمن کی راہ مین
ہوتی ہے دیکھنے کے لئے آنکھہ مین نگاہ — دیکھو تمہاری آنکھہ ہے میری نگاہ مین
کرتے ہین یون بگڑ کے مرے باب مین سوال — جرأت جواب کی نہین رہتی گواہ مین
محشر مین کس طرف سے یہہ آنے لگی صدا — آنا ہو جسکو آئے ہماری پناہ مین
دل ہی کہین جمے تو ہمارا قدم جمے — اک پانون بتکدہ مین تو اک خانقاہ مین
جو پیچ پڑ گئے تھے وہ سارے نکل گئے — اب گفتگو رہی مری اُنکی نباہ مین
ہنگام شکوہ خوف اٹھانے سے فائدہ — تم خود ہی بیٹھہ جاؤ دل دادخواہ مین
ہم دوسرے کو دیکھہ نہین سکتے اُنکے پاس — کیا آگیا ہے فرق ہماری نگاہ مین
بجلی گری کہ آہ پڑی بادہ خوار کی — ہلچل پڑی ہوئی ہے عجب خانقاہ مین
کیا سب کا خون گردن قاتل ہی پر رہا — اک بوند بھی لہو کی نہین قتلگاہ مین

کیون **داغ** دہلوی کی زبان مستند نہو
پیدا کیا خدا نے اُسے تختگاہ مین

خواب راحت سے وہ بیدار ہوئے ہین کہ نہین — فتنۂ حشر کے آثار ہوئے ہین کہ نہین
ہم سے جب وعدہ کیا تھا وہ بہت کمسن تھے — دیکھیے قایل انکار ہوئے ہین کہ نہین
اب ہے عنقا مرض عشق و محبت کی دوا — کبھی پہلے بھی یہہ آزار ہوئے ہین کہ نہین
شاہد حال ترے دیدہ و دل ہین میرے — ان گواہونکے بھی اظہار ہوئے ہین کہ نہین
بوسۂ غیر نے کیا داغ لگائے دیکھو — نیلگون چاند سے رخسار ہوئے ہین کہ نہین

تیرے جلوہ نے دو رنگی سے کیا ہی یکرنگ / متفق کافر و دیندار ہوئے ہین کہ نہین

گہر سے نکلین نہ کبہی پوچہہ نہ لین وہ جبتک / جمع دس بیس خریدار ہوئے ہین کہ نہین

وعدہ مہر و وفا یہہ تو ہی معمولی بات / ہمسے کچہہ اور بہی اقرار ہوئے ہین کہ نہین

اب جو تو مجہکو پہنساتا ہی بتا ای صیاد / کچہہ رہا اگلے گرفتار ہوئے ہین کہ نہین

بادہ عشق مین سرشار جو ہین ای واعظ / ایسے میخوار گنہگار ہوئے ہین کہ نہین

آہ لب پر مرے آئی تو قیامت آئی / وہ بہی ہشیار خبردار ہوئے ہین کہ نہین

میری آنکہون سے ذرا جانچیئے اپنی قیمت / آپ ہی اپنے خریدار ہوئے ہین کہ نہین

داغ اس فکر مین دن رات گہلا جاتا ہے / مجہہ سے راضی مرے سرکار ہوئے ہین کہ نہین

چہین کر دل بت خودکام لئے جاتے ہین / لوٹ کر راحت و آرام لئے جاتے ہین

نظر آتا ہون نہ اُس بزم سے اُٹہہ سکتا ہُون / ناتوانی سے بڑے کام لئے جاتے ہین

مر گیا کون شب وصل کی اُمید مین آج / کسکا تابوت سر شام لئے جاتے ہین

گرچہ دیتے ہین زبان سے وہ شکایت کا جواب / دل مین کیا کیا دم الزام لئے جاتے ہین

نامہ بر ایک بہی سچا نہین دیکہا ہمنے / سیکڑون مفت کے انعام لئے جاتے ہین

شکوہ مہر و وفا کس نے کہا کس سے سُنا / پہر وہی آپ مرا نام لئے جاتے ہین

جب تصور مین کوئی پردہ نشین ہوتا ہی / دل سے آنکہونکے بہت کام لئے جاتے ہین

عشق کرتا ہی مرے دل کی صفائی کیا کیا / ایسے جہان سے بہی کام لئے جاتے ہین

مول جنت کا ہوا نقد عبادت زاہد
ہر کہیں مال کہیں دام لیے جاتے ہین

دل نے جو ہم سے کہا ہے وہ ادا کرتا ہے
اپنا ہم آپ ہی پیغام لیے جاتے ہین

کیا مزا ہے کہ شکایت مین مزا آتا ہے
خود وہ الزام پر الزام لیے جاتے ہین

میکشو حضرت زاہد کی تلاشی لینا
کہ چھپائے ہوئے وہ جام لیے جاتے ہین

پہلے تو ایسے وفادار کو آزاد کیا
مول اب **داغ** کے ہمنام لیے جاتے ہین

صاف کب امتحان لیتے ہین
وہ تو دم دیکے جان لیتے ہین

یون ہی منظور تھا نہ ویرانی
مول غیر امکان لیتے ہین

تم تغافل کرو رقیبون سے
جاننے والے جان لیتے ہین

پھر نہ آنا اگر کوئی بھیجے
نامہ بر سے زبان لیتے ہین

اب بھی گر پڑکے ضعف سے نالے
ساتوان آسمان لیتے ہین

تیرے خنجر سے بھی تو اے قاتل
نوک کی نوجوان لیتے ہین

اپنے بسمل کا سر ہے زانو پر
کس محبت سے جان لیتے ہین

یہہ سنا ہے مرے لیے تلوار
اک مرے مہربان لیتے ہین

یہہ نہ کہہ ہمسے تیرے منہہ مین خاک
اسمین تیری زبان لیتے ہین

کون جاتا ہے اس گلی مین جسے
دور سے پاسبان لیتے ہین

منزل شوق طی نہین ہوتی
تھکیان ناتوان لیتے ہین

کر گذرتے ہین ہو بری کہ بھلی
دل مین جو کچھہ وہ ٹھان لیتے ہین

وہ جھگڑتے ہین جب رقیبون سے
بیچ مین مجھکو سان لیتے ہین

ضد ہر اک بات مین نہین اچھی
دوست کی دوست مان لیتے ہین

مستعد ہوکے یہہ کہو تو سہی
آیئے امتحان لیتے ہین

داغ ہی ہی عجیب سحر بیان
بات جسکی وہ مان لیتے ہین

نادان ہی دوست کچھہ خبر نیک و بد نہین
مجھہ بیگناہ پر یہہ ستم جسکی حد نہین

یہہ کیا کہا کہ غیر کو تجھہ سے حسد نہین
بیجا وہ تم گواہ تو اسکی سند نہین

بندونکو آسرا ہی فقط اُسکی ذات کا
اللہ کی مدد سے زیادہ مدد نہین

تجھسا ہی بلکہ تجھسے بہی اچھا ملیگا اور
تو اس صنمکدہ مین صنم ہی صمد نہین

ہمکو ملے تو لطف رہے احباب خضر
گردش زدونکو لذت عمر ابد نہین

ہم کس شمار مین رہے ہوکر خمیدہ پشت
یہہ حرف ہمزہ وہ ہی کہ جسکا عدد نہین

کیا دیکھکر نہال ہون شمشاد و سرو کو
وہ بانکپن وہ چال وہ بوٹا سا قد نہین

بچ بچکے میری قبر سے چلتا ہی کیون عدو
عشرت سرائے خلد ہی کنج لحد نہین

کیا فرض ہی کہ ہو نبی آدم ہی مین رقیب
شیطان روسیاہ بہی تو لاولد نہین

وہ دل کہان کہ تیری محبت ہو دلنشین
کوئی بہی ایسی روح کے قابل جسد نہین

خون جگر کہان صف مژگان کے واسطے
افسوس ایسی فوج کو ملتی رسد نہین

دشمن کو چار چاند لگے ہین تو کیا کرین
ہمکو کسی سے کینہ و بغض و حسد نہین

کیونکر رہے ہمیشہ طبیعت کا ایک حال
وہ بحر پھر ہی خاک اگر جزر و مد نہین

وہ امتحان کرین تو سہی سوزِ عشق کا
ای داغ داغِ دل سے زیادہ سند نہین

دِل گیا تمنے لیا ہم کیا کرین
جانے والی چیز کا غم کیا کرین

مر کر بھی ہم نے پائی شفا
ایسے اچھّے کا وہ ماتم کیا کرین

اپنے ہی غم سے نہین ملتی نجات
اِس بنا پر فکرِ عالم کیا کرین

ایک ساغر پر ہے اپنی زندگی
رفتہ رفتہ اس سے بھی کم کیا کرین

کر چکے سب اپنی اپنی حکمتین
دم نکلتا ہو تو ہمدم کیا کرین

دل نے سیکھا شیوۂ بیگانگی
ایسے نامحرم کو محرم کیا کرین

معرکہ ہر آج حسن و عشق کا
دیکھیے وہ کیا کرین ہم کیا کرین

آئینہ ہر اور وہ ہین دیکھیے
فیصلہ دونون بہم باہم کیا کرین

آدمی ہونا بہت دشوار ہر
پھر فرشتے حرص آدم کیا کرین

تند خو ہے کب سنے وہ دلکی بات
اور بھی برہم کو برہم کیا کرین

حیدرآباد اور لنگر یاد ہر
اب کے دِلّی مین محرّم کیا کرین

کہتے ہین اہل سفارش مجھسے داغ
تیری قسمت ہر بُری ہم کیا کرین

تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہین
تجھے ہر بہانے سے ہم دیکھتے ہین

ہماری طرف اب وہ کم دیکھتے ہین
وہ نظرین نہین جنکو ہم دیکھتے ہین

زمانے کے کیا کیا ستم دیکھتے ہین
ہمین جانتے ہین جو ہم دیکھتے ہین

پھرے بتکدے سے تو اے اہل کعبہ
پھر آکر تمہارے قدم دیکھتے ہین

ہمین چشم بینا دکھاتی ہی سب کچھ
وہ اندھے ہین جو جامِ جم دیکھتے ہین

نہ ایمائے خواہش نہ اظہار مطلب
مرے مُنھہ کو اہل کرم دیکھتے ہین

کبھی توڑتے ہین وہ خنجر کو اپنے
کبھی نبض بسمل مین دم دیکھتے ہین

غنیمت ہی چشمِ تغافل بھی اُنکی
بہت دیکھتے ہین جو کم دیکھتے ہین

غرض کیا کہ سمجھین مرے خط کا مضمون
وہ عنوان و طرزِ رقم دیکھتے ہین

سلامت رہے دل بُرا ہی کہ اچھا
ہزارون مین یہہ ایک دم دیکھتے ہین

رہا کون محفل مین اب آنے والا
وہ چارون طرف دمبدم دیکھتے ہین

اُدھر شرم حایل ادھر خوف مانع
نہ وہ دیکھتے ہین نہ ہم دیکھتے ہین

اُنھین کیون نہو دلربائی سے نفرت
کہ ہر دل مین وہ غمِ اَلَم دیکھتے ہین

جوابِ خطِ شوق لکھتا ہی مشکل
وہ گھڑیون شگافِ قلم دیکھتے ہین

نگہبان سے بھی کیا ہوئی بدگمانی
اب اُسکو ترے ساتھہ کم دیکھتے ہین

ہمین **داغ** کیا کم ہی یہہ سرفرازی
کہ شاہِ دکن کے قدم دیکھتے ہین

دل مفت لو ہی گر نہ دون وہ یہہ کہے مین یون کہون
اسکے سوا ہی سوچ لون وہ یہہ کہے مین یون کہون

وصف لب عیسی کرون تقریر سحر آگین سنون
ہو فرق اعجاز و فسون وہ یہہ کہے مین یون کہون

انعام ہے چاخط رسان تو مین سناون گالیان
اُسکو طمع مجھکو جنون وہ یہہ کہے مین یون کہون

دشمن کے طعنے جب سنون کیونکر نہ مین دشنام دون
بہجائیگا دریاے خون وہ یہہ کہے مین یون کہون

ناصح سے وقت گفتگو کیا کیا ہوئی ہے رد و بد
بہتر ہے یہہ بدتر ہے یون وہ یہہ کہے مین یون کہون

جو یہہ کہے اچھا ہے تو اُس سے کہون چھوٹا ہے تو
کیونکر نہو حالت زبون وہ یہہ کہے مین یون کہون

دیکھا جو اندازِ صبا لائی خبر دل نے کہا
مین منکر فال و شگون وہ یہہ کہے مین یون کہون

کرتا ہے واعظ ہجو می کہتا ہون مین ہے خوب شے
کیونکر نہو حجت فزون وہ یہہ کہے مین یون کہون

کہتا ہے ناصح کر دوا مجھکو طپش مین ہے مزا
کسطرح دلکو ہو سکون وہ یہہ کہے مین یون کہون

کیا دیکھیے ہو وقت پر قاصد چلا ہے سو چکر
وہ یہہ کہے مین یون کہون وہ یہہ کہے مین یون کہون

وہ چاہتا ہے فصل ہو مین چاہتا ہون وصل ہو
اے داغ کس آفت مین ہون وہ یہہ کہے مین یون کہون

ہزار رنج و مصیبت کے دن گذارے ہین
کبھی جو لڑ گئی قسمت تو وارے نیارے ہین

خدا کی شان کریمی کا پوچھنا کیا ہے
غضب تو یہہ ہے گنہگار ہم تمہارے ہین

ازل سے سوختۂ قسمت رہے ہے عاشق
ستارے اُنکے نصیبون کے کیا شرارے ہین

گلہ کیا جو رقیبون کا اُسنے فرمایا
تمہارے دوست ہی سب مدعی ہمارے ہین

بُرا نہ جان حسینون کو مان اے واعظ
خدا گواہ یہہ بندے خدا کے پیارے ہین

تمہاری چشم فسون ساز سے نہین شکوہ
ہمین ہے خوب خبر جنکے یہہ اشارے ہین

بگڑ گئی ہے طبیعت بدل چکا ہے مزاج
نہ تم ہمارے ہوا سے نہ ہم تمہارے ہین

وفا کرو کہ جفا اختیار ہے تمکو
برے ہین یا ہین بھلے جیسے ہین تمہارے ہین

کھلے نہ باب اجابت تو کیا کرے کوئی
بہت دعا نے پکارا ہے ہاتھہ مارے ہین

بھٹکتی پھرتی ہین آہین تباہ ہین نالے
رفیق دل کے سہارے بے سہارے ہین

ہمارے دل کو اگر لوٹ لو تو ہم جانین
کہ تمنے ایک زمانہ کے مال مارے ہین

تری ادا جو قضا ہو تو کچھہ نہین پروا
ڈرین گے موت سے کیا دل جو کرارے ہین

زمین پہ شک مہ و مہر ہین حسین لاکھون
فلک پہ دو ہی تو چمکے ہوئے ستارے ہین

داغ

وہ تندخو ہے تو ہو کچھہ نہین پروا
مزاج بگڑے ہوئے سیکڑون سنوارے ہین

یہ لطف زہد و رندی ہے کہ ہر فرقہ مین داخل ہون
کوئی دن ان مین شامل ہون کوئی دن انجمن مین شامل ہون

وہ مین اس بزم ہستی مین عزیز اہل محفل ہون
ہزارون جان کی اک جان لاکھون مین اک دل ہون

مزا ہے تجھہ مین کیا اے سوز الفت واہ قائل ہون
جگر ہی لوٹتا ہے اس تمنا مین کہ مین دل ہون

ضعیفی پر شباب خضر کی کیا رحم آتا ہے
وہ جس منزل مین ہین مین انسے آگے چند منزل ہون

برابر کا نہ ہو کوئی تو لطف خودنمائی کیا
وہ کہتا ہے کہ کیونکر آپ اپنے سے مقابل ہون

چھپایا تھا بہت کمبخت کو دزدیدہ نظرون سے
پکار اٹھا مرے پہلو مین لو حاضر ہون مین دل ہون

ترے لب پر زبان پہ تیری میرا نام کیون آئے
اسے بھی عار آتی ہے کہ کیون جھوٹون مین شامل ہون

سکون دل ترا ہے میری بیقراری اس سے بھی بدتر
ٹھہرنے کیلئے حسرت تڑپنے کے لئے دل ہون

نگاہ شوق نے کی عرض حاجت وہ بھی ڈر ڈر کر
کبھی مانگا نہین اپنی زبان سے مین وہ سایل ہون

زمانہ کیا ستایگا فلک آزار کیا دیگا
مصیبت اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ بیدل ہون

مجھے ساری بلائین ہجر کی شب دیکھنی ہونگی
جگا دے لیکے چٹکی درد دل جسوقت غافل ہون

نکر اے چارہ گر ناحق کا صرفہ زہر دینے مین
جو مرنیکے نہین قابل تو کیا جینے کے قابل ہون

کہین میری روانی ہے کہین افتادگی میری
کہین مین آب دریا ہون کہین مین خاک ساحل ہون

وہان ہے زاہد ایسے آدمی کی کیا بسر ہوگی
نہ جنت میرے قابل ہے نہ مین جنت کے قابل ہون

کرے تو پابجولان اپنے ہاتون سے جو وحشی کو
جنون کو بھی یہہ سودا ہو کہ پابند سلاسل ہون

ترا کوچہ اگر فردوس ہے تجھکو مبارک ہو
مجھے کیا فائدہ کیون جیتے جی جنت مین داخل ہون

محبت اور پھر میری محبت چھپ سکے کیونکر
وہان اثبات پر اثبات ہے مین دل مین قایل ہون

خدا کی مہر ہے شاہ دکن کی قدردانی ہے
کہ مین آرام سے خوشحال ہون اے **داغ** خوشدل ہون

جہان ہون جسجگہ ہون ہمدم اصحاب کامل ہون
نظر آنکھون مین ہون منہہ مین زبان ہون سینہ مین دل ہون

کھٹکتا ہون ہر اک کو کیا شریک اہل محفل ہون
کہان بیٹھون کہان اٹھون الٰہی کسکے شامل ہون

جسے مین راہ پر لاؤن مجھے وہ راہ پر لائے
کہین مین ہادی منزل کہین گم کردہ منزل ہون

جو تو ہے خود نما تو مین بھی ہون آئینہ عرفان
مخاطب سے مخاطب ہون مقابل سے مقابل ہون

پتے کی کہہ رہا ہون سچی سچی بیخودی مین بھی
عجب مجذوب سالک ہون عجب ہشیار غافل ہون

محبت کی نشانی دفتر عالم مین ہی مجھسے
نہ کوئی مدزاید ہون نہ کوئی حرف باطل ہون

خدا نے خیر کرلی بچگئی وہ زبان سے عزت
یہی کہنا پڑا کچھہ مانگنے آیا ہون سایل ہون

ذرا سے ضبط غم پر یہہ شکایت ہونے لگتی ہی
مجھے جسطرح چاہے رکھہ ترا قیدی ترا دل ہون

نہ روکے سے رُکے وہ چلتے چلتے کہہ گئی یہہ بہی
ٹہر جاؤن جو ٹہرانے سے کیا مین آپکا دل ہون

کبھی جینے کی تدبیرین کبھی مرنیکے سامان ہین
کبھی اپنا مسیحا ہون کبھی مین اپنا قاتل ہون

کیا اقرار جرم عشق اُنکے شاد کرنیکو
اب آفت آگئی اپنی زبان سے آپ قائل ہون

کہان کی دادخواہی حشر مین بہہ جب کہا اُسنے
ترا جی چاہتا ہی مین گنہگارون مین داخل ہون

اِسیکو اتحاد عاشق و معشوق کہتے ہین
پکار اُٹھتا ہی خود مجنون کہ مین لیلاے محمل ہون

زمین سے آسمان تک چہانتے ہین جاننے والے
مجھے دیکھو کہ مین اپنے کئے سے آپ غافل ہون

بنا جاتا ہی ششدر بھی تو مقتل کیا تماشا ہی
ہر اک کو آرزو ہی کشتۂ انداز قاتل ہون

چُراتا ہون نگاہ یاس حسرت ورنہ اے قاتل
تجھے بہی اک اِشارے مین لٹا دون مین وہ بسمل ہون

خدا جانے فلک کو داغ مجھسے کیون عداوت ہے
کسی فن مین نہ لایق ہون نہ فایق ہون نہ کامل ہون

جل کے ٹھنڈے ہوئے ترے غم مین
ہمکو جنت ملی جہنم مین

کچھہ ترا شوق کچھہ تری حسرت
اور رکھا ہی کیا ہی اب ہم مین

عرق آلودہ رُخ ترا شب وصل
غرق ہے آفتاب شبنم مین

کیا اِسی ناز کی پہ دعوی ہی
آپ پہرتے ہین چشم عالم مین

چل گئی چال آپ کی ہمپر
سیدہے سادے تہے آگئے دم مین

ہوگیا عید اُن کو میرا سوگ
قہقہے اُڑ رہے ہین ماتم مین

رُوسیاہی گئی نہ اے زاہد
ڈوب مرنا تہا چاہِ زمزم مین

بزم دشمن مین کسطرح مرتا
موت آتی نہین جہنم مین

دل کی قیمت بہت ہے نیم نگاہ
یہہ تو آئیگا اِس سے بہی کم مین

دل کو آشفتگی نے کیون گہیرا
یہہ بہی ہو جمع زلف برہم مین

جبسے دیکہی ہے ہمنے تیری پلک
پڑگیا بال چشم پُرنم مین

اب عنایت ہے کیون خدا کے لئے
کون سی بات بڑہ گئی ہم مین

داغ کو وہ جلا کے کہتے ہین
ہمنے روشن کیا ہے عالم مین

شکر ہی ٹہیرا شکایت مین کرون تو کیا کرون
بات کرنی ہے قیامت مین کرون تو کیا کرون

کردیا مجبور اِس عاشق مزاجی نے مجہے
آہی جاتی ہے طبیعت مین کرون تو کیا کرون

جتنی باتین کام کی تہین کرگئے سب اہلِ عشق
تو گرفتارِ محبت مین کرون تو کیا کرون

التجائین جسقدر تہین اُس بت کافر سے کین
اب خدا سے عرضِ حاجت مین کرون تو کیا کرون

انکو عادت جور کی ہے وہ کرین تو کیا کرین
ترکِ عادت ہے عداوت مین کرون تو کیا کرون

پا برہنہ دشت ویران دُور منزل راہ سخت
تو بتا اے شامِ غربت مین کرون تو کیا کرون

دل تو ہے اُنکی نظر مین کیا بہانہ چل سکے
دوستو حاضر مین حجت مین کرون تو کیا کرون

میرے لاشہ پر کہا کیا بیوفا یہہ شخص تہا
بے مروت سے مروت مین کرون تو کیا کرون

یہہ کسی نے سچ کہا ہی بندگی بیچارگی
شکوۂ آزار قسمت مین کرون تو کیا کرون

مجہہ سے فرماتے ہین وہ یہہ تو خدا کا کام ہی
تیری تسکین طبیعت مین کرون تو کیا کرون

ہوش ہی جاتے رہین تو آدمی کیا کر سکے
دیکہہ لون جب اچہی صورت مین کرون تو کیا کرون

دل سے وہ کافر صنم نکلے تو سب کچہہ ہو قبول
جاکے مسجد مین عبادت مین کرون تو کیا کرون

دل نے کی ہی جو خطا اپنے کئے کو پائیگا
ایسے مجرم کی شفاعت مین کرون تو کیا کرون

ضبط غم ہی ناصح مشفق کیا دو چار دن
اور اے حضرت سلامت مین کرون تو کیا کرون

کر دیا شاہِ دکن نے **داغ** مستغنی مجہے
آرزوئے جاہ و دولت مین کرون تو کیا کرون

اِس اَدا سے وہ جفا کرتے ہین
کوئی جانے کہ وفا کرتے ہین

یون وفا عہد وفا کرتے ہین
آپ کیا کہتے ہین کیا کرتے ہین

ہمکو چہیڑوگے تو پچتاؤگے
ہنسنے والون سے ہنسا کرتے ہین

نامہ بر تجہکو سلیقہ ہی نہین
کام باتون مین بنا کرتے ہین

چلئے عاشق کا جنازہ اُٹہا
آپ بیٹہے ہوئے کیا کرتے ہین

یہہ بتاتا نہین کوئی مجہکو
دِل جو آتا ہی تو کیا کرتے ہین

حسن کا حق نہین رہتا باقی
ہر اَدا مین وہ ادا کرتے ہین

تیر آخر بدل کافر ہے
ہم اخیر آج دعا کرتے ہین

کسقدر ہین تری آنکھین بیباک
اِسنے فتنے بہی حیا کرتے ہین

رُوتے ہین غیر کا رُونا پہروں
یہہ ہنسی مجھہ سے ہنسا کرتے ہین

اِس لئے دل کو لگا رکھا ہی
اِس مین محبُوب رہا کرتے ہین

تمُ ملوگے نہ وہان بہی ہم سے
حشر سے پہلے گِلا کرتے ہین

جہانک کر روزنِ در سے مجکو
کیا وہ شوخی سے حیا کرتے ہین

اُسنے اِحسان جتا کر یہہ کہا
آپ کس منُہہ سے گِلا کرتے ہین

روز لیتے ہین نیا دِل دلبر
نہین معلُوم یہہ کیا کرتے ہین

داغ تو دیکھہ تو کیا ہوتا ہی
جبر پر صبر کیا کرتے ہین

انکو کہان ہی صبر وتحمل عتاب مین
دم بہرکے بعد اور خط آیا جواب مین

کیون فکر اِسقدر ہی رقیبون کے باب مین
انُکے گنہ بہی ڈال دو میرے حساب مین

دیکھا دِل اُنکا غیر نے سینے پہ رکھہ کے ہات
وہ کاش دیکھتے نہ مجُھے اضطراب مین

صوفی کو اجتناب ہی واعظ کو احتراز
کیا زہر گھُل گیا ہی اِلٰہی شراب مین

یارب نہ پوچھہ عرصۂ محشر مین رازِ دل
کرتا ہون مین حجاب کی باتین حجاب مین

عاشق تو کب دین گے فرشتونسے بعد مرگ
تکرار ہو نہ جاے سوال وجواب مین

دل دیکے مفت مول لیا پہر ہزار بار
اپنے دہوئین بکہر گئی عہدِ شباب مین

اُسنے بغیر خط کے پڑہے لکہدیا جواب
یہہ بات بہی ہی لکھنے کے قابل کتاب مین

تربتر ہوے ہین کیسے وہ برسے ہین کسقدر
لگتی لگاتی بات جو کہدی عتاب مین

آؤ نہ اتنی دیر ہمین تم کرین کلام
روزِ جزا ابہی ہی توقف حساب مین

مین دیکہتا ہون دیکہتے ہی وصل ہجر ہی
تعبیر مجکو خواب کی ملتی ہی خواب مین

پوچہے تو کوئی حضرتِ واعظ سے اتنی بات
ایسے ہی تہے جناب بہی عہدِ شباب مین

آنکہہ اپنی بند ہوتے ہی پردہ سے اٹہہ گئی
دیکہا تہا ہمنے خاک جہانِ خراب مین

تم مجہپہ جور کرکے پشیمان ہی نہین
مین تمسے دِل لگاکے پڑا کس عذاب مین

کچہہ ہوش ہو تو **داغ** کو سمجہائین نیک و بد
ڈوبا ہوا ہے نشۂ جامِ شراب مین

یا تو ایسی مہربانی مجہپہ یا کچہہ بہی نہین
اِبتدا ہی ابتدا ہی انتہا کچہہ بہی نہین

بعدِ شوخی کے تری طرزِ حیا کچہہ بہی نہین
وہ ادائے دلربا تہی یہہ ادا کچہہ بہی نہین

دیکہکر تصویرِ یوسف کہدیا کچہہ بہی نہین
آپ ہی سب کچہہ ہین گویا دوسرا کچہہ بہی نہین

پوچہنے والون نے میرا ناک مین دم کردیا
جسنے پوچہا حال کچہہ کہنا پڑا کچہہ بہی نہین

گر نہو عمرِ جوان و شاہد و سامانِ عیش
بے مزہ ہی زندگی اسکا مزا کچہہ بہی نہین

انکو خط لکہا ہی سو پہلو بچا کر خوف سے
ہی عبارت ہی عبارت مدعا کچہہ بہی نہین

سیکڑون دین جہڑکیان مجکو ہزارون گالیان
اور پہر کہتے ہین مین نے تو کہا کچہہ بہی نہین

سنکے حالِ دِل مرا رکہتے ہین وہ کانون پہ ہات
ہاے اِس انداز سے گویا سنا کچہہ بہی نہین

اِس ستم پر صبر کرنا یہہ ہمارا کام ہی
آپ کے نزدیک تسلیم و رضا کچہہ بہی نہین

جب نہو قدرِ وفا اپنی وفا ہے بے نشان
ہمنے یہہ مانا اگر ہے بھی تو کیا کچھ بھی نہین

تم اگر بیدادگر ہو تو خدا ہے دادگر
یہہ نہ سمجھو پرسشِ روزِ جزا کچھ بھی نہین

آگے اُس بیگانہ وش کے ہیچ ہین سب کوئی ہو
آشنا کچھ بھی نہین نا آشنا کچھ بھی نہین

بیخودی ہے وصل مین یا چھائی ہے تیری حیا
دیکھتا سب کچھ ہون لیکن سوجھتا کچھ بھی نہین

اپنے دم کو آدمی ہر دم غنیمت جان لے
خاک کا پھر ڈھیر ہے بعدِ فنا کچھ بھی نہین

تو نے قسّامِ ازل غیرونکو کیا کیا کچھ دیا
داغ ہے محروم اسکے نام کا کچھ بھی نہین

زندگی کا نہین سامان سرِ مو دل مین
مژہ یار نے کیا پھیر دی جھاڑو دل مین

ایک تیرے ہی نہ رہنے سے رہا کیا کیا کچھ
کوئی حسرت نہ رہی جبسے رہا تو دل مین

یہی ڈر ہے کہ خالی نہ رہے وصل کی شب
دل ہے پہلو مین تو ہے آپکا پہلو دل مین

اشک پیتا ہون اگر ضبطِ محبت کے لئے
ریزے الماس کے بنجاتے ہین آنسو دل مین

سانپ سا لوٹ رہا ہے شبِ ہجران کیا کیا
لہرین لیتا ہے خیالِ خمِ گیسو دل مین

ساتھہ ہر سانس کے آجاتی ہے پھولون کی مہک
بس گئی ہے گلِ عارض کی جو خوشبو دل مین

ضعف اس درجہ بڑھا ہے کہ الٰہی توبہ
درد بھی اب تو بدلتا نہین پہلو دل مین

اب کہان ہوش کہان صبر کہان تاب و توان
کر گئی گھر یہہ تری نرگسِ جادو دل مین

تیر کی طرح سے چلتی ہین نگاہین دل پر
تیغ کی طرح اُتر جاتے ہین ابرو دل مین

پہلوئے غیر مین بیٹھے وہ نظر آتے ہین
سوچتا ہون جو کبھی وصل کا پہلو دل مین

کیا کہون گذرے ہین جو رات مجھے سولی پر
جب سمایا ہی کسیکا قدِ دلجو دل مین

روح قالب مین ہی یا غنچہ مین بو ہی نہان
بند شیشے مین پری ہی کہ پریرو دل مین

نوک پیکان جو اُدہر ہی لبِ سوفار اِدہر
تیرِ سفاک ہوا خوب ترازو دل مین

اب وہ آتے ہین نکلنے کے لئے ہنوتیا
آرزو بیٹھہ رہی چھپکے کہان تو دل مین

خلش و حسرت و بیتابی و آزار و الم
سبکے سب ایکطرف سب سے سوا تو دل مین

شیوہ راستی ایسا ہی دکن مین ای **داغ**
بل نہین رکھتے مسلمان سے ہندو دل مین

کسیکا مجکو نہ محتاج رکھ زمانے مین
کمی ہی کونسی یارب ترے خزانے مین

اِس انفعال سے گہر چھوڑنا پڑا مجہکو
وہ آج آئینگے میرے غریب خانے مین

جو ہوا جازت صیّاد و طاقت پرواز
قفس کو لیکے چلا جاؤن آشیانے مین

رقیب ہی تو اُسے کان رکھ کے سُنتے ہین
عجب طرح کا مزا ہی مرے فسانے مین

نہ باز آ دلِ مضطر سوال سے پیہم
وہ سوچتے ہین ابہی دیر ہی بہانے مین

لڑین وہ میری عوض تجہسے رحم کہا کہا کر
اگر ہون لیلی و شیرین تیرے زمانے مین

مِلا نہ خرمن ہستی سے کچہہ سوائے جل
بہرا ہی زہر مگر اسکے دانہ دانے مین

ہمارے دِل پہ لگا ہین تو وہ خدنگِ نگاہ
یہہ تیر ڈوب کے رہجائیگا نشانے مین

سرِ نیاز کے جھکتے ہی آنکہہ سے دیکہا
بہرا ہی جلوہ عجب تیرے آستانے مین

نرکھ مجھے قفس آہنی مین ای صیّاد
بجائے خار تہے گل میرے آشیانے مین

مرے وکیل بنے ہین جو حضرت ناصح
پڑہینگے حضرت زاہد وہان ہی جاکے نماز

یہہ فکر ہی نہین کیا دونگا محتانے مین
بنیگی چہوٹی سی مسجد شراب خانے مین

مآل کار خدا جانے داغ کیا ہوگا
غدا سے کام پڑا آخری زمانے مین

وہ دشنام لاکہون مجہکے دیتے ہین
مزے لینے والے مزے لے رہے ہین

تسلی مرے دل کو کیا دے رہے ہین
کلیجے مین وہ چٹکیان لے رہے ہین

عجب خوبیان خوبرویون مین دیکہین
برائی مین ہی سب سے اچہے رہے ہین

رقیبون کی ہی چاندنی چار دن کی
ہمیشہ کہین دور دور رہے ہین

وہان خاک اڑتی ہی اب ولے حسرت
جہان سالہا سال جلسے رہے ہین

مزہ دے گیا ہی فسانہ ہمارا
مہینون وہان اسکے چرچے رہے ہین

جدہر سے وہ گذرے قیامت بپا ہی
کہ نقش قدم تک تڑپتے رہے ہین

کب چلے جائینگے ہجر مین ہم
اکیلے رہینگے اکیلے رہے ہین

ت مین اچہا نہین دوڑ چلنا
جو آگے چلے ہین وہ پیچہے رہے ہین

یبون سے ملتا ہی درد محبت
یہان مرنے والے ہی اچہے رہے ہین

ہین روز محشر ہی انکار ہوگا
کبہی میری سنکر وہ چپکے رہے ہین

بخت نہی ہی کہ اب دل کو واپس
نہین لیتے ہم اور وہ دے رہے ہین

ہین اسنے لکہا ہی حرف تسلی
وہ کمبخت برسون تڑپتے رہے ہین

خدا زنده رکهے مرے دوستون کو
بهت چل بسے اور تهوڑے رہے ہین

گئی داغ کے ساتھ مہر و محبت
فقط اب تو دعوے ہی دعوے رہے ہین

خط مین لکهے ہوئے رنجش کے کلام آتے ہین
کس قیامت کے یہہ نامے مرے نام آتے ہین

تاب نظارہ کسے دیکهے جو اُنکے جلوے
بجلیان کوندتی ہین جب لب بام آتے ہین

تو سہی حشر مین تجهسے جو نہ یہہ کہوا دُون
دوست وه ہوتے ہین جو وقت پہ کام آتے ہین

رہبر راہ محبت کا خدا حافظ ہے
اسمین دو چار بہت سخت مقام آتے ہین

وه ڈرا ہون کہ سمجهتا ہون یہہ دهوکا تو نہو
اب وہان سے جو محبت کے پیام آتے ہین

صبر کرتا ہے کبهی اور تڑپتا ہے کبهی
دل ناکام کو اپنے ہی کام آتے ہین

نہ کسی شخص کی عزت نہ کسیکی توقیر
عاشق آتے ہین تمہارے کہ غلام آتے ہین

رسم تحریر بهی مٹ جائے یہی مطلب ہے
اُنکے خط مین مجهے غیرون کے سلام آتے ہین

وصل کی رات گذر جائے نہ بے لطفی مین
کہ مجهے نیند کے جهونکے سر شام آتے ہین

گریہ ہو نالہ ہو حسرت ہو کہ ارمان وصال
آنے والے تری فرقت مین مدام آتے ہین

داغ کی طرح سے گل ہوتے ہین صدقے قربان
پهر گلگشت چمن مین جو نظام آتے ہین

ہوا رشک عدو بهی عاشقی مین
لگا دی اور رقابت نے لگی مین

کرون کیا چار دن کی زندگی مین
رہی جاتی ہے حسرت جی کی جی مین

بتوں سے اب معافی چاہتا ہوں
خدا سے کچھہ کہا تھا بیخودی میں

نہ اِترا اے دلِ ناداں شبِ وصل
کوئی غم ہو ہی جاتا ہے خوشی میں

مری جانب سے اے قاصد یہہ کہنا
تجھے میں دیکھہ لیتا زندگی میں

غضب وہ ہیں ادا پر اُسکا کہنا
بھلا یہہ بات دیکھی ہے کسی میں

اکیلے بیٹھکر کیا سوچتے ہو
یہہ تنہائی ہے داخل بیکسی میں

تمہیں کھُل جاے گی دل کی تمنا
ابھی ہے بند خوشبو اِس کلی میں

وہ لیکر کیا کریں عشاق کے دل
کسی میں داغ ہے کانٹا کسی میں

عدو سے ملکے پھر ایسی ڈھٹائی
ذرا شرماے ہوتے اپنے جی میں

دیا دل ہمنے اُنکو یہہ سمجھکر
کہ اپنی جان بچتی ہے اسی میں

نہو راحت نصیب اہلِ زمیں کو
ہمیشہ ہے فلک اِس پیروی میں

وہ بگڑے ذکرِ دشمن پر شبِ وصل
غضب کا رنج پہلا ہے خوشی میں

تجھی پر جان دیتا کیوں زمانہ
اگر یہہ بات ہوتی ہر کسی میں

نہ دیکھا سایۂ دیوار تک بھی
بہت چکّر لگائے اُس گلی میں

دلِ ویران کے ظاہر پر نہ جاؤ
نہونے پر بھی سب کچھہ ہے اِسی میں

ترا آزردہ ہونا بھی ادا ہے
مگر وہ دل لگی میں یا ہنسی میں

پری سے نقشہ اچھا حور سے آنکھہ
تری صورت نہیں ملتی کسی میں

[illegible]ت اُنکی ظاہر ہو نہ اُلفت
وہی ہے جو سمجھہ لو اپنے جی میں

تمہین کیا چہیڑ کر خوش ہون وہ ای داغ
کہ تم تو رُو دیتے ہُو ہنسی مین

اثر ہی خار حسرت کے بیان مین
کہ اِسکے حرف چُبہتے ہین زبان مین

نزاکت سے نہ آئے جو گمان مین
کوئی کیا لائے اُسکو اِمتحان مین

پیئے تھے اشک جو عشق نہان مین
وہ چہالے بنکے پہوٹے ہین زبان مین

کہُلے گر بال و پر اُنکے تو صیاد
قفس رکہا ہوا ہی آشیان مین

ہوئی جاتی ہی عالم کی صفائی
رہو تم امتحان ہی اِمتحان مین

نہین مرنیکا اپنے غم یہہ غم ہی
کہ پہر آنا نہوگا اِس جہان مین

یہہ ممکن تہا کہ رسوائی نہوتی
سمائی بہی ہو تیرے رازدان مین

مُقدّر نے دِکہایا مین نے دیکہا
نہ تہا جو کچھ مرے وہم و گمان مین

اِدہر وحشت اُدہر ہی خوف صیّاد
کبہی تنہا کبہی مین کاروان مین

یہہ کہکر وہ مرے دِل مین نہ ٹہیرے
ہمین ہوتی ہی وحشت اِس مکان مین

غنیمت ہی جو وہ کہتے نہین بات
ہماری موت ہی اُنکی زبان مین

خدا کے آگے سچ کہنا پڑیگا
زبان میری لگا لینا زبان مین

سنا دے قصہ خوان اُنکو مرا حال
لگا دے یہہ بہی ٹکڑا داستان مین

ہوا اگر بڑی ہوئی ہی کچھ چمن کی
چلو ای ہمصفیرو آشیان مین

نہین ہے اِنتہا اہل وفا کی
بہت دشواریان ہین اِمتحان

کیا ہے عاشقون نے اُسکو بدنام
برائی کونسی ہے آسمان مین

جو کچھ کہتے ہو مُنہہ سے کر دکھاؤ
دہرا کیا ہے فقط خالی بیان مین

چلے آتے ہین وہ مقتل سے ناخوش
بُرا نکلا ہی کوئی امتحان مین

نمودِ حسن کو ہے عشق درکار
بہت ہوتے ہین یوسف کاروان مین

مرے دل کو مرے نالونکو روکے
اگر طاقت ہو تیرے پاسبان مین

چل ای شوقِ ستم اُس سر زمین پر
جو ہو کچھ ملتی جلتی آسمان مین

کہا دل تھا مگر اُس سنگدل نے
اثر ہو دردمندون کی فغان مین

کہا سب نے کلام **داغ** سنکر
غنیمت ہے یہہ دم ہندوستان مین

دم نہین دل نہین دماغ نہین
کوئی دیکھے تو اب وہ **داغ** نہین

گر قناعت نہین ہی انسان کو
کبھی حاصل اسے فراغ نہین

ایسے ویرانے مین وہ کیون آئین
خانۂ دل ہی خانہ باغ نہین

بات کرنی تو بار ہے تمکو
بات سننے کا بہی دماغ نہین

تہی زمانے مین روشنی جسکی
ہاے اُس گہر مین اب چراغ نہین

مست کر دے نگاہ سے ساقی
حاجتِ ساغر و ایاغ نہین

فصل گل جوش پر ہی آکے برس
دلِ افسردہ باغ باغ نہین

کھوج ملتا ہی ہر مسافر کا
عمر رفتہ کا کچھ سراغ نہین

داغ کو کیون مٹائے دیتے ہو
دل سے ہو دور یہہ وہ داغ نہین

نیند آئے جو کسی رات یہہ ممکن ہی نہین
مجھپہ گذرے نہ قیامت وہ کوئی دن ہی نہین

دم شماری دل مہجور بری ہوتی ہے
جان کی خیر اسی مین ہر کہ تو گن ہی نہین

قابل دید ہر بیتابی دل کا مضمون
حرف کوئی مرے مکتوب مین ساکن ہی نہین

کس بہروسے پہ دکہاؤن نگہ یار کو دل
چور کا سارے جہان مین کوئی ضامن ہی نہین

ہر لڑکپن کا زمانہ وہ ادا کیا جانین
ابہی موسم ہی نہین دن ہی نہین سن ہی نہین

مانگتا ہون جو دعا وصل کی اونکے آگے
چپکے چپکے وہ کہے جاتے ہین ممکن ہی نہین

غیر آسیب ہر سایہ سے بہی اسکے بچنا
آدمیت ہو اگر اس مین تو وہ جن ہی نہین

کون گرداب محبت سے نکالے مجھکو
آشنا کوئی مددگار و معاون ہی نہین

آپ کے دل کی خبر کیون نہو میرے دلکو
کیا زمانے مین کوئی صاحب باطن ہی نہین

آپ ہی حضرت ناصح کوئی تدبیر کرین
آپ سا کوئی مرا مشفق و محسن ہی نہین

کسکو ای داغ سنائین غزل اپنی کہکر
میر و مرزا ہی نہین غالب و مومن ہی نہین

خدا سے گفتگو ہر اور مین ہون
کل ای بے مہر تو ہر اور مین ہون

ادہر محفل مین ہین پروانہ و شمع
ادہر وہ شمع رو ہر اور مین ہون

شب وصل عدو ہر اور تو ہے
دل پر آرزو ہر اور مین ہون

نکالوں چہانکر ساری خدائی
اب اُسکی جستجو ہے اور میں ہوں

مے و ساغر کہاں روزِ جدائی
مرے دل کا لہو ہے اور میں ہوں

تن بے سر سے ہے قاتل کی تعریف
صدائے بے گلو ہے اور میں ہوں

ہمیشہ تازہ گلرو دیکہتا ہوں
بہارِ رنگ و بو ہے اور میں ہوں

نکالی چہیڑ گر مجہسے سرِ بزم
سمجہہ لو پہر عدو ہے اور میں ہوں

نہ چہوڑونگا دلِ خون گشتہ تجہکو
کہ اب تیرا لہو ہے اور میں ہوں

نہ آئے اور کوئی دم تو پہر کیا
یونہیں سی آرزو ہے اور میں ہوں

کہیں جمتی نہیں اپنی طبیعت
خیالِ چارسو ہے اور میں ہوں

ملیں گے کل کہ وہ سمجہینگے سب مجھسے
کہا ہے **داغ** تو ہے اور میں ہوں

صبح تک دل کو دلاسے شبِ غم دیتے ہیں
جسکو تم دے نہیں سکتے اُسے ہم دیتے ہیں

حسبِ خواہش وہ کہاں رنج و الم دیتے ہیں
مانگنے والے کو آزار بہی کم دیتے ہیں

خاک دیتے ہیں جو یوں اہلِ کرم دیتے ہیں
سو سناتے ہیں اگر ایک درم دیتے ہیں

وعدہ کرنیکو وہ تیار تہے سچے دل سے
مین نے کمبخت یہہ جانا مجہے دم دیتے ہیں

کس نے خوشبو سے بسایا ہے کفن کو میرے
کہ دعائیں مجہے سب اہلِ عدم دیتے ہیں

وہ جو ارشاد کریں یاد رہے یا نہ رہے
نامہ بر ہم تجہے قرطاس و قلم دیتے ہیں

مجہسے وہ کہتے ہیں پروانے کو دیکہا تو نے
دیکہہ یوں جلتے ہیں اسطرح سے دم دیتے ہیں

خاکساران محبت کا یہی تو ہی عِلاج
گہول کر آنکہو تیرا نقش قدم دیتے ہین

سادگی ہی کہ شرارت ہی جو ہر بات پہ وہ
میرے دشمن کو مرے سر کی قسم دیتے ہین

عہد لیتے ہو کہ پہر بوسہ نہ لینا دیکہو
دینے والے ہی کہین لے کے قسم دیتے ہین

طعنۂ الفتِ دشمن پہ کہا ظالم نے
ایک سے لیتے ہین دل ایک کو ہم دیتے ہین

مدعا یہہ ہی تڑپتا ہی سِسکتا ہی رہے
گہو لکر آب بقا مین مجہے سم دیتے ہین

دِلشکن اُنسے زیادہ کوئی لکہیگا جواب
کس لئے ہات مین دشمن کے قلم دیتے ہین

تو وفا کرتی جوا ے عمر روان کیا ہوتا
بیوفائی پہ تری سیکڑون دم دیتے ہین

زاہدون کو برکت کا ہی مہینا رمضان
فاقے کرتے ہین مگر کب یہہ بہرم دیتے ہین

ابر نیسان کے ہر اک قطرے پہ یہہ کہتی ہی صدف
واہ دِل کہول کے یون اہل کرم دیتے ہین

داغ

رنج دینے کا عبث داغ ہی شکوہ اُن سے
جسکو دیتا ہی خدا اُسکو صنم دیتے ہین

کیون چُراتے ہو دیکہکر آنکہین
کر چکین میرے دل مین گہر آنکہین ۱

ضعف سے کچہہ نظر نہین آتا
کر رہی ہین ڈگر ڈگر آنکہین

چشم نرگس کو دیکہہ لین پہر ہم
تم دِکہا دو جو اِک نظر آنکہین

ہی دوا اُنکی آتشِ رخسار
سینکتے ہین اُس آگ پر آنکہین

کوئی آسان ہی ترا دیدار
پہلے بنوائے تو بشر آنکہین ۲

جلوۂ یار کی نہ تاب ہوئی
ٹوٹ آئین ہین کسقدر آنکہین ۳

۴ دل کو تو گھونٹ گھونٹ کر رکھا — مانتی ہی نہین مگر آنکھین

۵ نہ گئی تاک جھانک کی عادت — لئے پھرتی ہین دربدر آنکھین

۶ کیا یہہ جادو بھرا نہ تھا کاجل — سرخ کرلین جو پونچھکر آنکھین

ناوک و نیشتر تری پلکین — سحر پرداز و فتنہ گر آنکھین

۷ یہہ نرالا ہی شرم کا انداز — بات کرتے ہو ڈھانک کر آنکھین

۸ خاک پر کیون ہو نقش پا تیرا — ہم بچھائین زمین پر آنکھین

۹ نوحہ گر کون ہی مقدر پر — رونے والون مین ہین مگر آنکھین

۱۰ یہی رونا ہی گر شب غم کا — پھوٹ جائین گی تا سحر آنکھین

حال دل دیکھنا نہین آتا — دل کی بینائین چارہ گر آنکھین

۱۱ **داغ** آنکھین نکالتے ہین وہ — انکو دیدو نکال کر آنکھین

سب لوگ جدھر وہ ہین ادھر دیکھہ رہے ہین — ہم دیکھنے والون کی نظر دیکھہ رہے ہین

تیور ترے ای رشک قمر دیکھہ رہے ہین — ہم شام سے آثار سحر دیکھہ رہے ہین

میرا دل گم گشتہ جو ڈھونڈا نہین ملتا — وہ اپنا دہن اپنی کمر دیکھہ رہے ہین

کوئی تو نکل آئیگا سر باز محبت — دل دیکھہ رہے ہین وہ جگر دیکھہ رہے ہین

ہی مجمع اغیار کہ ہنگامۂ محشر — کیا سیر مرے دیدۂ تر دیکھہ رہے ہین

اب ای نگہہ شوق نہ رہ جائے تمنا — اسوقت ادھر سے وہ ادھر دیکھہ رہے ہین

ہرچند کہ ہر روز کی رنجش ہی قیامت — ہم کوئی دن اسکو بھی مگر دیکھہ رہے ہین
آمد ہی کسیکی کہ گیا کوئی ادہر سے — کیون سب طرفِ راہ گذر دیکھہ رہے ہین
تکرار تجلی نے ترے جلوے مین کیون کی — حیرت زدہ سب اہل نظر دیکھہ رہے ہین
نیرنگ ہی ایک ایک ترا دید کے قابل — ہم ای فلک شعبدہ گر دیکھہ رہے ہین
کب تک ہی تمہارا سخنِ تلخ گوارا — اِس زہر مین کتنا ہی اثر دیکھہ رہے ہین
کچھہ دیکھہ رہے ہین دلِ بسمل کا تڑپنا — کچھہ غور سے قاتل کا ہنر دیکھہ رہے ہین
ابتک تو جو قسمت نے دکہایا وہی دیکھا — آیندہ ہو کیا نفع و ضرر دیکھہ رہے ہین
پہلے تو سُنا کرتے تہے عاشق کی مصیبت — اب آنکہہ سے وہ آٹہہ پہر دیکھہ رہے ہین
کیون کفر ہی دیدارِ صنم حضرتِ واعظ — اللہ دِکہاتا ہی بشر دیکھہ رہے ہین
خط غیر کا پڑہتے تہے جو ٹوکا تو وہ بولے — اخبار کا پرچہ ہی خبر دیکھہ رہے ہین
پڑہ پڑہ کے وہ دم کرتے ہین کچھہ بات پر اپنے — ہنس ہنس کے مرے زخمِ جگر دیکھہ رہے ہین

مین **داغ** ہون مرتا ہون ادہر دیکھیئے مجھکو
مُنھہ پھیر کے یہہ آپ کدہر دیکھہ رہے ہین

اُنکے اِک جان نثار ہم بھی ہین — ہین جہان سو ہزار ہم بھی ہین
تم بھی بیچین ہم بھی ہین بے چین — تم بھی ہو بیقرار ہم بھی ہین
ای فلک کہہ تو کیا ارادہ ہے — عیش کے خواستگار ہم بھی ہین
کھینچ لائیگا جذبِ دِل اُنکو — ہمہ تن انتظار ہم بھی ہین

بزم دشمن مین لے چلا ہی دل — کیسے بے اختیار ہم بہی ہین

شہر خالی کیئے دکان کیسی — ایک ہی بادہ خوار ہم بہی ہین

شرم سمجھے ترے تغافل کو — واہ کیا ہوشیار ہم بہی ہین

ہاتھ ہمسے ملاؤ ای موسیٰ — عاشق روے یار ہم بہی ہین

خواہش بادۂ طہور نہین — کیسے پرہیزگار ہم بہی ہین

تم اگر اپنی گون کے ہو معشوق — اپنے مطلب کے یار ہم بہی ہین

جس نے چاہا پہنسا لیا ہمکو — دلبرونکے شکار ہم بہی ہین

آئی میخانے سے یہہ کسکی صدا — لاؤ یارونکے یار ہم بہی ہین

لے ہی تو لیگی دل نگاہ تری — ہرطرح ہوشیار ہم بہی ہین

ادہر آکر بہی فاتحہ پڑہ لو — آج زیر مزار ہم بہی ہین

غیر کا حال پوچہیے ہمسے — اُسکے جلسے کے یار ہم بہی ہین

کونسا دل ہی جسمین **داغ** نہین
عشق مین یادگار ہم بہی ہین

یہہ تو نہین کہ تمسا جہان مین حسین نہین — اس دل کو کیا کرون یہہ بہلتا کہین نہین

ہان ہان کہو زبان سے یا تم نہین نہین — ہمکو تمہاری بات کا مطلق یقین نہین

دل کے سوا نہ کعبے مین ہی وہ نہ دیر مین — گر ہی تو بس یہین ہی نہین تو کہین نہین

چکر ہے رات دن مجہے مانند آسمان — ٹہمے جہان یہہ دل وہ کوئی سرزمین نہین

اُس در پہ جبہہ سا ہو تو پہر کوئی کیوں اُٹھے
یا سنگ آستان ہی نہیں یا جبین نہیں

تم مہربان ہو کہ نہ ہو اِس سے بحث کیا
وہ دِل نہیں وہ لاگ نہیں وہ ہمیں نہیں

دنیا کا حال حضرت عیسیٰؑ سے پوچھیے
کیا آسمان والو نہیں اہل زمین نہیں

کسطرح بے حجاب ہو کیونکر ہو بدلحاظ
کیا میرے دلمین وہ نگہہ شرمگین نہیں

یہہ کیا کہا معاف کرو تم کہا سُنا
دم دے رہا ہوں ہیں دمِ واپسین نہیں

کیون ذکر بیوفائی دشمن پہ یاد ہے
گردن ہلا ہلا کے وہ کہنا نہین نہین

کہتا ہون دل سے اور حسین ڈھونڈیے کوئی
آتا ہے پہر خیال کہ ایسا کہین نہین

مذہب مین اپنے ترکِ ملاقات کفر ہے
یہہ بات ہمنشین کی تو کچھہ دلنشین نہین

واعظ تجھے دکھائینگے ہم کوے یار ہی
جا پہونچے ایک دم مین یہہ خلد برین نہین

کیا لطف دے رہی ہین ادائین عتاب کی
ہے موج بحرِ حسن وہ چینِ جبین نہین

معشوق بنکے چھوٹ گئی سب ستم شعار
یارب ستم رسیدونکی پرستش کہین نہین

افسوس ہے کہ درد بھی اب چھوڑتا ہے ساتھہ
یہہ ہی اخیر وقت کہین ہے کہین نہین

احباب چشم تر سے اُٹھاتے ہین ہات کیون
یہہ پردہ آنکھہ کا ہے مری آستین نہین

باتین تمہاری اور تمہاری شکایتین
جو کچھہ سنی ہین ہم نے وہ تم سے کہین نہین

جلوت مین یون ہے وہ کہ تلاشی ہے چشم شوق
خلوت مین اسطرح ہے کہ خلوت گزین نہین

کہتے ہین لوگ داغ سے وہ بدگمان ہیں
ایسا تمہاری ذات سے اُسکو یقین نہین

وہ نہایت ہمیں مغرور نظر آتے ہیں
پاس بیٹھے ہیں مگر دور نظر آتے ہیں

زاہد خشک کی بھی رال ٹپک پڑتی ہے
تر و تازہ اگر انگور نظر آتے ہیں

اشک پرخون کا جو پھاہا لگا رہتا ہے
دل کے اندر کئی ناسور نظر آتے ہیں

یاد آتے ہیں وہ دندانِ مسی آلودہ
جب ستارے شبِ دیجور نظر آتے ہیں

ہمنشیں اُنکے منانے کے لئے بھیجتے ہیں
وہ سوا مجھسے بھی مجبور نظر آتے ہیں

سردمہری سے تری سرد ہوئے ہیں آنسو
دل جو پرسوز تھے کافور نظر آتے ہیں

چاند سورج کو فلک اپنے لئے رہنے دے
ہمکو کیا کیا رخ پرنور نظر آتے ہیں

چشم مستان قدح خوار میں شب کو اختر
چرخ پر [illegible] بلور نظر آتے ہیں

وصف خوبان جہان پر یہہ کہا اُس بت نے
آپ کی آنکھہ میں سب حور نظر آتے ہیں

اے فلک انکے علاوہ بھی حسین ہیں کہ نہیں
جو زمانے میں ہیں مشہور نظر آتے ہیں

خانۂ غیر میں بے پردہ ہے وہ ماہ جمال
کہ ستارے مجھے بے نور نظر آتے ہیں

نہیں خمخانۂ عالم میں کوئی بھی ہشیار
ہمکو مخمور بھی مخمور نظر آتے ہیں

سخت جان ہو دل بسمل تو کرے کیا قاتل
وار بیٹھے ہوئے بھرپور نظر آتے ہیں

شکر کرتا ہوں اُنہیں دیکھہ کے دشمن ہوں کہ دوست
مجھکو دنیا میں جو مسرور نظر آتے ہیں

اجر ملتا ہے اُٹھاتے ہیں جو بار غم عشق
ہمکو عاشق ترے مزدور نظر آتے ہیں

مرکے بھی داغِ محبت کے نشان کچھہ نہ مٹے
داغ کے دل میں بدستور نظر آتے ہیں

اِس نہین کا کوئی علاج نہین
روز کہتے ہین آپ آج نہین

کل جو تہا آج وہ فراج نہین
اِس تلوّن کا کچہہ علاج نہین

آئینہ دیکھتے ہی اترا ئے
پھر یہہ کیا ہی اگر مزاج نہین

لے کے دل رکہہ لو کام آئیگا
گو ابہی تمکو احتیاج نہین

ہو سکین ہم مزا جدان کیونکر
ہمکو ملتا تِرا مزاج نہین

چپ لگی لعل جانفزا کو ترے
اِس مسیحا کا کچہہ علاج نہین

دِل بے مدعا خدا نے دِیا
اب کسی شئ کی احتیاج نہین

کھوٹے داموں مین یہ بھی کیا ٹھیرا
درہم داغ کا رواج نہین

بے نیازی کی شان کہتی ہے
بندگی کی کچہہ احتیاج نہین

دِل لگی کیجیئے رقیبون سے
اسطرحکا مِرا مزاج نہین

عشق ہے پادشاہِ عالمگیر
گرچہ ظاہر مین تخت و تاج نہین

دردِ فرقت کی گو دوا ہی وصال
اسکے قابل بہی ہر مزاج نہین

یاس نے کیا بجھا دیا دل کو
کہ تڑپ کیسی اختلاج نہین

ہم تو سیرت پسند عاشق ہین
خوبرو کیا جو خوش مزاج نہین

حور سے پوچھتا ہون جنت مین
اِس جگہہ کیا بتو نکا راج نہین

صبر بہی دِل کو داغ دے لینگے
ابہی کچہہ اِس کی احتیاج نہین

یہہ بُت جو دیتے ہین جھوٹی زبان دیتے ہین
خدا کے واسطے پر لوگ جان دیتے ہین

ہم امتحان کے ساتھہ امتحان دیتے ہین
وہ جان لینے کو آئین تو جان دیتے ہین

زمین کوچۂ جانان کا رتبہ ایسا ہے
فرشتے اسکے عوض آسمان دیتے ہین

تکان پہنچے نہ قاتل کے دستِ نازک کو
ٹھہر ٹھہر کے بہت امتحان دیتے ہین

عدو کی بزم ہے کچھہ انکی انجمن تو نہین
وہ اپنے ہاتھہ سے کیون پھول پان دیتے ہین

یہہ نامہ بر نے کہا مجھسے کیا وہ دل مین نہین
کہ آپ اور جگہہ کا نشان دیتے ہین

خیال عارض و لب سے بڑا ہے دل مین لہو
گرہ سے اپنی ہی میہمان دیتے ہین

مرے فسانے کو سُن سُن کے نیند اُڑتی ہے
دعائین مجھکو ترے پاسبان دیتے ہین

خیال رشک سے مرجاے مدعا یہہ ہے
وہ مفت غیر کا مجھکو مکان دیتے ہین

تری نگاہ نے تیری ادا نے مارا ہے
دوہائیان ہی سب نوجوان دیتے ہین

کیا ہے بوسے کا وعدہ مگر ہے وہ احسان
کوئی یہہ جانے کہ دونون جہان دیتے ہین

ملیگا تارکِ دنیا کو کیا بجز جنت
وہان مکان کے بدلے مکان دیتے ہین

وہ تم کہ روز نئی بدگمانیان ہین تمھین
وہ ہم کہ روز نیا امتحان دیتے ہین

سُنا ہے بات ہی کرنی تمھین نہین آتی
تمھارے منہہ مین ہم اپنی زبان دیتے ہین

وہ رنج بندے کو اپنے خدا نہین دیتا
جو مجھکو ایک مرے مہربان دیتے ہین

کہے جو داغ کہ ہم جان نثار ہین سب جھوٹ
یہہ لوگ مفت کہین اپنی جان دیتے ہین

اسیر دام بلا اور کون ہے میں ہون
شکار تیر جفا اور کون ہے میں ہون

تری ادا پہ فدا اور کون ہے میں ہون
تباہ میرے سوا اور کون ہے میں ہون

شہید زہر حیا اور کون ہے میں ہون
قتیل تیغ ادا اور کون ہے میں ہون

کہان سے آئی شب غم صدا تسلی کی
یہان تو بار خدا اور کون ہے میں ہون

مجھے تو رنج نہ دے تو کہ اے دل ناداں
جہان مین دوست ترا اور کون ہے میں ہون

بندھی ہے شرط اسی سے رہ محبت مین
حریف باد صبا اور کون ہے میں ہون

شریک روح بھی میری ہے میرے ماتم مین
شمول اہل عزا اور کون ہے میں ہون

تمہارا عاشق شیدا ہون خیر جیسا ہون
برا ہون یا ہون بھلا اور کون ہے میں ہون

دعا جو مین نے یہہ مانگی خدا بُرون سے بچائے
تو سنکے بولے بُرا اور کون ہے میں ہون

مٹے ہوؤنکا ہمیشہ نشان رہتا ہے
بقا کے غم مین فنا اور کون ہے میں ہون

عدو کا عشق حسینوں کا رشک خوے ستم
تمہارے دل سے جدا اور کون ہے میں ہون

خیال یار یہہ کہتا ہے مجھسے خلوت مین
ترا رفیق بتا اور کون ہے میں ہون

اس آرزو نے کیا اپنی جان سے بیزار
اس اپنے دم سے خفا اور کون ہے میں ہون

ستم شریک فلک اور کون ہے تم ہو
شریک اہل وفا اور کون ہے میں ہون

حجاب مجھ سے حیا مجھ سے عار ہے مجھسے
[illegible] انجمن مین نیا اور کون ہے میں ہون

وہ داغ جسکو گل باغ عشق کہتے ہین
بہار رنگ وفا اور کون ہے میں ہون

ردیف واو

واعظ بڑا مزا ہو اگر یون عذاب ہو
دوزخ مین پاؤن ہاتھ مین جام شراب ہو

معشوق کا تو جرم ہو عاشق خراب ہو
کوئی کرے گناہ کسی پر عذاب ہو

تو مجھ پہ شیفتہ ہو مجھے اجتناب ہو
یہہ انقلاب ہو تو بڑا انقلاب ہو

دنیا مین کیا دہرا ہی قیامت مین لطف ہو
میرا جواب ہو نہ تمہارا جواب ہو

ساقی ہمارے جام مین کیون بال پڑ گیا
ایسا نہو کہ غیر کی جھوٹی شراب ہو

نکلے جدہر سے وہ یہی چرچا ہوا کیا
اس طرحکا جمال ہو ایسا شباب ہو

دو بار تو نے ذکر کیا رشک حور کا
ناصح خدا کرے تجھے دونا ثواب ہو

دنیا سے روسیاہ چلا ہون پس فنا
منھ پر مرے کفن سے جدا اک نقاب ہو

مہجور کی دعا کو شب قدر چاہیئے
یوسفؑ کے دیکھنے کو زلیخا کا خواب ہو

بولین سوال وصل پہ وہ انکو کیا غرض
خاموش ہین کہ کوئی کہے لاجواب ہو

ایسا لگا ہوا ہی مئے ناب کا مزا
پانی بہی مین پیون تو مرا منھ خراب ہو

جلتا نہین رقیب تعجب کی بات ہی
بجلی تمہین زمین پہ تمہین آفتاب ہو

یا رب شمار جرم سے بس منفعل نکر
تنخواہ تو نہین ہی کہ جسکا حساب ہو

یہہ مدعا ہی کہہ نسکون حرف مدعا
کیونکر نہ عرض حال سے پہلے عتاب ہو

عاشق کی ایک حال مین گذرے تو لطف کیا
دل کو کبہی سکون ہو کبہی اضطراب ہو

مین بوالہوس نہین جو سزاوار لطف ہون	میرے نصیب ہے جو مجھپر عتاب ہو

درپردہ تم جلاؤ جلاؤن نہ مین چہ خوش
میرا بھی نام **داغ** ہر گر تم حجاب ہو

ہر تاک مین دزدیدہ نظر دیکھئے کیا ہو	پھر دیکھ لیا اُسنے ادھر دیکھئے کیا ہو
بھیجا ہی خطِ شوق اُسے دل نے نمانا	اب فکر ہی یہہ آٹھہ پہر دیکھئے کیا ہو
لڑنے تو لگین اُسکی نگاہون سے نگاہین	اِس جنگ کا انجام مگر دیکھئے کیا ہو
دِل جبسے لگایا ہی کہین جی نہین لگتا	کسطرح سے ہوتی ہی بسر دیکھئے کیا ہو
جب چھیڑتی ہی بادِ صبا زلفِ دوتا کو	دوہری ہوئی جاتی ہی کمر دیکھئے کیا ہو
اُلجھے تو بمشکل دلِ مضطر کو سنبھالے	اندیشہ ہی یہہ بارِ دگر دیکھئے کیا ہو
جو کہنے کی باتین ہین وہ سب مین نے کہین ہین	اُنکو مرے کہنے کا اثر دیکھئے کیا ہو
اندیشۂ فردا مین عبث جان گھلائین	ہی آج کسے کل کی خبر دیکھئے کیا ہو
زاہد کو بڑا ناز ہی میکش کو بڑا عجز	اللہ کو مقبول مگر دیکھئے کیا ہو
پی ہمنے مے ہوش رُبا اور بہت پی	سوچا نہین کچھہ نفع وضرر دیکھئے کیا ہو
وہ بیٹھے بٹھائے تو اُٹھاتے ہین قیامت	جائین جو سرِ راہ گذر دیکھئے کیا ہو
مین وصل مین بیتاب ہون آخر شب ہے	دِل اُنکا دھڑکتا ہے سحر دیکھئے کیا ہو
پھر پاس ہٹاتی ہی مرے دل کی تمنا	بن بن کے بگڑتا ہی یہہ گھر دیکھئے کیا ہو

ای **داغ** اُنھین بھی تو ہی دشمن ہی کا دھڑکا

ہی دونون طرف ایک ہی ڈر دیکہیئے کیا ہو

کیون وعدہ وصال سے دِل بدگمان نہو
یہہ شرط ہی نئی کہ خدا در میان نہو

دِل بدگمان ہی اور سوا بدگمان نہو
دیتے خط اُسکو جسکے دہن ہو زبان نہو

مرتا ہی تجہپر ایک زمانہ شباب مین
اچّہا تو ہی کہ پیر کوئی نوجوان نہو

گہُلتی ہی جان ایک ہی دشمن کی فکر مین
یارب شریک حال عدو آسمان نہو

سارا جہان جان کو کہتا ہی بیوفا
مجہکو یہہ فکر ہی تمہین جانِ جہان نہو

انداز جان دہی نہین آتا ہی مجہے
مٹی مری خراب دمِ امتحان نہو

پوچہین وہ جب خوشی سے قیامت کی بات ہی
میرا ہی حال اور مجہی سے بیان نہو

یارب پس فنا ہی رہے شرم بیکسی
یہہ مُشت خاک گردِ رہِ کاروان نہو

حورونکے ہات پڑگئی جنت مین ہم غریب
کیا آدمی کا بس ہی جو اپنا مکان نہو

تڑپاؤگے جگر کو کہ دِل کو لٹاؤگے
منظور کیا ہی درد کہان ہو کہان نہو

رہتی ہی اُس سے ہی درِ جانان پہ دِل لگی
سر پہوڑین سنگ در سے اگر پاسبان نہو

مجہکو ملا یہہ شکوہ دشنام پر جواب
آپ اُس سے عشق کیجیے جسکی زبان نہو

یارب بنا دے تو اسی صورت کا اور کچہہ
اس آسمان سے تنگ ہین یہہ آسمان نہو

آفت کی تاک جہانک قیامت کی شوخیان
پہر چاہتے ہو ہم سے کوئی بدگمان نہو

کیا کرسکے وہ غیر کی تجہہ سے شکایتین
جس ناتوان سے اپنی حقیقت بیان نہو

واعظ بجا ہی کہیئے جو ویرانہ کو بہشت
جنّت اُسیکا نام ہی آدم جہان نہو

جھوٹا ہوا جو وعدہ ترا اسکا غم نہین
ڈر ہے کہ لب سے غیر کے جھوٹی زبان نہو
اب اُس نگاہِ شرم مین وہ شوخیان کہان
وہ تیغ کیا چلیگی جو برسون رواں نہو
تقدیر پھیر لائی ترے در سے رات کو
دُھوکا بھی مجھے ہوا کہ پرایا مکان نہو

اے داغ عیش مین ہون دلِ شاد و شاد سے
انسان وہ ہے جسکو غمِ دو جہان نہو

میرے پہلو سے وہ اُٹھے غیر کی تعظیم کو
بندگی کو بندگی تسلیم کو تسلیم کو
اے تپِ سوزِ محبت تیری آمد دیکھکر
رونگٹے اُٹھتے ہین میرے جسم پر تعظیم کو
ہے رضاے دوست جبر اُلفت نہ رہنے دے
ورنہ کیا دُوبھر تھے اسمٰعیل ابراہیم کو
آج مجھ سے حضرتِ ناصح یہہ چلکر کہہ گئے
آسمان سے اب فرشتے آئینگے تعلیم کو
مجھ سے مئی آشام کی کب اوس سے بجھتی ہے پیاس
بجھگیا دل دیکھتے ہی کوثر و تسنیم کو
ہے بڑی دولت جو ہاتھ آجائے کوئی خوبرو
اے ہوس ڈھونڈتا ہے کیا طلا و سیم کو
آسمان دیتا ہے مجھکو رنج غیرونکو خوشی
واہ کیا کہنا ہے کیا کہتے ہین اس تقسیم کو
اپنے دل کا حال ہے ہر دم بھر مین کچھ
آگ لگجائے الٰہی اس اُمید و بیم کو

جب یہین اے داغ وحشت ہے تو آسایش کہان
جائے ہندوستان سے کونسی اقلیم کو

ہمارے دلمین بے کھٹکے محبت اپنی رہنے دو
امانت دار کا گھر ہے امانت اپنی رہنے دو
جو ہین مشتاق اُنکے دلمین حسرت اپنی رہنے دو
کوئی دن اور بھی پردے مین صورت اپنی رہنے دو

نہین ہی اشتہا اتنک بہت غم کہا کے آیا ہون
کہونگا اہلِ جنّت سے یہہ نعمت اپنی رہنے دو

غضب کی بات ہی یہہ مشورہ دیتے ہین وہ مجھکو
رقیبون سے بہی تم صاحب سلامت اپنی رہنے دو

کسیکو چاہ کر پچتاوگے وہ مجھہ سے کہتے ہین
تم اپنے ہی لئے جھوٹی محبت اپنی رہنے دو

ڈرایا ہی منایا ہی یہہ کہکر وصل مین اُسنے
بگڑ جائین گے ہم بس بس شکایت اپنی رہنے دو

شکایت نامہ آیا ہی جوابِ خط مین ای ہمدم
یہہ ہی قسمت کا لکہا خیر قسمت اپنی رہنے دو

لڑینگے فتنۂ محشر سے یہہ فتنے نگاہون کے
ابہی تم اپنے قبضہ مین قیامت اپنی رہنے دو

ہمین دیدار سے محروم رکہکر ہی نظر دل پر
پرایا مال تاکو اور دولت اپنی رہنے دو

محبّت اور پہر کسکی محبّت یار نادان ہین
کہا کیون مجھہ سے قابو مین طبیعت اپنی رہنے دو

مرے ناصح جو تنگ آئے تو یون کہنے لگے ہا ہم
نہین سنتا کوئی یارو نصیحت اپنی رہنے دو

اگر ای حضرتِ دل ہی وہ ہرجائی تو کیا غم ہی
بھٹکتی تم بہی ڈانواڈول نیت اپنی رہنے دو

دعائین مانگتا ہون مین جنابِ کبریائی مین
نہ چہیڑو یہہ نہین موقع شرارت اپنی رہنے دو

بظاہر مہربانی ہی تو دل مین بدگمانی ہے
سلام ایسی عنایت کو عنایت اپنی رہنے دو

نہ گہبرا جائے رہکر ایک مہمان خانۂ دل مین
کچھہ الفت میری رہنے دو کچھہ الفت اپنی رہنے دو

نہ توڑو آئینہ کو رشک سے آئینہ رو ہوکر
اسی مین ملتی جلتی کچھہ شباہت اپنی رہنے دو

وہان ہی بے نیازی **داغ** اُس سے کیا غرض اُسکو
یہہ طاعت اپنی رکہہ چھوڑو عبادت اپنی رہنے دو

نہ دنیا سے ملے راحت نہ تجھسے چین اصلا ہو
مگر پہر یہہ دعا دیتا ہون تو ہو اور دنیا ہو

ترے دیدار کو بھی مجمع محشر ہی زیبا ہو — کہ جیسے دیکھنے والے ہون ویسا ہی تماشا ہو
انہین یہہ جستجو ہی مرنے والا کوئی پیدا ہو — مگر بہتر سے بہتر ہو مگر اچھے سے اچھا ہو
جو وحدت مین دوئی اس مرتبہ کی ہو تو زیبا ہو — تمہین تم ہو تو بہتر ہو ہمین ہم ہون تو اچھا ہو
یہہ فرمایا انہون نے دیکھکر تصویر یوسفؑ کی — اسے تو مول لے لے جو کوئی آنکھون کا اندھا ہو
خمار مے سے یون وقت سحر بگڑا مزاج اپنا — کسی نے رات بہر جیسے پریشان خواب دیکھا ہو
کلیجے سے لگا لیتا ہون برگ لالہ و گل کو — عجب کیا ہے اگر یہہ بھی کسیکے دل کا ٹکڑا ہو
تری زلفین بھی ہین صیاد آنکھین بھی شکاری ہین — تماشا دیکھنے کا ہے جو میرے دل پہ جھگڑا ہو
اگر غافل نہوتے ہم تو کبکے مرچکے ہوتے — کسے یہہ یاد کل کیا تھا کسے معلوم کل کیا ہو
جہنم ہو کہ جنت کیا اندہیرے مین نظر آئے — شرر ہی سنگ مرقد کا چراغ راہ عقبی ہو
ہوئی یہہ انتظار یار مین مر اشک کی صورت — جو تھم جائے تو پتھر ہو جو بہہ جائے تو دریا ہو
نہ عاشق ہو سکیگا کوئی دنیا مین وہ کہتے ہین — ہمارا چاہنے والا ہی پیدا ہو جو پیدا ہو
نگاہ پاک سے دیکھے جمال پاک محبوبی — اگر دامان یوسفؑ پردۂ چشم زلیخاؑ ہو
لڑینگے آپ حورون سے ملینگے آپ غیرون سے — مجھے ڈر ہے کہ جنت مین کوئی فتنہ نہ برپا ہو

ابھی نفرت ہی ہمکو داغ سے وہ دن بھی آتے ہین
خدا چاہے تو اس کمبخت کو دل سے تمہین چاہو

عشق تاثیر کرے اور وہ تسخیر بھی ہو — یہہ تو سب کچھ ہو مگر خواہش تقدیر بھی ہو
کاش تجھسے ہی مقابل تری تصویر بھی ہو — دعوی ناز بھی ہو شوخی تقریر بھی ہو

جعلسازون نے بنایا ہی شکایت نامہ — کیون خفا آپ ہوئے یہہ مری تقصیر بھی ہو

طمع زر ہی سے انسان کی مٹی ہی خراب — خاک مین ہم تو ملا دین گر اکسیر بھی ہو

جب مقابل ہی نہین کسکو بتاؤن اچھا — سامنے آپ بھی ہون آپکی تصویر بھی ہو

پہلے یہہ شرط مصور سے وہ کر لیتے مین — بانکی صورت بھی کھنچے ہاتھ مین شمشیر بھی ہو

تارے باندہے ہی چہوڑیگا فلک ہی اچہال — کہکشان اسکے لیے تیغ بھی زنجیر بھی ہو

کوئی نادان ہو یارونکے کہے مین آون — جسکو تدبیر بتاتے ہین وہ تدبیر بھی ہو

کاش وہ محفل اغیار مین ای جذبۂ دل — میری تعظیم بھی دے مجھسے بغلگیر بھی ہو

جو نکمے ہین کوئی کام نہین کرسکتے — انہین بوڑھون مین شمار فلک پیر بھی ہو

لڑ پڑے غیر سے کیا خیر ہی کیسا ہی مزاج — تم جو چپ چپ ہو مضطر بھی دلگیر بھی ہو

وصل کا خواب سناتے ہین تمہین یہہ سن لو — خواب جسطرح کا ہو ویسی ہی تعبیر بھی ہو

تیری بزم طرب وعیش کو لگتی ہی نظر — ہین جہان اور وہان عاشق دلگیر بھی ہو

گو ہی شوخی وہ اثر دیدۂ نرگس مین کہان — اسکی آنکھون کی طرح سرمۂ تسخیر بھی ہو

تم نمکخوار ہوئے شاہ دکن کے ای داغ (دام اقبالہ)
اب خدا چاہے تو منصب بھی ہو جاگیر بھی ہو

تم آئینہ ہی نہ ہر بار دیکھتے جاؤ — مری طرف بھی تو سرکار دیکھتے جاؤ

نہ جاؤ حال دل زار دیکھتے جاؤ — کہ جی نہ چاہے تو ناچار دیکھتے جاؤ

بہار عمر مین باغ جہان کی سیر کرو — کھلا ہوا ہی یہہ گلزار دیکھتے جاؤ

یہی تو چشم حقیقت نگر کا سرمہ ہے
نزاعِ کافر و دیندار دیکھتے جاؤ

اٹھاؤ آنکھہ نہ شرماؤ یہہ تو محفل ہے
غضب ہے جانب اغیار دیکھتے جاؤ

نہین ہے جنسِ وفا کی تمہین جو قدر نہو
بنینگے کتنے خریدار دیکھتے جاؤ

تمہین غرض جو کرو رحم پایمالون پر
تم اپنی شوخیِ رفتار دیکھتے جاؤ

قسم بھی کھائی تھی قرآن بھی اٹھایا تھا
پھر آج ہے وہی انکار دیکھتے جاؤ

یہہ شامت آئی کہ اُسکی گلی مین دل نے کہا
کھلا ہے روزنِ دیوار دیکھتے جاؤ

ہوا ہے کیا ابھی ہنگامہ اور کچھہ ہوگا
فغان مین حشر کے آثار دیکھتے جاؤ

شبِ وصال عدو کی یہی نشانی ہے
نشانِ بوسۂ رخسار دیکھتے جاؤ

تمہاری آنکھہ مرے دل سے بےسبب بےوجہ
ہوئی ہے لڑنے کو تیار دیکھتے جاؤ

ادہر کو آ ہی گئے اب تو حضرتِ زاہد
یہین ہے خانۂ خمّار دیکھتے جاؤ

رقیب برسرِ پرخاش ہمسے ہوتا ہے
بڑہے گی مفت مین تکرار دیکھتے جاؤ

نہین ہین جرم محبت مین سب کے سب ملزم
خطا معاف خطاوار دیکھتے جاؤ

دکھا رہی ہے تماشا فلک کی نیرنگی
نیا ہے شعبدہ ہر بار دیکھتے جاؤ

بنا دیا مری چاہت نے غیرتِ یوسف
تم اپنی گرمیِ بازار دیکھتے جاؤ

نہ جاؤ بند کئے آنکھہ رہروانِ عدم
ادہر ادہر بھی خبردار دیکھتے جاؤ

سنی سنائی پہ ہرگز کبھی عمل نکرو
ہمارے حال کے اخبار دیکھتے جاؤ

کوئی نہ کوئی ہر اک شعر مین ہے بات ضرور

جناب داغ کے اشعار دیکھتے جاؤ

ردیف ہائے ہوز

کیون کرتے ہو دنیا کی ہر اک بات سے توبہ
منظور تو ہی میری ملاقات سے توبہ

کیونکر نہ کرون شور مناجات سے توبہ
آغاز ہو جب چار گھڑی رات سے توبہ

زاہد نے چھپایا ہی اُسے گوشۂ دل مین
بھاگی تھی کسی رند خرابات سے توبہ

یہہ فصل اگر ہوگی تو ہر روز پئینگے
ہم مے سے کرین توبہ کہ برسات سے توبہ

کیونکر وہ ادہر آئے کہ اے حضرتِ زاہد
بچتی ہی نہین قبلۂ حاجات سے توبہ

تعریفِ صنم بات ہی بہتر نہین زاہد
کیا ٹوٹ گئی حرف و حکایات سے توبہ

بیعت ہی جو کرتا ہی تو وہ دست سبو کر
چلاتی ہی کیا رند خرابات سے توبہ

اللہ دکھائے نہ مجھے روز و شبِ ہجر
اُس دن سے حذر کیجیے اُس رات سے توبہ

خود ہم نہ ملینگے نہ کہین جائینگے مہمان
کی آپ نے واللہ نئی گھات سے توبہ

کافر تری تقریر تو اچھی ہی کرین کیا
کرتے ہین مسلمان بُری بات سے توبہ

وہ آئی گھٹا جھوم کے للچانے لگا دل
واعظ کو بلاؤ کہ چلی ہات سے توبہ

پھسلاتے ہین کیون آپ مجھے حضرتِ ناصح
نیت سے کرونگا نہ مدارات سے توبہ

آفت ہی قیامت ہی یہہ پاداش غضب ہے
توبہ عمل بد کی مکافات سے توبہ

دنیا مین کوئی بات ہی اچھی نہین زاہد
اس بات سے ہے توبہ کبھی اُس بات سے توبہ

مسجد نہین دربار ہی یہہ پیر مغان کا
دروازے کے [illegible] اوقات سے توبہ

امید ہی مجھکو یہہ ندا آسمے دم مرگ
مقبول ہوئی اُسکی عنایات سے توبہ

یہہ داغ قدح خوار کے کیا جی مین سمائی
سنتے ہین کیئے بیٹھے ہین وہ رات سے توبہ

کیون برسرِ عتاب ہو کیا اس سے فایدہ
کوئی اگر خراب ہو کیا اس سے فایدہ

حاصل ہی کچھ نتیجہ ہی کچھ دل جو دین تمھین
نقصان بے حساب ہو کیا اِس سے فایدہ

یکتا اگر ہوے تو خدا بن نہ جاوگے
مانا تم انتخاب ہو کیا اِس سے فایدہ

کیا لطف وصل ہی جو دوبارا نہو نصیب
دونا جو اضطراب ہو کیا اِس سے فایدہ

چھریون سے کم نہین ہین نگاہون کی تیزیان
ٹکڑے جو یون نقاب ہو کیا اِس سے فایدہ

گر دِل ملے تو آنکھ ملانے کا لطف ہے
کیون شکوہ حجاب ہو کیا اِس سے فایدہ

چلتا ہی کون کون چلے بزم وعظ سے
بدنام کیون شراب ہو کیا اِس سے فایدہ

کیون خاکسار بنکے رہون کوے یار مین
مٹی مری خراب ہو کیا اِس سے فایدہ

حرفِ سوال کہہ کے تقاضا نہ چاہیئے
جب صاف ہی جواب ہو کیا اِس سے فایدہ

ایسون سے وہ نگاہ ملاتے نہین کبھی
گر داغ آفتاب ہو کیا اِس سے فایدہ

دل کی ہی پرورش خلش و درد و غم کے ساتھ
کہنے لگے پڑے ہین یہان ایک دم کے ساتھ

چلتا ہی ساتھہ ایک مسافر کے دوسرا
اے کاش آرزو بھی نکلجائے دم کے ساتھ

مردے سے نا نصیب کے مجھکو تو خوف ہے
کیا جانے کیا کریگا یہہ اہل عدم کے ساتھ

عادت ہی ہی دروغ کی خوفِ خدا ہی ہے
وہ کانپ جاتے ہین جہوٹی قسم کے ساتھہ

لکھتا ہوا چلا ہون خطِ شوق راہ مین
چلتے ہین میرے پانون برابر قلم کے ساتھہ

اسکو یہہ آرزو ہی مرا حال دیکھہ لو
لب پر مرے دل آنے لگا شیخِ غم کے ساتھہ

ہی آسمان کو ابرِ گہر بار سے حسد
بنتی نہین بخیل کی اہلِ کرم کے ساتھہ

کیا جور کا مزہ ہی اگر آسمان نہو
جو بات جسکی ہی وہ اُسکی ہی دم کے ساتھہ

دونون کا نام عشق مین مشہور ہو گیا
میرا وفا کے ساتھہ تمہارا ستم کے ساتھہ

سیدہی طرح کبھی نہین رہتی تمہاری زلف
کرتی ہی بانکپن یہہ بڑے پیچ وخم کے ساتھہ

اِکبار جان لی جو کسیکی تو کیا مزہ
کچھہ کچھہ کرم ہی کیجیئے ہر ہر ستم کے ساتھہ

افسوس اس زمانے مین وہ چیز ہی نہین
دِل کو ملا کے دیکھتے ہم جامِ جم کے ساتھہ

اہلِ دول نہ دیکھین مجھے چشمِ کم سے داغ
دولت لگی پڑی ہی مرے دم قدم کے ساتھہ

مانندِ طور بام پہ دیکھا تو کچھہ نہ کچھہ
بجلی تہی یا چہلاوہ مگر تہا تو کچھہ نہ کچھہ

قاصد کی چال اور ہی تیور کچھہ اور ہین
اچھا بُرا جواب یہہ لایا تو کچھہ نہ کچھہ

گو محفلِ رقیب مین جانا نہ چاہیئے
چٹ پٹا [illegible] تماشا تو کچھہ نہ کچھہ

ہر چند اضطراب مین ہمنے کہا ہی حال
اِنہین باتون کا ہی رونا مجہے کچھہ نہ کچھہ

گو عرض مدعا پہ مجہے گالیان ملین
اور اب اِسکے سوا آپ کی تمنا تو کچھہ نہ کچھہ

اچھا بُرا جواب ملے جائے نامہ بر
ڈوبنے والے کو مجہے لکھا تو کچھہ نہ کچھہ

کچھ وہم ہے کہ فکر ہے دل میں شب وصال — اندیشہ مند آپ کو پایا تو کچھ نہ کچھ

کیوں تیر وہ لگا کے جو لے دل میں چٹکیاں — ہوتی ہے اسکی بات میں ایذا تو کچھ نہ کچھ

ہنگام امتحان ستم یاد تو کیا — بارے انہیں ہوئی مری پروا تو کچھ نہ کچھ

گو داور قیامت سے صاف چھوڑ دے — ہم بھی جتا کے جائینگے دعوا تو کچھ نہ کچھ

عشرت نہ ہو قلق ہو یہہ قسمت کی بات ہے
پہل عاشقی کا داغ نے پایا تو کچھ نہ کچھ

دنیا سے کیا غرض جو رہے ہم سے واسطہ — اس واسطے سے چھوڑ دو عالم سے واسطہ

تیرے مریض غم کی دعا ہے یہہ دمبدم — ڈالے خدا نہ عیسیٰ مریم سے واسطہ

رشک پری انہیں جو کہا یہہ ملا جواب — جب ہم پری ہین کیا ہمین آدم سے واسطہ

جب غیر غیر ہی تو اسے کیوں ہو لاگ ڈانٹ — کچھ تم سے واسطہ ہے نہ کچھ ہم سے واسطہ

پیغ [illegible] کے طالب کو کیا غرض — جنت سے واسطہ نہ جہنم سے واسطہ

ال [illegible] گئے — غم کو غرض ہے دل سے اسے غم سے واسطہ

پیغامبر رقیب ہوا [illegible] یا — پیدا کیا یہہ کوشش پیہم سے واسطہ

آخر بغیر تر ہوے [illegible] دامن نہ بچ سکا — اسکو پڑا ہے دیدہ پرنم سے واسطہ

کیوں [illegible] ایک [illegible] کچھ — کوئی تو ہے جناب مکرم سے واسطہ

بادشاہ دکن دام اقبالہ شادمان رہے
[illegible] کو [illegible] فقط اس دم سے واسطہ

ردیف الیاء

نفرت ہی حرف وصل سے اچھا نہین سہی
لو آؤ اور بات سنو وہ نہین سہی

چھوڑونگا مین نہ ہات چلے آؤ ساتھ ساتھ
نازک کلائی دکھتی ہی تو آستین سہی

ظاہر تو اختلاط کی باتین ہوا کرین
دل مین اگر نہین ہی محبت نہین سہی

مشق جفا کے واسطے کسکی تلاش ہی
کوئی اگر نہین ہی تو یہ کمترین سہی

اقرار کر کے پھرتے ہو کیون مری طرف
باور سہی یقین سہی دلنشین سہی

آرام کچھ کہین نہ کہین مل ہی جائیگا
زیر فلک نہین ہی تو زیر زمین سہی

بیداد کر کے چاہتے ہو پھر جفا کی داد
بہتر بجا درست صحیح آفرین سہی

سجدے ہی کرتے جائینگے ہم تیری راہ مین
ہی نقش پا سے عار تو نقش جبین سہی

داغ

بے دلگی ہی گذرنی محال ہی
وہ دل نہین سہی وہ تمنا نہین سہی

ایک طوفان ہی غم عشق مین رونا کیا ہی
نہین معلوم کہ انجام کو ہونا کیا ہی

دیکھکر سانولی صورت تری یوسف بھی کہے
چٹ پٹا حسن نمکدار سلونا کیا ہی

چار باتین ہی کبھی آپ نے کھل ملکے نہ ہنسے
انہین باتون کا ہو نا مجھے رونا کیا ہی

کاوش و کینہ و بیرحمی و آزار رہی
اور اب اسکے سوا آپ سے ہونا کیا ہی

آشنا بحر محبت سے نکالین نہ مجھے
ڈوبنے والے کو دشوار ڈبونا کیا ہی

کاش ملجائے ترا سایۂ دیوار ہمیں
اوڑھنا کیا ہے فقیروں کا بچھونا کیا ہے

لحدِ تنگ میں کروٹ بھی نہ لینے پائے
پانوں پھیلا کے نہ سوئے تو وہ سونا کیا ہے

تیغ کھینچے ہوئے وہ ترک پھر اُس پر یہ غضب
ہم تڑپ ہی دیتے ہیں بس آپ سے ہونا کیا ہے

مزرعِ دل میں عبث تخمِ محبت بویا
جس [illegible] سے حاصل نہوا اُس تخم کا بونا کیا ہے

ابرِ رحمت ہے اُدھر دیدۂ پرنم ہے اِدھر
[illegible] اِس نامۂ اعمال کا دھونا کیا ہے

تم پہ مر جائینگے اِس آس پہ ہم جیتے ہیں
زندگی [illegible] ہے تو جان کا کھونا کیا ہے

چھپی رنگ پھر اُس رنگ میں بجلی کی چمک
[illegible] ترے رنگ سے سونا کیا ہے

اُسکی ٹھوکر سے بھی کمبخت نہ جاگا افسوس
موت ہے داغ سینے کا سونا کیا ہے

آرزو ہے وفا کرے کوئی
جی نہ چاہے تو کیا کرے کوئی

گر مرض ہو دوا کرے کوئی
مرنے والے کا کیا کرے کوئی

کوستے ہیں جلے ہوئے کیا کیا
اپنے حق میں دعا کرے کوئی

اُن سے سب اپنی اپنی کہتے ہیں
میرا مطلب ادا کرے کوئی

چاہ سے آپ کو تو نفرت ہے
مجھکو چاہے خدا کرے کوئی

اُس گلے کو گلا نہیں کہتے
گر مزے کا گلا کرے کوئی

یہہ ملی داد [illegible] فرقت کی
اور دل کا کہا کرے کوئی

[illegible] گیا ہو [illegible] تصویر
تم سے پھر بات کیا کرے کوئی

کہتے ہین ہم نہین خدا سے کرم
کیون ہماری خطا کرے کوئی

جس مین لاکھون برسکی حورین ہون
ایسی جنت کو کیا کرے کوئی

اس جفا پر تمہین تمنا ہی
کہ مری التجا کرے کوئی

منھ لگاتے ہی داغ اترایا
لطف ہے پھر جفا کرے کوئی

ہر چند شوخیون کی حیا پردہ دار ہی
آنکھون مین تیری فتنہ بہت بیقرار ہی

جتنا وہ مہربان ہی یہہ بیقرار ہی
دل کا معاملہ ہی عجب پیچدار ہی

سب کچھ تو ہو چکا یہہ فقط انتظار ہی
کہدین بلا سے آپ تجھے اختیار ہی

اس فتنہ گر سے ہمسے تو رہتے ہین توڑ جوڑ
شامت تو اسکی ہی کہ جو ناکردہ کار ہی

قیمت سوائی پہونچی ہی پہلے کشید سے
جو میفروش ہی وہ مرا قرضدار ہی

بے وجہ یون ہو آپ کی تصویر حیرتی
مشتاق ہی کسیکا اسے انتظار ہی

ان پہلوؤن سے پوچھ لیا اسنے درد دل
نکلا مری زبان سے بے اختیار ہی

دل مین ہین نامہ بر سے بہت بدگمانیان
منھ پر یہہ کہہ رہا ہون ترا اعتبار ہی

اب تک تو ابتداے محبت مین ہین مرے
آگے مرا نصیب ہی اللہ یار ہی

جب تک وفا ہو وعدہ یہان زندگی کہان
مجھہ سے زیادہ عہد ترا پایدار ہی

... آپ جانین داغ سے جو ہین برائیان
ہی

کب وہ چھوٹے گی شراب عشق سے مستانہ ہے
شور محشر اسکو پھر خواب اک افسانہ ہے

پھر سر شوریدہ پر جوش جنون دیوانہ ہے
پھر دل تفسیدہ پر برق بلا پروانہ ہے

خوب ہی چلتی ہوئی وہ نرگس مستانہ ہے
آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے

آتے جاتے ہیں نئے ہر روز مرغ نامہ بر
بندہ پرور آپکا گھر بھی کبوتر خانہ ہے

فاتحہ پڑھنے کو آیا تھا مگر وہ شمع رو
آج میری قبر کا جو پھول ہے پروانہ ہے

دیدے بھرتے ہیں آنسو ضبط کیے پیتے ہیں ہم
آنکھہ کی ہر آنکھہ یہہ پیمانے کا پیمانہ ہے

پائے ساقی پر گرایا جب گرایا ہے مجھے
چال سے خالی کہاں یہہ لغزش مستانہ ہے

کوہکن کا تھا یہی پیشہ جو کاٹا تھا پہاڑ
کام مشکل جان کنی اہی ہمت مردانہ ہے

جب پڑا ہے وقت کوئی ہو گئے ہیں سب الگ
دوست بھی اپنا نہیں بیگانہ تو بیگانہ ہے

اسکے در پر جا کے ہوتا ہے گدا کو بھی یہہ ناز
لوگ کہتے ہیں مزاج اس شخص کا شاہانہ ہے

مجھکو لیجا کر کہا ناصح نے انکے روبرو
آپ کے سر کی قسم یہہ آپ کا دیوانہ ہے

اسکو دیوانہ بنا لوں تو کروں جھک کے سلام
میں تو بھولا ہوں مگر دشمن بڑا فرزانہ ہے

ہمنے دیکھا ہی نہیں خالی نحوست سے کوئی
زاہدوں کو نامبارک سبحۂ صد دانہ ہے

داغ یہہ ہے کوئے قاتل مان ناداں ضد نہ کر
اٹھہ یہاں سے آ ادہر گھر بیٹھہ کچھہ دیوانہ ہے

[illegible] کرے خون وہ دل یہی ہے
تمہارے برابر کا قا[illegible]ا ہی ہے

[illegible]ے اگ جلجائے
ہے

نہین یکدلی سخت مشکل یہی ہے
کہ وہ دِل وہی اور یہہ دِل یہی ہے

بُرائی نہ چاہے بُرون سے نباہے
اگر ہے تو دنیا مین مشکل یہی ہے

نہ ٹھہرا وہ ناوک تو دِل یون پکارا
ٹھہر اے مسافر کہ منزل یہی ہے

چھپاتے ہو مٹھی مین کیون دیکھہ پایا
یہی ہے یہی ہے مرا دِل یہی ہے

کرے مجھہ سے ہرچند وہ بھولی باتین
مگر پھر کہونگا کہ قاتل یہی ہے

طبیعت کا آنا ہے اے شوق قاصد
کرے صبر انسان مشکل یہی ہے

رہِ عشق مین راہزن کیا کم ہین
مجھے خوف منزل بمنزل یہی ہے

نہ آئیگا کوئی نہ بیٹھیگا کوئی
اگر آپ کا رنگِ محفل یہی ہے

ترا جلوہ ٹھہرا ہے مقصودِ عالم
کہ ساری خدائی کا حاصل یہی ہے

بھری بزم مین تجھکو آتا ہے کیسا
یہہ پہچان جانا کہ مائل یہی ہے

تڑپنے سے جسکے تسلّی ہو تجھکو
مری جان اس کام کا دِل یہی ہے

ہماری شبِ غم گذر جائے یارب
کہ آسان کرنے کی مشکل یہی ہے

خدا نے بنایا بتون نے بگاڑا
نہ کعبہ نہ بتخانہ وہ دِل یہی ہے

مری بزم کا عیش سُنکر وہ بولے
اگر موت سے ہے تو غافل یہی ہے

وفا وہ کرین **داغ** یہہ کسنے مانا
مگر آپ کا زعمِ باطل یہی ہے

غیر ہو ناشاد کیون کیسی کہی
چاہتا ہون داد کیون کیسی کہی

پہلے گالی دی سوالِ وصل پر	پھر ہوا ارشاد کیون کیسی کہی
پیرزن کے ساتھہ بول اُٹھی اجل	اِسنے اے فریاد کیون کیسی کہی
تمنے دِل کی بات کیون کیسی سنی	ہمنے یہہ رُوداد کیون کیسی کہی
عاشقون کے قتل پر اتنی خوشی	آپ ہین جلّاد کیون کیسی کہی
مانگتے تہے میرے ملنے کی دعا	وہ بہی دن ہین یاد کیون کیسی کہی
لے چلین گے آج تجہکو اُنکے پاس	آنکہہ کی ہے آلہشاد کیون کیسی کہی
حشر مین پوچہونگا کہکر سرگذشت	چال الہانی یاد کیون کیسی کہی
سُن لئے وصلِ عدو کے تمنے شعر	یہہ مبارکباد کیون کیسی کہی
مین کرون تیری طرح تجہپر ستم	اے ستم ایجاد کیون کیسی کہی
دِل لگایا اب تو ہمنے پند گو	ہرچہ بادا باد کیون کیسی کہی
صید کرلو طائرِ جانِ رقیب	تم ہو صیّاد کیون کیسی کہی
ہمنے تجہہ سے آج اپنی آرزو	لیے کئے فریاد کیون کیسی کہی
تو بہی اے ناصح کسی پر جان دے	ہاتھہ لا اُستاد کیون کیسی کہی

داغ تجہکو باغِ جنّت ہو نصیب
خانمان برباد کیون کیسی کہی

کہا تہا ہمنے جو کچہہ راز دان سے	سنا وہ آج دشمن کی زبان سے
یہہ ہے اُمید جسمِ ناتوان سے	کرون مین اُڑکے باتین آسمان سے

ملا تھا یا نہیں اُس دلستان سے
ترا آنا ہوا قاصد کہان سے

برستے ہین وہ فتنے آسمان سے
قیامت مٹ گئی میری نشان سے

نکالو داغ کو اپنے مکان سے
چلا آیا ہی جو دیوانہ کہان سے

وہی کہتا ہون مین سنتا ہون جو کچھہ
ملی ہی یون زبان اُنکی زبان سے

ہدف دل کو کریگا اِک نہ اِک دن
یہہ تیرا کھیلنا تیر و کمان سے

اُنہین غصہ ہمین ہی شوق قاصد
چلین گے وہ وہان سے ہم یہان سے

مری آہین رقیبون کی دعائین
یہہ فوجین لڑ رہی ہین آسمان سے

چلے بے راہ اکثر رہبر شوق
بچی جاتی ہی منزل کاروان سے

ہر اِک مین عیب نکلین گے کہان تک
تمہین اچھے سہی سارے جہان سے

سنا ہی آئی کچھہ اُسپر ہی آفت
مزا ملنے کا اب ہی پاسبان سے

کہان اے داغ اب اپنا ٹھکانا
اُٹھا بیٹھے ہین دِل دونون جہان سے

تاثیر محبت نے کیون دیر لگائی ہی
یارب مری قسمت نے کیون دیر لگائی ہی

مظلوم جفا آخر کب داد کو پہونچین گے
کیا جانئے قیامت نے کیون دیر لگائی ہی

میخانہ پہ آجائے گھنگھور گھٹا گھرکر
اللہ کی رحمت نے کیون دیر لگائی ہی

وہ سنگدل آتا ہی کہ میرے جنازے پے
لیجانے مین خلقت نے کیون دیر لگائی ہی

ہیتا نگہہ اُنکی گو سامنے بیٹھے ہین
شوخی نے شرارت نے کیون دیر لگائی ہی

کم ظرف نہین میکش ہر انکو حیا مانع
ساقی تری ہمت نے کیون دیر لگائی ہر

کل صبح قیامت ہر کیا جانے کوئی سکو
میری شب فرقت نے کیون دیر لگائی ہر

دشوار نہین میرے لکھے کا بدل دینا
پہر کاتب قدرت نے کیون دیر لگائی ہر

تم کہہ نہ سکے جلدی اشعار بہت اچھے
اے داغ طبیعت نے کیون دیر لگائی ہر

کسطرح کہون قیس ترے دل کو لگی ہر
نالون سے کبھی آگ ہی محمل کو لگی ہر

ای راہنما راہ لے تو اور طرف کی
کچھہ اور ہوا رہبر منزل کو لگی ہر

ملتی ہر کوئی داغ محبت کی نشانی
یہہ چوٹ غضب کی مہ کامل کو لگی ہر

جام مے کوثر لئے مشتاق ہین حورین
کیون دیر ابھی مرے قاتل کو لگی ہر

تعریف سنی حضرت یوسف کی جو مجھہ سے
اک چوٹ مرے حور شمایل کو لگی ہر

انصاف سے دشمن نے کبھی حق مین ہمارے
اچھی ہی کہی ہر تو بری دل کو لگی ہر

مین تیرے سوا اور نہ اللہ سے مانگون
مدت سے یہی دہن ترے سایل کو لگی ہر

مجبور ہوا شکر جفا سے ہی تو کمبخت
کیا موت کی ہچکی ترے بسمل کو لگی ہر

دیکھا نہ کنارا کبھی کشتی نے ہماری
کب ٹھیس حباب لب ساحل کو لگی ہر

کچھہ روتے ہین کچھہ مرتے ہین کچھہ لوٹ رہے ہین
[illegible] کی نظر بد تری محفل کو لگی ہر

جب سے ہے بنا داغ [illegible] کی عشق سے نوبت
گھبرائے ہوئے پھرتے ہین کیا دل کو لگی ہر

وقتِ انصاف جو تم پاس ہمارے ہوتے
روبرو داورِ محشر کے اشارے ہوتے

بزمِ دشمن مین ترے ہمکو نظارے ہوتے
اور اس بات کے آنکھون مین اشارے ہوتے

کسنے یون پیار کیا کسنے وفا ایسی کی
کیون کرین قتل کسیکو وہ ہمارے ہوتے

شبِ فرقت مین ہوا اور گھٹا چھائی ہی
کاش گنتے جو نمودار ستارے ہوتے

پھول تھے غیر کی قسمت مین اگر ای ظالم
تونے پتھر ہی مجھے پھینک کے مارے ہوتے

قیس و فرہاد بھلے کو نہوے آج کے دن
وہ بھی سو جان سے قربان تمھارے ہوتے

تارے گن گن کے گذاری شبِ دیجورِ فراق
کیا مصیبت تھی جو گنتی کے ستارے ہوتے

نامہ بر رہ کے وہان تجھکو خبر لانی تھی
چار دن اور مصیبت کے گذارے ہوتے

جور کے لطف تھے جب بندہ گی کے تھے مزے
جو تمہارے تھے وہی ڈھنگ ہمارے ہوتے

کیون مرے پاس نہ بیٹھے کو رہے پہلو مین
آپ ہی حضرت دلِ ناشاد ہمارے ہوتے

زلفین بکھری ہوئین تمنے جو سنواریں تو کیا
کام بگڑے ہوئے عاشق کے سنوارے ہوتے

چار دن ہی نہ رقیبون سے نبھی دیکھ لیا
جو ہمارے نہوئے کب وہ تمہارے ہوتے

امتحان گاہِ محبت مین نہ ٹھہرے اغیار
یون نہ گھبراتے اگر دل سے کرارے ہوتے

بے نیازی کی ادا ان مین نہ ہوتی ہرگز
یہہ بت جو نہ اللہ کے پیارے ہوتے

داغ

وہ قتل کیا اُسنے یہہ شہرت ہو کسی کی
کیا لطف ہو محشر مین بھی تربت ہو کسی کی

ہا اپنے ہی سر لین گے مصیبت ہو کسی کی
آئے گی اسی جان پہ آفت ہو کسی کی

مٹ جائے کوئی حسن ہے شہرت ہو کسیکی
تا تم ہو کسیکا شب عشرت ہو کسیکی

پیغام دیا تھا کوئی مرتا ہی خبر لو
قاصد سے کہا گر یہی عادت ہو کسیکی

تم ظلم کئے جاؤ یہہ ذمہ ہی ہمارا
پرسش ہی جو فردائے قیامت ہو کسیکی

وہ صدمے اُٹھائے ہین کہ ہر دم یہہ دعا ہے
دنیا مین کسیکو نہ محبت ہو کسیکی

ہم لطف کے رتبے کو ابھی جانچ رہے ہین
دل دین اگر ایسی ہی عنایت ہو کسیکی

بیدل ہین یہہ معشوق بھی عاشق سے یا وہ
دل ہو تو ضرور اُس مین محبت ہو کسیکی

کیون وصل کی شب ہاتھ لگانے نہین دیتے
معشوق ہو یا کوئی امانت ہو کسیکی

انصاف اُسی روز تو ٹھہرا ہے ہمارا
ایسا نہو شرمندہ قیامت ہو کسیکی

اے نامہ بر انداز سخن سیکھ لے ہمسے
تعریف کے پہلو مین شکایت ہو کسیکی

لپٹا دے مجھے تیغ سے اے شوق شہادت
پوری نہ کسیطرح سے حسرت ہو کسیکی

دشمن کی کبھی تم سے بُرائی نہ کرینگے
کیا فائدہ کیون مفت مین غیبت ہو کسیکی

دیکھی ہی وہ شوخی کہ یہہ جی چاہ رہا ہے
مٹی کے بھی پتلے مین شرارت ہو کسیکی

آتا ہی مجھے ہر کس حیران سے بھی وہم
کمبخت کی آنکھون مین نہ حسرت ہو کسیکی

اُٹھنے دو ذرا محشر نظر رحم کسی پر
مجھکو نہین منظور کہ ذلت ہو کسیکی

راحت طلبی نے مجھے رکھا نہ کہین کا
طاعت ہو کسیکی نہ اطاعت ہو کسیکی

اے نامہ بر احوال غم ہجر تو لکھدون
ایسا نہو میری ہی سی حالت ہو کسیکی

ڈرتا ہی کبھی ملنا کبھی آنا کبھی جانا
تم شوخ ہو یا شوخ طبیعت ہو کسیکی

لو رہنے دو تسکین کے لئے غیر کی تصویر	شاید جو نہون مین تو ضرورت ہو کسیکی

یہہ **داغ** ہماری نہین سنتا نہین سنتا
ایسی ہی الٰہی نہ بُری مت ہو کسیکی

عشق مین عیش کے بدلے یہہ تباہی کیسی یا	پھنس گئی جان مصیبت مین الٰہی کیسی
چاہتے ہو مری چاہت کا رقیبون سے ثبوت	جب ہو مجرم کو خود اقرار گواہی کیسی
ابھی آئی ابھی چھائی شب ہجران اے چرخ	دوڑتی ہے ترے مُنہہ پر یہہ سیاہی کیسی
ترک خونخوار ترا غمزہ پھر اُسپر چالاک	دل سے لڑتا ہے لڑائی یہہ سپاہی کیسی
دل نہین مال تو اس کا تمہین لالچ کیسا	تم نہین چور تو دزدیدہ نگاہی کیسی
تم تو دلدار و وفادار ہو لو کیا کہنا	منصفی شرط ہے کیون ہمنے نباہی کیسی
پارسا جان کے وہ مجھہ سے ملے دیکھوین	آگئی کام مری پاک نگاہی کیسی
ابر آیا ہے فلک پر کہ شب غم یارب	یہہ سپیدی مین جھلکتی ہے سیاہی کیسی
اس سے بڑھکر تو گنہگار نہ دیکھا نہ سنا	جب کیا عشق تو ناکردہ گناہی کیسی

کیا بُری چیز ہے اُلفت کا بُرا ہو اے **داغ**
دل سے ہمدم نے بُرائی مری چاہی کیسی

فراق یار مین تسکین دل بیتاب کو ہوتی	جو اپنے عیش سے فرصت مرے احباب کو ہوتی
پسند آتی اگر اُس شوخ کو ایسدل کی بیتابی	یہہ حسرت برق کو یہہ آرزو سیماب کو ہوتی
بنایا ان حسینون کو تباہی کے لئے ورنہ	ترقی سی ترقی عالم اسباب کو دی

شب فرقت جو دیکھا چودھوین کا چاند کیا دیکھا
میسر اُسکی صورت دیدۂ بیخواب کو ہوتی

پڑی تھی مجھسے مین جان مجھہ مُوکش کی مرجاتا
اگر کچھہ دیر اِی زاہد شراب ناب کو ہوتی

نئی سیرین نرالے رنگ کیونکر دیکھتا کوئی
ہمیشہ کیون نہ گردش عالمِ اسباب کو ہوتی

رہا پردے مین وہ بت ورنہ ابرو کے اشارے سے
قیامت تھی کہ جنبش کعبہ کی محراب کو ہوتی

مرا جب تہا رہتا نام کو بہی اُس مین دم باقی
یہانتک پیاس تیری خنجر بے آب کو ہوتی

نگاہ شوق موسیٰ کی طرح گر دیکھتی تجھکو
کہان یہہ تاب تیرے روے عالمتاب کو ہوتی

شب غم **داغ** سینہ سے نہ اُٹھالا تہا ہی ورنہ
فروغِ داغ سے نسبت نہ کچھہ مہتاب کو ہوتی

یہہ چرچے ہین ہمین دونون کے دم سے
نہ تم سے پھر زمانے مین نہ ہمسے

اگر مرجائین تو چھٹ جائین غم سے
مگر یہہ ہو نہین سکتا ہے ہم سے

ہمین ہر کس کی حسرت تیری حسرت
محبت کس کے دم سے تیرے دم سے

نہ لکھین گے جوابِ خط کسیکو
یہی لکھدے وہ کاش اپنے قلم سے

یہانتک ہوگئی ہین محو دیدار
یہہ آنکھین کم نہین بیت الصنم سے

نہ کیون ہو اُنکی گھبرائی ہوئی چال
کہ فتنے لپٹے جاتے ہین قدم سے

پسند آئی اُنہین خود طرزِ رفتار
نظر اُٹھتی نہین اپنے قدم سے

غلط ہے وعدہ پھر ہر بار کہنا
ہماری توبہ ہی جھوٹی قسم سے

ٹرانا یہہ شکوہ روزِ جزا پر
تجھے پالا پڑیگا پھر بہی ہم سے

نب وعدہ ہماری خواب مین آئے / وہ سچّے بن گئے جہوٹی قسم سے

ملا یہہ خامہ فرسائی پہ الزام / ہمین لکہا ہی خط ٹوٹے قلم سے

مرے سر پر نہ رکہو ہاتہہ اپنا / کہ ہوگا درد سر جہوٹی قسم سے

زمانے کو فلک کو ساتہہ لے لو / یہہ جی بہرتا نہین تہوڑے ستم سے

دم تحریر خط یہہ ہین دعائین / چلے قاصد سوا میرے قلم سے

نہین گے ہم کہ ہمکو چاہتے ہو / اگر تم ہاتہہ اٹہا بیٹہے ستم سے

خدایا آبرو دے رزق ای داغ
نہین ہی بحث ہمکو بیش و کم سے

اجل روز جدائی کیون نہ آئی / کسیکی مجہکو آئی کیون نہ آئی

بہت عاشق تہے خواہان قیامت / بلائے سے نہ آئی کیون نہ آئی

تعجب ہی کہ اس بیداد پر بہی / ترے آگے برائی کیون نہ آئی

محبت مین جو دلپر آئی تہی چوٹ / جگر پر وہ سوائی کیون نہ آئی

عدو کو پہیرلاتا تیرے در سے / مجہے یہہ رہنمائی کیون نہ آئی

ترا شفاف چہرہ تن بدن صاف / طبیعت مین صفائی کیون نہ آئی

مسیحائی اگر آتی ہے تمکو / ادائے جانفزائی کیون نہ آئی

مجہے بہولا سمجہہ کے شیخ واعظ / سمجہہ مین پارسائی کیون نہ آئی

ہزارون چاہتے ہین داغ تمکو

تمہین پھر بیوفائی کیون نہ آئی

پوچھتے ہین وہ مزاج اچھا تو ہی
مار رکھنے کا علاج اچھا تو ہی

یاس کُلّی وجہِ استغنا ہوئی
جب نہو کچھہ احتیاج اچھا تو ہی

گر حسینون مین بھی ہو رسمِ وفا
کیا بُرا ہی یہہ رواج اچھا تو ہی

آشیان زیبِ سرِ مجنون ہوا
ای جنون تنکون کا تاج اچھا تو ہی

سینہ کوبی دل خراشی چاہیئے
ہو سکے جو کام کاج اچھا تو ہی

دِل نہ ٹھیریگا تو کیا ٹھیریگا عشق
قلب کا یہہ اختلاج اچھا تو ہی

داغ کو دِی ہے تسلّی آپ نے
واقعی وہ کل سے آج اچھا تو ہے

پھول دن بھر مین تر و تازہ کہان رہتا ہی
آدمی تیس برس تک ہی جوان رہتا ہی

داغِ حسرت جو پسِ مرگ عیان رہتا ہی
یہہ نشانِ قدمِ عمرِ روان رہتا ہی

دِل مین رہتا ہی جو آنکھو نسے نہان رہتا ہی
پوچھتے پھرتے ہین وہ داغ کہان رہتا ہی

کونسا چاہنے والا ہی تمہارا ممنون
سر تو رہتا نہین احسان کہان رہتا ہی

دستِ رد سینۂ عشاق پہ مارا اکثر
تیغ سے بڑھ کے ترا ہاتھہ روان رہتا ہی

وہ کڑی بات سے لیتے ہین جو چٹکی دِل مین
پھر وہ ان کے لبِ نازک پہ نشان رہتا ہی

مین بُرا ہون تو بُرا جان کے ملیئے مجھہ سے
عیب کو عیب سمجھیئے تو کہان رہتا ہی

خانۂ دل مین تکلّف بھی رہے تھوڑا سا
کہ ترا داغ ترا درد یہان رہتا ہی

لامکان تک کی خبر حضرتِ واعظ نے کہی
یہہ تو فرمائین کہ اللہ کہان رہتا ہے

ہم تو سمجھے تھے کہ دربان ہی تمہارا نوکر
کیا خبر تھی ملک الموت یہان رہتا ہے

انکے آتے ہی مجھے حور کا آیا جو خیال
بولے گھبرا کے کوئی اور یہان رہتا ہے

اپنے کوچہ مین نئی راہ نکال اپنے لئے
کہ یہان مجمعِ آفت زدگان رہتا ہے

جیسی وانگہین ہین ویسے دل بھی ملے ہین مجھکو
وقت پر ایک یہان ایک وہان رہتا ہے

گرچہ وہ کوستے ہین فخر ہے اسکا مجھکو
نام میرا ہی انہین وردِ زبان رہتا ہے

کچھہ مجھے وہم بندھا کرتے ہین تنہائی مین
کچھہ انہین بھی مری جانب سے گمان رہتا ہے

کیا کرون عشق مین بیتابیِ دل کا شکوہ
صبر کرنے سے بھی پہرون خفقان رہتا ہے

میرے مطلب کی کہانی سے انہین ہے نفرت
یہی افسانہ مجھے نوکِ زبان رہتا ہے



زخم آلے تو سبھی خشک ہوا کرتے ہین
داغ مٹتا ہی نہین اسکا نشان رہتا ہے

لطف وہ عشق مین پائے ہین کہ جی جانتا ہے
رنج بھی ایسے اٹھائے ہین کہ جی جانتا ہے

جو زمانے کے ستم ہین وہ زمانا جانے
تونے دل اتنے ستائے ہین کہ جی جانتا ہے

مسکراتے ہوئے وہ مجمعِ اغیار کے ساتھہ
آج یون بزم مین آئے ہین کہ جی جانتا ہے

سادگی بانکپن اغماض شرارت شوخی
تونے انداز وہ پائے ہین کہ جی جانتا ہے

انہین قدمون نے تمہارے انہین قدمون کی قسم
خاک مین اتنے ملائے ہین کہ جی جانتا ہے

تم نہین جانتے اب تک یہہ تمہارے انداز
وہ مرے دلمین سمائے ہین کہ جی

کعبہ و دیر مین تہہر اگئین دونون آنکھین
ایسے جلوے نظر آئے ہین کہ جی جانتا ہے

درستی ہین تری در پردہ ہمارے دشمن
اسقدر اپنے پرائے ہین کہ جی جانتا ہے

داغ وارفتہ کو ہم آج ترے کوچے سے
اس طرح کہینچ کے لائے ہین کہ جی جانتا ہے

تم لبہاتے ہو بار بار کسے
ایسی باتون کا اعتبار کسے

واہ کیا شان بے نیازی ہے
دید یا دل پر اختیار کسے

جب تلوّن مزاج وہ ٹہہرے
بیوفائی کا اعتبار کسے

مانگتا ہے دعا رقیب اگر
کہینچ لایا مرا مزار کسے

میرے مرنے کے بعد رو کے کہا
اب کہین گے وفا شعار کسے

تاک مین دل کی ہے نشیلی آنکہہ
اور کہتے ہین ہوشیار کسے

دیکہیے رنگ لائے کیا جوبن
لوٹتی ہے تری بہار کسے

اک زمانے مین پڑگئی ہلچل
کر دیا تمنے بیقرار کسے

داغ کو ڈہونڈہی دن مین بہول گئے
آپ کہتے تہے جان نثار کسے

دل کے رہنے کا اعتبار کسے
اور کہنے کا اختیار کسے

دل سے دشمن کا اعتبار کسے
ہم بنائین صلاح کار کسے

یاد ہی ہے کہ آج بہول گئے
کل کیا تہا امیدوار کسے

موت سے پیشتر ہی مرجاؤن
اِسقدر تابِ انتظار کسے

جب کہا مین نے ہاے لوٹ لیا
دِل پکارا کہ میرے یار کسے

غیر کو بہی ملالیا ہمنے
وہ بنا ئین گے رازدار کسے

ذکرِ دشمن تو خوب تہا کہیئے
اب گذرتا ہی ناگوار کسے

دِل دعا کیا کرے مرے حق مین
بخشوائے گنا ہگار کسے

بجلیان ہین یہہ شوخیان تیری
اور کہتے ہین بیقرار کسے

داغ سے وہ اگر نہین ملتے
نہ ملین ہی یہہ افتخار کسے

اب جنون دِل سے دیدۂ گریان بہرے ہوئے
دونون چراغ ہین شبِ ہجران بہرے ہوئے

دامن پہ میرے کان ملاحت کے ہاتہہ سے
خالی کبہی ہوے ہین نمکدان بہرے ہوئے

اُسکو بتِ غیر سے کیون دیکہہ تو ذرا
آیا ہی کون خون سے دامان بہرے ہوئے

طبع جا ہین فساد سے یہہ تیوری کے بل
آتے ہو تم کہین سے مرجان بہرے ہوئے

مجہہ زندِ پاکباز کو خالی سمجہہ نہ شیخ
اس دِل مین ہین خزانۂ عرفان بہرے ہوئے

ہین جنتی گلی مین تری کشتگانِ تیغ
ہین اس زمین مین گنجِ شہیدان بہرے ہوئے

اے داغ دِل ترا نہ شگفتہ ہوا کبہی
عالم مین ہین گلون سے گلستان بہرے ہوئے

ایسے تنگ آئے ہاتہہ سے دِل کے
روے ہم غیر سے گ...

عرش سے آگے آگے ملتے ہین
کچھہ کچھہ آثار اپنی منزل کے
قطع اُمید ہو گئی آخر
اور ٹکڑے کرو مرے دل کے
عشق پُر زور حُسن زور شکن
رہ گئے آج ہاتھہ مل مل کے
بوسہ دینے کا لطف تو جب ہے
ہونٹ سے ملنے نپائین سائل کے
ہاتھہ گردن مین ڈال کر بولے
کس سے ملئے ترے گلے مل کے
شوق سے آپ آئینہ دیکھین
ہوش اُڑ جائینگے مقابل کے

داغ کے عشق پر بہت ناز کرو
ہم ہین معشوق فردِ کامل کے

کام رُکنے کا نہین اے دلِ نادان کوئی
خود بخود غیب سے ہو جائیگا سامان کوئی
بیچتا ہون تجھے خریدے مرے ارمان کوئی
مفت دیتا ہون اگر مان لے احسان کوئی
عشق جسکو نہوا ایسا نہین انسان کوئی
آگے تقدیر ہے خوش ہو کہ پشیمان کوئی
مل گیا اور رہی غارتگرِ ایمان کوئی
لیگیا لوٹ کے مجھہ سے تنِ بیجان کوئی
تہا ابھی چشمِ تصوّر مین نمایان کوئی
ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے پنہان کوئی
کیونکر یہ یقین دل سے مسلمان کوئی
بے قسم کہاتے وہ کرتے نہین پیمان کوئی
پی کے دعا دین تجھے بسمل قاتل
انکو پہنچا دے سرِ چشمۂ حیوان کوئی
ہوئی باتون کے نہین ہم قایل
کرے انکار بانداز پشیمان کوئی
بلا سے اُنہین آرائش مین
رہ نجائے کسی کمبخت کا ارمان کوئی

رکھہ کے پیکان مرے زخمون مین لگا تا ٹالے
ہے یونہین لکھہ کے انگشت بدندان کوئی

شکوۂ رنجش و بیداد بہی کرنا قاصد
مگر ایسے [illegible] ہو جائے پشیمان کوئی

جانتے بہی ہو اُس ارمان بہرے کو کہ نہین
شب [illegible] دینا [illegible] کسو گوشہ مین پنہان باقی

برسون امید شہادت مین جئیے ہم ای خضر
تیغ سے [illegible] کے نہین دم کا نگہبان کوئی

نظر آتا نہین محفل مین کہین پروانہ
بنکے بیٹہا ہو جہان شمع شبستان کوئی

حسرتین یون تو محبت مین بہت ہوتی ہین
دل مین رہنے کا نکل آتا ہی ارمان کوئی

منفعل روزِ قیامت ہو وہ ظالم توبہ
دادخواہی سے نہ ہو جائے پشیمان کوئی

چشمِ بد دور وہ صیاد ہین تیری آنکہین
سامنے ہو کے نکلتا نہین انسان کوئی

ایک مہمان نے آتے ہی یہہ گہر لوٹ لیا
وہ جو دل مین ہی تو باقی نہین ارمان کوئی

دل تڑپ کر ادہر آتا ہی تو بڑہتی ہی خلش
ہی مگر دوسرے پہلو مین بہی پیکان کوئی

اسکو مین لکہہ کے خطِ شوق پتا بہول گیا
غیر ہی لکہدے مرے نامے کا عنوان کوئی

طبع حاضر ہی صفائی بہی ہی نیت بہی درست
اب تو کر لیجیے خدا کے لئے پیمان کوئی

مین شب وصل زبان چوس کے چہوڑون کیونکر
کر سکے غیر سے کیون وعدہ و پیمان کوئی

ای حیاتِ ابدی کچہہ تو سہارا دینا
نظر آتا ہی مجہے جان کا خواہان کوئی

ہی حسینون کی عدالت مین اُسکی بخشش
ہو جو ناکردہ خطا دل سے پشیمان کوئی

ہو گی اُس بزم مین گلدستۂ نرگس کی بہار
باندہ دے اُس مین مرا دیدۂ حیران کوئی

آتشین آہ نے بل خاک نکالے دیکہو
سید ہے کرتا ہی ادہر ناوکِ مژگان کوئی

جبسے کی عشق سے توبہ نظر آتے ہین یہہ جواب
کہنیچتا ہی کوئی دامن تو گریبان کوئی

توڑ کر عہدِ بُتِ عہد شکن آخر یہہ کہا
آپ کی عمر کا رشتہ نہین پیمان کوئی

دِل مین چبہہ جاتی ہین کس [illegible] ری ہین
سخ دیکہا نہ کبہی ناوکِ مژگان کوئی

فرصتِ ناز ہی پہرُون نہین ملتی افسوس
وہ ہی مصروفِ ستمہا فراوان کوئی

آنکہہ مین آنکہہ تو ڈالی نہین جاتی ظالم
دِل مین دِل ڈالدے کسطرح سے انسان کوئی

مٹ چکی ہی خلشِ دِل مگر اب بہی ای داغ
پہانس کی طرح کہٹک جاتا ہے ارمان کوئی

تری محفل مین یہہ کثرت کبہی تہی
ہمارے رنگ کی صحبت کبہی تہی

اِس آزادی مین کیا وحشت کبہی تہی
مجہے اپنے سے بہی نفرت کبہی تہی

ہمارا دل ہمارا دِل کبہی تہا
تری صورت تری صورت کبہی تہی

ہوا انسان کی آنکہون سے ثابت
عیان کب نور مین ظلمت کبہی تہی

دکن مین آئے ہم ہندوستان سے
تصور مین بہی یہہ صورت کبہی تہی

مٹی کیا آبروئے عشق افسوس
کہ اِس ذِلت مین بہی عزت کبہی تہی

جہان سو حسرتون کی پوٹ ہی اب
یہین اِک شخص کی تربت کبہی تہی

ذرا انصاف کیجے کون ہون مین
نہ تہی یا کچہہ مری عزت کبہی تہی

اسی حسرت مین اب دِل مبتلا ہی
کہ جس اُمید مین حسرت کبہی تہی

ابہی باقی ہی کچہہ آزار کا شوق
وہ پہر ہو جو مری حالت کبہی تہی

ترحم ہی تجھے ہمپر کبھی تھا
تسلی بھی دم رخصت کبھی تھی

ندی دو گز زمین مرقد کو میری
کہا اِس کوچہ مین تربت کبھی تھی

کرین کیا اب زمانے کی شکایت
کہ دنیا منزل راحت کبھی تھی

محبت سے تری ہوتا ہی اب رنج
عداوت سے تری اُلفت کبھی تھی

شب ہجران مین سویا کون کمبخت
کبھی کچھہ ہوش تھا غفلت کبھی تھی

دل ویران مین باقی ہین یہہ آثار
یہان غم تھا یہان حسرت کبھی تھی

مزا آتا نہین وہ قتل مین اب
ترے خنجر کون مین جو لذت کبھی تھی

شکایت سُن کے یہہ ہوتا ہی ارشاد
تری تقدیر مین راحت کبھی تھی

یہہ تہمت رکھہ کے ہم اُنسے ملین گے
ہماری آپ کی صحبت کبھی تھی

تمہاری سادگی یہہ کہہ رہی ہی
نگاہِ ناز اِک آفت کبھی تھی

ہجومِ غم سے ابتک مر نجاتا
مجھے مرنے کی بھی فرصت کبھی تھی

دلِ برباد مین اُڑتی ہی اب خاک
یہہ بستی غیرت جنت کبھی تھی

یہہ دل حاضر ہی لیجے اِس سے کیا بحث
تھی یا آپ کی نیت کبھی تھی

نہین ہی اب نہین ہی صاف سنلو
کبھی تھی مجھکو ہان چاہت کبھی تھی

تم اترائے کہ بس مرنے لگا **داغ**
بناوٹ تھی جو وہ حالت کبھی تھی

ہم ترے کام ایدل مضطر بنائین گے
اب کے بگڑ گئے تو مگر نہ بنائین گے

تصویر یار اپنی جبین پر بنائین گے
بگڑا ہوا ہم اپنا مقدر بنائین گے

جنت کے بدلے دلبر [illegible] سے گھر بنائین گے
یہہ یادگار ہم سرِ محشر بنائین گے

ایمان کی خیر یہہ ہر غضب ہین بتان ہند
اپنا ہی سا مجھے بھی یہہ کافر بنائین گے

حرف غلط نہین مری تقدیر کا لکھا
احباب چھیلکر اسے کیونکر بنائین گے

اورون پہ کیون نزول بلا اپنے ساتھ ہو
اب ہم مکان شہر سے باہر بنائین گے

کیا بن پڑیگا کوئی نہ دل کا مسوّدہ
اکثر مٹائین گے ابھی اکثر بنائین گے

ہوگا یونہین جو تشنۂ خون ایک ایک کا
کیون میفروش بادۂ احمر بنائین گے

دینے لگا ہی ہمکو مزا خار آرزو
اسکو بڑہا کے صورت نشتر بنائین گے

باعث بگاڑ کے ہین وہی جنسے تہی امید
انسے بنین گے کام یہہ اکثر بنائین گے

افسوس ہی کہ ٹوٹ پڑیگا وہین فلک
ہم جان توڑ کر جو کہین گھر بنائین گے

جب دل بگڑ چکا تو بنائے سے کب بنا
کیا خاک وہ بنائین گے پتھر بنائین گے

دشمن ہمارے واسطے تکلیف کیون کرین
ہم آپ اپنے قتل کا محضر بنائین گے

دامان حشر خانہ بدوشون سے کب چھٹا
اسکو بھی چیر پھاڑ کے بستر بنائین گے

تیرے بگاڑنے تو بگاڑا ہی دل مرا
تیرے بناؤ بھی دم پر بنائین گے

خالی نہوگی لطف سے بیداد محتسب
ہم شیشۂ شکستہ کو ساغر بنائین گے

کہتے ہین وہ جلائین گے ہم تجھکو حشر تک
دشمن کی قبر تیرے برابر بنائین گے

ہوگا شب فراق کا غم بھی بہت بڑا
دل کو ہزار ہا تہہ کا کیونکر بنائین گے

اُس نازنین کو لکھین گے جب سطرِ اشتیاق
دل کی رگون سے ہم خطِ مسطر بنائین گے

بیکار جائیگا نہ کوئی فتنہ خرام
وہ رفتہ رفتہ شہر کو محشر بنائین گے

کیون عکس جا سکیگا جو تو ناز کر سکے
ہم آئینے مین سدِّ سکندر بنائین گے

عادت ہی ہو گئی ہے جو دیکھین گے جب مجھے
چتون غضب کی قہر کے تیور بنائین گے

مُنہ دیکھتے ہین دیر سے نیچی نظر کئے
پلکون سے آئینے مین وہ جوہر بنائین گے

وہ جہانکنے جو آئینگے ہم دیکھ لینگے صاف
تصویرِ غیر روبروے در بنائین گے

وہ کم سنی مین کھیل ہی کھیلین گے تو یہی
مٹی کے تیغ و ناوک و خنجر بنائین گے

کچھ تجھکو بھی تو خانہ خرابی کی قدر ہے
خانہ خراب دل مین ترے گھر بنائین گے

ہر وقت داغ کا یہی تکیہ کلام ہے
میرے حضور مجھکو تونگر بنائین گے

گر میرے اشکِ سرخ سے رنگِ حنا ملے
جو چور کی سزا ہو وہ مجکو سزا ملے

جاتے تھے مُنہ چھپائے ہوے میکدہ کو ہم
آتے ہوے اُدھر سے کئی پارسا ملے

پس ماندگانِ قافلہ کا انتظار تھا
جو رہ گئے تھے راہ مین بارے وہ آملے

اپنی بھی شامت آگئی توبہ کے ساتھ ہی
عہدِ شباب کے جو کہین آشنا ملے

جنت سے عار حور کی صحبت سے اجتناب
کیا جانے بندگی کا صلہ مجھکو کیا ملے

شوقِ وصال خاک مین سبکو ملائیگا
تم کیون ملو کسی سے تمہاری بلا ملے

اللہ دے تو فقر کی دولت ہے سلطنت
جسنے فقیر مجھکو ملے بادشا ملے

جو اپنے دل سے آپ کرے بد مزاجیان
ایسے اگھلکھرے سے بھلا کوئی کیا ملے

دنیا مین دل لگی کے لئے کچھہ تو چاہیئے
ہم ان بتون سے ملتے ہین جبتک خدا ملے

اک بات ہم کہین تو ابھی کھوئے جاؤگے
اسطرح سے کہ تمکو نہ اپنا پتا ملے

اب منصفی ہی داورِ محشر کے علم پر
میرے گواہ ٹوٹ کے دشمن سے جا ملے

لو آؤ دل ملائین تمہاری نگاہ سے
شوخی سے شوخی اور حیا سے حیا ملے

اُس دلستانکا ہی وہی دروازہ نامہ بر
دربان بھی تجھسے دلکو جہان پوچھتا ملے

یہہ بھید کیا ہی مجھہ سے ملا آج یون رقیب
جسطرح آشنا سے کوئی آشنا ملے

اُسکے ہجوم ناز مین کھویا گیا ہی دل
جو اسطرح کی بھیڑ مین گم ہو وہ کیا ملے

اسواسطے اُٹھائی ہین تیری برائیان
ڈرتا ہون مین کہ اور نہ تجھہ سے برا ملے

ای داغ اپنی وضع ہمیشہ یہی رہی
کوئی کھچا کھچے کوئی ہمسے ملا ملے

ساقیا دے بھی مے روح فزا تھوڑی سی
بیوفا عمر کرے اور وفا تھوڑی سی

ہم تو اُس آنکھہ کے ہین دیکھنے والے دیکھو
جس مین شوخی ہی بہت اور حیا تھوڑی سی

وعدۂ غیر پہ کیا ہوتی ہی جلدی انکو
ہاتھہ دہو ڈالتے ہین ملکے حنا تھوڑی سی

نغمۂ دلکش ہو تو دمساز دم عیسیٰ ہی
کبھی آجاتی ہی کانون مین صدا تھوڑی سی

تم مرے جرم کی تفصیل نہ پوچھو مجھہ سے
کہ خطاوار بتاتا ہی خطا تھوڑی سی

ابھی بتخانہ کے سجدون سے تو فرصت ہولے
جاکے مسجد مین بھی کرلین گے ادا تھوڑی سی

مرگ فرہاد پہ حسرت سے کہا شیرین نے
وا ے تقدیر گرے ٹوٹ کے ناخن اپنے
آئے ہمسایہ مین وہ گو نہ یہاں تک آئے
کیون فلک مجھکو کہلاتا ہی غم عشق بہت
بعد مردن مرے مرقد مین بنا دین روزن
منصفی شرط ہی آخر کوئی کبتک بخشے

عمر عاشق ہی کو دیتا ہی خدا تہوڑی سی
رہگئی تہی گرہ بند قبا تہوڑی سی
آج مقبول ہوئی میری دعا تہوڑی سی
ایسے بیمار کو دیتے ہین غذا تہوڑی سی
آتی جاتی رہے دنیا کی ہوا تہوڑی سی
روز ہوجاتی ہی بہولے سے خطا تہوڑی سی

داغ
یہہ مے ہی یہہ ساغر ہی کہان کی توبہ
پی خدا کے لئے ای مرد خدا تہوڑی سی

جانسے چہوڑ دے تو ای ستم ایجاد مجھے
تم سلامت رہو آزار کے دینے والے
اہل محشر سے یہہ پوچہونگا خدا لگتی بات
حسن کا نام بلا ہی حسن عالم مین
بندگی ایسی غلامی کو اگر قدر رہو
آسمان ٹوٹ پڑا مجھپہ تری الفت مین
کچہہ تو امید نہ ہے اُنسے وفاداری کی
خانۂ دل سے یہہ ماتم کی صدا آتی ہی

کہ ملے روز نئی لذت بیداد مجھے
کون سُنتا ہی مُبارک مری فریاد مجھے
تمنے دیکھا ہی ہی دنیا مین کبھی شاد مجھے
نظر آتا ہی ہر اک پہول ہی صیاد مجھے
قتل کر ڈال جو کرتا نہین آزاد مجھے
پہلے ہی سے نظر آتی ہی یہہ اُفتاد مجھے
کاش دشمن ہی سمجھکر وہ کرین یاد مجھے
غم سے آباد کیا جان سے برباد مجھے

داغ
ہچکیان دم نزع چلی آتی ہین

شاید اُس بھولنے والے نے کیا یاد مجھے

تُمنے بدلے ہم سے گن گن کے لیئے
ہمنے کیا چاہا تھا اسدن کے لیئے

کچھہ نرالا ہی جوانی کا بناو
شوخیان زیور ہین اس سن کے لئے

وصل مین تنگ آکے وہ کہنے لگے
کیا یہہ جوبن تھا اِسی دن کے لیئے

چاہنے والون سے گر مطلب نہین
آپ پہر پیدا ہوُے کن کے لیئے

فیصلہ ہو آج میرا آپ کا
یہہ اُٹھا رکھا ہی کس دن کے لیئے

دے مے بے دُرد اے پیر مُغان
چاہیئے اک پاک باطن کے لیئے

دِل کے لینے کو ضمانت چاہیئے
اور اطمینان ضامن کے لیئے

مے کشو مژدہ اب آئی فصل گُل
بلبلون نے چونچ مین تنکے لیئے

ہمنشینون سے مرے کہتے ہین وہ
چھوڑ دین غیرونکو کیا ان کے لیئے

ہین رُخ نازک پہ گِستی کے نشان
کس نے تیرے بوسے گن گن کے لیئے

وہ نہین سُنتے ہماری کیا کرین
مانگتے ہین ہم دُعا جن کے لیئے

آجکل تین داغ ہوُگے کامیاب
کیون مرے جاتے ہو دو دن کے لیئے

[illegible] تو وہ منھہ کو چھپائے مرے آگے
اسطرح سے آئے کہ نہ آئے مرے آگے

یاد [illegible] ہی [illegible] آئے کہ نہ آئے
جاتا ہی جو قاصد کو تو جائے مرے آگے

[illegible] آیا
دشمن کے بھی آنسو نکل آئے مرے آگے

دل میں نے لگایا ہے مگر دیکھیے کیا ہو
سب جھینکتے ہیں آپ پہ آئے مرے آگے

بجھتے ہوئے دیکھونگا نہ میں دل کی لگی کو
کوئی نہ کبھی شمع بجھائے مرے آگے

مانگی ہے دعا وصل کی کچھہ اور نہ سمجھو
کوسا ہو اگر میں نے تو آئے مرے آگے

تیور یہی کہتے تھے کہ یہہ نام ہے میرا
لکھکر کبھی حرف اُسنے مٹائے مرے آگے

دیکھے تو کوئی قاصد جانان کی دلیری
واپس مرے خط لاکے جلائے مرے آگے

بچھڑے ہوئے معشوق ملیں سبکو الٰہی
تنہا کوئی جنت میں نہ جائے مرے آگے

محشر میں بھی ہے خواہش خلوت مجھے ایسی
کہتا ہوں کیا میرا نہ آئے مرے آگے

کچھہ **داغ** کا مذکور جو آیا تو وہ بولے
آئے تھے برا حال بنائے مرے آگے

یہہ جو ہے حکم مرے پاس نہ آئے کوئی
اس لئے روٹھہ رہے ہیں کہ منائے کوئی

یہہ نہ پوچھو کہ غمِ ہجر میں کیسی گذری
دل دکھانے کا اگر ہو تو دکھائے کوئی

تاک میں ہے نگہہ شوق خدا خیر کرے
سامنے سے مرے بچتا ہوا جائے کوئی

ہو چکا عیش کا جلسہ تو مجھے خط بھیجا
آپ کی طرح سے مہمان بلائے کوئی

ترک بیداد کی تم داد نہ چاہو مجھہ سے
کرکے احسان نہ احسان جتائے کوئی

یون شب وصل ہوا بالیدگی عیش و نشاط
آپ اپنے میں خوشی سے نہ سمائے کوئی

حال افلاک و زمین کا جو بتایا ہے تو کیا
بات وہ ہے جو ترے دل کی بتائے کوئی

درد الفت کے مزے لیتے ہیں قسمت والے
خون دل اُس [illegible] پلائے کوئی

کیا وہ نمی داخلِ دعوت ہی نہین ای واعظ — مہربانی سے بُلا کر جو پلائے کوئی

وعدہ وصل اُسے جانکے خوش ہوجاؤن — وقتِ رخصت ہی اگر ہاتھ ہلائے کوئی

سرد مہری سے زمانہ کی ہوا ہی دل سرد — رکھکر اس چیز کو کیا آگ لگائے کوئی

آپ نے داغ کو مُنھہ بھی نہ لگایا افسوس
اسکو رکھتا تھا کلیجے سے لگائے کوئی

وہ کھینچتے ہین خنجرِ بُران کبھی کبھی — مشکل ہماری ہوتی ہی آسان کبھی کبھی

بھولے ہی جنکے کام نکلتا ہی گاہ گاہ — بنجاتے ہین ہم آپ ہی نادان کبھی کبھی

اقرار سے زیادہ ہی انکار آپ کا — ہر دم نہین نہین ہی تو ہان ہان کبھی کبھی

بے وقت انکی شرم سے اُٹھتی نہین پلک — ہوتا ہی دل کے پار یہہ پیکان کبھی کبھی

دل رفتہ رفتہ خوگرِ غم ہو تو خوب ہی — آیا کرے مری شبِ ہجران کبھی کبھی

وہ ہاتھ رکھکے سر پہ مرے کھاتے ہین قسم — ہوتے ہین جھوٹ موٹ کے احسان کبھی کبھی

رہ رہکے یاد آتے ہین اپنے ستم اُنھین — ہوتے ہین دل ہی دل مین پشیمان کبھی کبھی

اس جبر پر بھی ہی وہی آفت لگی ہوئی — ہوتا ہی شوق سلسلہ جنبان کبھی کبھی

میری مجال ہی جو کرون عرض مدعا — نظرون مین بات ہوتی ہی پنہان کبھی کبھی

سُنتے ہین کان رکھہ کے فرشتے بھی اُسکی بات — کہتا ہی دُور دُور کی انسان کبھی کبھی

شکرِ خدا کہ عشق نے کچھہ اثر کیا
[illegible] کہتے ہین داغ کا دیوان کبھی کبھی

جو نکلا پنجے سے کاکل کے دل زلف دوتا لپٹی
چھٹا جب اک بلا سے دوسری پیچھے بلا لپٹی

صبا اٹکھیلیاں کرتی ہی کیا کیا راہ مین اسنے
کبھی کاکل سے آلپٹی کبھی دامن سے جا لپٹی

لپٹتا ہی گلے سے جسطرح بچھڑا ہوا کوئی
ہمارے حلق سے اسطرح وہ تیغ جفا لپٹی

کبھی لپٹا نہ تو میرے گلے سے کیون نہ رشک آئے
رہی ای بیوفا ہر دم ترے تن سے قبا لپٹی

وہ ہون مین کشتۂ فرقت غنیمت اسکو جانونگا
زمین بھی میری میت سے اگر بعد فنا لپٹی

قیامت تھک گئی جب اٹھتے اٹھتے میرے نالونسے
تو آخر مضطرب ہو کر ترے قدمونسے جا لپٹی

گھڑی ہین انکی آنکھین دیکھنا کیا شرم و شوخی مین
نگاہون سے ادا لپٹی تو پلکون سے حیا لپٹی

وہ ہون گردش زدہ مین چھو لیا جب میرے دامن کو
تو چکراتی ہوئی پھرون بگولے مین ہوا لپٹی

جلانے کو مرے بزم و چمن مین رات دن دیکھو
جو لپٹا شمع سے پروانہ بلبل گل سے جا لپٹی

کوئی دیکھے تو بانکی وضع رند لاابالی کی
کہ اسکے سر سے ہی وہ لٹ پٹی دستار کیا لپٹی

وہ کہتے ہین عجب تاثیر دیکھی خون عاشق مین
چھڑائی جسقدر ہاتون سے مہندی سوا لپٹی

نہ رو کے سے رکا آخر گیا **داغ** اسکے کوچے مین
نمانا ایک کا کہنا بہت خلق خدا لپٹی

گلشن مین ہرے ہو کے شجر لائے ثمر بھی
ای بارش رحمت کوئی چھینٹا تو ادھر بھی

عاشق ہین ترے حور و ملک جن و بشر بھی
دیتا ہی خدا حسن تو پھرتی ہی نظر بھی

وہ جسکو اٹھتے ہی بلا لیتے ہین صورت
آئینہ بھی رہتا ہی برابر گل تر بھی

کیا تیز رو راہ محبت ہی الٰہی
رہی جاتی ہی مرے دل سے نظر بھی

رکھتا ہی نہین کوئی کہان جاکے رہے دل
مثلِ گلِ بازی ہی ادہر ہی ہر ادہر ہی

مین صبحِ شبِ وصل نہ دیکھون اُسے جاتے
آنکھون ہی مین آجاے سپیدئ سحر ہی

اللہ کرے ہو ترے دربان کو ہی وحشت
میرا ہی گریبان سبنے پردہ در ہی

بتخانہ مین کیون رہنے لگے حضرتِ زاہد
ایسون کا ٹھکانا نہین اللہ کے گھر ہی

اقرار سے پہلے تو رہا کرتے تھے پیغام
جب وعدہ کیا پہر نہین ہوتے وہ خبر ہی

بیٹھو ہی مرے قتل پہ کیا باندہ کے تلوار
دیکھون تو سہی باندہنی آتی ہی کمر ہی

اے داغ دمِ نزع ہین وہ منتظر اس کے
کیون دیر لگا رکھی ہی جلدی کہین مر ہی

اِک چیز ہر اس عالمِ ہستی مین بشر ہی
دنیا کا طلبگار رہی دنیا سے حذر ہی

اس تیر کا زخمی ہر مرا دل ہی جگر ہی
اچہونکی بُری ہوتی ہی سیدہی سی نظر ہی

دیکھون کسی محبوب کو مین سامنے تیرے
منت سے کہے تو نگہِ لطف ادہر ہی

یہہ کان تک آئیگی بُری ہو کہ بہلی ہو
رک جائیگی کیا تیری طرح تیری خبر ہی

کیا ایک ہی ڈورے مین بندہی اُنکی نزاکت
جب بلتی ہر گردن تو لچکتی ہر کمر ہی

بیتاب تری بزم مین دیکھا جسے دیکھا
ہوش اوڑتے ہین مجھسے اوڑتی ہر خبر ہی

دل اُسنے لیا مجھکو ملی دولتِ دیدار
کیا لوٹ کا سامان ادہر ہی ہر ادہر ہی

گنتے ہین وہ دنیا کے سب چاہنے والے
پوچھے تو کوئی ہر تمہین دنیا کی خبر ہی

جب جرمِ محبت کی سزا مل گئی اک بار
تقصیر وہی جسسے ہوئی بارِ دگر ہی

رَوندا ہی غضب لشکرِ غم نے مرے دل کو
ایسی نہین پامال کوئی راہگذر بھی

ہوتی ہی دعا کافر و دیندار کی مقبول
اللہ کی سرکار مین لُٹتا ہی اثر بھی

اچھا ہی کہ جنگل مین ہو پانی کا سہارا
لیجائے مرا نامہ رسان دیدۂ تر بھی

فرماتے ہین وہ سنتے ہین جب **داغ** کے اشعار
اللہ زبان دے تو زبان مین ہو اثر بھی

ہم سے برگشتہ کسیکی نظر ایسی تو نتھی
گرچہ تھی چشم تغافل مگر ایسی تو نتھی

شب کو جو حال رہا ہی وہ خدا پر روشن
تجھہ سے اُمید مجھے بیخبر ایسی تو نتھی

وہی دل ہی وہی لب ہین وہی اندازِ نیاز
جیسی اب ہی یہہ دُعا بے اثر ایسی تو نتھی

کٹ گئی گھڑی اور جیونگا یہہ بتادے کمبخت
فکر تجھکو کبھی ای چارہ گر ایسی تو نتھی

شکلِ یوسفؑ کی جو تعریف سُنی فرمایا
منصفی شرط ہی دیکھو اِدہر ایسی تو نتھی

بارہا آئے گئے نامہ و پیغام و سلام
تجھکو جلدی کبھی ای نامہ بر ایسی تو نتھی

وصل کے ساتھہ ہی جاتے رہے کیا لیل و نہار
شام ایسی تو نتھی وہ سحر ایسی تو نتھی

آگ دل کی بھی اثر کر گئی شاید ہمین
پیشتر سوزشِ داغِ جگر ایسی تو نتھی

داغ صاحب کی محبت نہ چھپائے سے چھپی
ایسی مشہور ہوئی یہہ خبر ایسی تو نتھی

شکستِ عہد سے ہوتا ہی کیا ہی
اُنہین اِس بات کی پروا ہی کیا ہی

ترقی کر رہی ہی اُن کی شوخی
ابھی تڑپے گا دِل تڑپا ہی کیا ہی

بڑی آنکھیں تمہاری ہین اگر ہون
اِن آنکھون نے ابھی دیکھا ہی کیا ہی

حقیقت مین ہو تم دنیا سے اچھے
حقیقت مین مگر دنیا ہی کیا ہی

ہمارے دل مین ہی ساری خدائی
خدا کے گھر مین اب رکھا ہی کیا ہی

ملے گی حشر مین کیا داد مجھکو
مری فریاد سے ہوتا ہی کیا ہی

سمجھتا ہی نہین قاصد مری بات
زبانِ نامہ بر پر کیا ہی کیا ہی

شکایت ہی سہی عرضِ تمنّا
ذرا انصاف کر بیجا ہی کیا ہی

تجھے دنیا مین لون عقبیٰ مین چاہون
بجز اسکے مرا دعویٰ ہی کیا ہی

رہی کیون اس دلِ ویران مین حسرت
نہو وحشت تو وہ صحرا ہی کیا ہی

ہمیشہ دیکھتی ہین دل کی آنکھین
ہمارا آپکا پردا ہی کیا ہی

ادا ہی ابتدا مشقِ جفا کی
بہت ہوگا ستم اِتنا ہی کیا ہی

فقط اِک جان وہ بھی تجھپہ قربان
محبّت نے یہان چھوڑا ہی کیا ہی

اگر سُن لین وہ حالِ زار ای **داغ**
ترے کہنے کا پھر کہنا ہی کیا ہی

کسیکے ہین جلوے یہان کیسے کیسے
عیان کیسے کیسے نہان کیسے کیسے

مطلع ثانی

دیئے **داغ** نے اِمتحان کیسے کیسے
مٹائے ہین اُنکے گمان کیسے کیسے

نشیب و فراز انکو سمجھائے کیا کیا
ملائے زمین آسمان کیسے کیسے

ہوئین اُنسے غمازیان کیسی کیسی — بنے تھے مرے راز دان کیسے کیسے

وہ حجاب اوپری دل سے کرتے ہین وعدہ — تو کہا تک ہو پلٹے زبان کیسے کیسے

بنایا کئے مجھکو مجرم وہ ناحق — ملایا کئے ہان مین ہان کیسے کیسے

ملے زاہد پیر کو حور توبہ — وہان ہونگے رعنا جوان کیسے کیسے

نہ آثار عشرت نہ سامان راحت — نشان سے ہوئے بے نشان کیسے کیسے

چھٹے قافلے والے اول ہی منزل — پڑے رہ گئے ناتوان کیسے کیسے

نہ مانی نہ مانی مری بات اُسنے — ہوئے دوست ہمداستان کیسے کیسے

کوئی پارسا ہو تو بھر بھر کے ساغر — پلاتا ہے پیر مغان کیسے کیسے

سکھانے پڑھانے کو ہین دوست دشمن — یہان کیسے کیسے وہان کیسے کیسے

کھلائے ہین گل نوک مژگان نے کیا کیا — بنائے ہین دل پرنشان کیسے کیسے

نہین حیدرآباد پیرس سے کچھ کم — یہان بھی بنے ہین مکان کیسے کیسے

گئے دیدہ و دل بھی ہمراہ قاصد — روانہ ہوئے ارمغان کیسے کیسے

مرے ساتھ غیرون پہ بھی آفت آئی — نکالے گئے میہمان کیسے کیسے

گذرگاہ ارمان وحسرت رہا دل — گذرتے رہے کاروان کیسے کیسے

شکایت حکایت ہی مین رات گذری — رہے تذکرے درمیان کیسے کیسے

وطن سے چلے داغ جب ہم دکہ — چھٹے اہل ہندوستان کیسے کیسے

قیامت ہو اگر مین نے فغان کی
فرشتے خیر مانگین آسمان کی

تلاش انکو ہو میرے رازدان کی
نئی ترکیب نکلی امتحان کی

تمنا اور وہ بھی امتحان کی
خبر تھی کسکو مرگ ناگہان کی

کہان ای چارہ گر دل مین حرارت
یہہ گرمی ہو فقط ضبط فغان کی

نہین کچھ ہرزہ گو دیوانہ عشق
سنو تو کچھ رہا ہو یہہ کہان کی

وبا ہو خاک صرصر مین نشیمن
نظر پڑتی نہین اب باغبان کی

کرے گی سجدہ میت بھی ہماری
کہ مٹی دی ہو اسنے آستان کی

شب غم آئے خواب مرگ کیونکر
یہان دیکھی ہین آنکھین پاسبان کی

تمھین سنواؤن کیونکر اس کی باتین
مرے دل مین ہو کیفیت زبان کی

مرے مرنے سے گو اسکو ہوئی عید
خوشی جو چاہیے تھی وہ کہان کی

در جانان پہ ہنگامہ نہ دیکھا
گمان اٹھی ہوئی ہو پاسبان کی

دہن کو ہو مزا تیرے دہن کا
زبان کو چاٹ ہو تیری زبان کی

خدا کے سامنے بھی بت بنے وہ
ہمین نے انکی کیفیت بیان کی

یونہین رہجائے وہ بیٹھا کا بیٹھا
کھلی رہجائین آنکھین پاسبان کی

رگ بسمل مین باقی ہو ابھی دم
لگا دے اور بھی اک امتحان کی

نے اپنی حالت
بیان کی اور پھر تجھسے بیان کی

سنکر داغ کے اشعار بولے

خدا جانے یہہ بولی ہے کہان کی

کبھی ہمسے نہ کہنا تیرا کہنا ہم نہ مانین گے
جو ضد آئی تو بے منوائے اصلا ہم نمانینگے

خیال غیر ہوگا دِل ہمارا پاسبان ہوگا
رہین خلوت سرا مین آپ تنہا ہم نمانینگے

گواہی کون دے میرا ثبوتِ عشق کیونکر ہو
وہ کہتے ہین قیامت تک یہہ دعوی ہم نمانینگے

تراشائی کہان پیدا فقط کہنے کی باتین ہین
اگر سارا زمانہ مان لیگا ہم نمانینگے

ہم ایسے ہی تو ہین وہ ہمکو چاہین اِس عنایت سے
یقین آتا نہین قاصد یہہ جھوٹا ہم نمانینگے

بہت ہمدرد یکجان و دو قالب ہمنے دیکھے ہین
نہین ہے کوئی دنیا مین کسیکا ہم نمانینگے

بلا سے گر کوئی اِس بات کا دِل مین برا مانے
مگر معشوق ہو وعدہ کا سچا ہم نمانینگے

سوال انکا یہہ ہے دنیا مین کرلو فیصلہ ہمسے
اٹھا رکھے اگر عقبی مین جھگڑا ہم نمانینگے

وہ کہتے ہین ہم اشک و آہ سوزان کے نہین قایل
بہم ہون آب و آتش دونون یکجا ہم نمانینگے

نکلجائے اگر پہلو سے دِل یہہ ہے یقین ہمکو
نکلجائیگی کبھی دل سے تمنا ہم نمانینگے

بڑہے تکرار کیون پہلے ہی اسکا فیصلہ کرلو
یہہ کہنا مان لینگے ہم یہہ کہنا ہم نمانینگے

تمہین خطِ غلامی **داغ** لکھدے کیا سند اسکی
کہ ایسا شخص ہو بندہ کسیکا ہم نمانینگے

نزاکت مانع زور آزمائی ہوتی جاتی ہے
کہ شاخِ گل سے جب انکی کلائی ہوتی جاتی ہے

پھنسا کر زلف مین دِل عمر بھر انکی بلا رکھے
اسیری ہوتی جاتی ہے رہائی ہوتی جاتی ہے

مبارکباد اب صیاد کو مژدہ اسیری کو
بہت شہرہ میری خوشنوائی ہوتی جاتی ہے

ٹہرا یا شوق نے آگے ہٹایا خوف نے پیچھے ‌ ‌ رسائی مین بہی اُس تک نارسائی ہوتی جاتی ہر

نکلجائین کہین بل ملنا نہ چھوڑو راست بازونسے ‌ ‌ بہت سیدہی تمہاری کج ادائی ہوتی جاتی ہر

ہمین بہی صبر آئے صاف کہدو ہم نہین رہتے ‌ ‌ الٰہی ہر چیز کیون اپنی پرائی ہوتی جاتی ہر

مخاطب ہون کسی سے بزم مین وہ چوٹ ہر مجہپر ‌ ‌ مرے ہی سامنے میری برائی ہوتی جاتی ہر

وہ چشم فتنہ زا سے دیکھکر آئینہ کہتے ہین ‌ ‌ بہت اے شوخ تجہمین بیحیائی ہوتی جاتی ہر

ابہی سے کیا ہوا جاتا ہر خون مدعا یارب ‌ ‌ کہ رنگت کا ندر خط کی حنائی ہوتی جاتی ہر

خدا جانے یہہ ہر کیا بہید کیا ہونا ہے انکا ‌ ‌ جدہر تو ہر اُدہر ساری خدائی ہوتی جاتی ہر

نہ مین آتش نہ وہ سیماب یارب کیا سبب اسکا ‌ ‌ جہانتک دل ملاتا ہون جدائی ہوتی جاتی ہر

خدا ہر طالب دیدار محشر کو نہ رہجائے ‌ ‌ بہت مشہور تیری خودنمائی ہوتی جاتی ہر

کدورت سی کدورت تہی مٹایا **داغ** کو جسنے
بحمد اللہ اب اُنسے صفائی ہوتی جاتی ہے

سب سے تم اچھے ہو تمسے مری قسمت اچھی ‌ ‌ یہی کمبخت دکھاتی ہر صورت اچھی

حسن معشوق سے بہی حسن سخن ہر کمیاب ‌ ‌ ایک ہوتی ہر ہزارون مین طبیعت اچھی

میری تصویر بہی دیکھی تو کہا شرما کر ‌ ‌ یہہ برا شخص ہر اسکی نہین نیت اچھی

ہر طرح دل کا ضرر جان کا نقصان دیکھا ‌ ‌ نہ محبت تری اچھی نہ عداوت اچھی

کس صفائی سے کیا وصل کا تو نے انکار ‌ ‌ اس محل پر تو زبان مین تری لکنت اچھی

ہجر مین کسکو بلاؤن نہ بلاؤن کس کو ‌ ‌ موت اچھی ہر الٰہی کہ قیامت اچھی

قبر مین نیند اُڑاتے ہین نکیرین عبث | ان سوالون سے تو دشمن کی حکایت اچھی
دیکھنے والون سے انداز کہین چھپتے ہین | ہمکو پردہ مین نظر آتی ہے صورت اچھی
میری شامت کہ دکھائی اُسے دشمن کی شبیہ | مسکرا کر یہہ کہا اُسنے نہایت اچھی
میری تربت پہ یہہ ظالم نے کہا چپ کر کر | ملگئی عیش ابد کی تجھے فرصت اچھی
جو ہوا آغاز مین بہتر وہ خوشی ہے بدتر | جسکا انجام ہوا اچھا وہ مصیبت اچھی
آدمیت سے علاقہ ہے نہ دنیا کا مزا | پھر جہنم سے ہے کس بات مین جنت اچھی
پھوٹ کر روے بظاہر جو لحد پر دشمن | اس بہانہ سے بہائی مری تربت اچھی
ہمنشینون کو مشیرون کو ترے دیکھ لیا | بُری صحبت ہے بُری اچھی ہے صحبت اچھی
ہے سر ناز فروشی تو خریدار بہت | بیچ ڈالو اسے ملجائیگی قیمت اچھی
عیب اپنے بھی بیان کرنے لگے آخر کار | ہو گئی انکو برا کہنے کی عادت اچھی
خودستائی پہ نہ مشغول ہوا ہے شیخ | کہین کس منہہ سے کہ ہے میری طبیعت اچھی
تم بناؤ تو سہی ہے وہ محبت کے گواہ | ایسے دعوے مین تو جھوٹی بھی شہادت اچھی

زہد و زر سے ہی کہین داغ حسین ملتے ہین
اپنے نزدیک تو ہے سب سے اطاعت اچھی

ہجر کی یہہ رات کیسی رات ہے | ایک مین ہون یا خدا کی ذات ہے
انکی فرمایش نئی دن رات ہے | اور تھوڑی سی مری اوقات ہے
تمکو صحبت غیر سے دن رات ہے | دیکھو اپنی بات اپنے ہات ہے

آپ کی ہر بات مین یہہ بات ہے
چال ہے فقرہ ہے دم ہے گھات ہے

حور کی خواہش پہ یہہ طعنے ملے
واہ کیا نیت ہے کیا اوقات ہے

تونے قاصد جو کہی دل کو لگی
یہہ اُسی کافر کے مُنہہ کی بات ہے

پھر خدا جانے کہان تم ہم کہان
عیش و عشرت کی یہی اک رات ہے

جان کے خواہان ہین سب جانِ جہان
سچ ہے بے پروا اُسی کی ذات ہے

ذکر دشمن پر بگڑنا ہے بجا
واقعی لگتی لگاتی بات ہے

شکوے کے بدلے کیا شکرِ ستم
پھر خفا ہین کیا مزے کی بات ہے

اُنکا قاصد لے چلا ہے دل مرا
تازہ فرمایش نئی سوغات ہے

یہہ ملا اظہارِ اُلفت پر جواب
آپ ایسے ہی تو ہین کیا بات ہے

شب کو جاگین بزم مین وہ دنکو سوئین
رات کا دِن اور دِن کی رات ہے

اُسنے باتون کا مری دیکر جواب
کہدیا خاموش یہہ شہ مات ہے

کیون پھسل پڑتے ہین مُلکِ حُسن مین
کیا وہان برسات ہی برسات ہے

جب کہا مین نے کہ لو مرتا ہون مین
بولے بسم اللہ اچھی بات ہے

ضعف سے اُٹھتے نہین دستِ دُعا
اب ہماری شرم اُسکے ہات ہے

کہتے ہین دشنام دیکر لینگے دل
مفت کیون دیتے ہو کیا خیرات ہے

باوفا ہین غیر اِسکی کیا دلیل
اُنکا دعوے محض بے اثبات ہے

داغ سے جا کر ملے تھے ہم بھی آج
بات کرنی بھی نہ آتی تھی تمہین
یہہ ہمارے سامنے کی بات ہے

آدمی خوش وضع خوش اوقات ہے

اب وہ یہہ کہہ رہے ہین مری مان جائیے — اللہ تیری شان کے قربان جائیے
بگڑے ہوے مزاج کو پہچان جائیے — سیدہی طرح نہ مانیے گا مان جائیے
اللہ جانتا ہے اگر جان جائیے — اس دل کے شوق کو تو ابہی مان جائیے
کسکا ہے خوف روکنے والا ہی کون ہے — ہر روز کیون نجائیے مہمان جائیے
محفل مین کسنے آپ کو دل مین چہپا لیا — اتنون مین کون چور ہے پہچان جائیے
ہین تیوری مین بل تو نگاہین پہری ہوئی — جاتے ہین ایسے آنے سے اوسان جائیے
دو مشکلین ہین ایک جتانے مین شوق کے — پہلے تو جان جائیے پہر مان جائیے
انسان کو ہے خانۂ ہستی مین لطف کیا — مہمان آئیے تو پشیمان جائیے
گو وعدۂ وصال ہو جہوٹا مزا تو ہے — کیونکر نہ ایسے جہوٹ کے قربان جائیے
رہجاے بعد وصل بہی چسٹک لگی ہوئی — کچہہ رکہیئے کچہہ نکال کے ارمان جائیے
اچہی کہی کہ غیر کے گہر تک ذرا چلو — مین آپ کا نہین ہون نگہبان جائیے
آئے ہین آپ غیر کے گہر سے کہڑے کہڑے — یہہ اور کو جتائیے احسان جائیے
دونون سے امتحان وفا پر یہہ کہدیا — منوائیے رقیب کو یا مان جائیے
کیا بدگمانیان ہین انہین مجکو حکم ہے — گہر مین خدا کے بہی تو نہ مہمان جائیے
کیا فرض ہے کہ سب مری باتین قبول ہون — سن سن کے کچہہ نہ مانیئے کچہہ مان جائیے
سودائیان زلف مین کچہہ تو لٹک بہی ہے — جنت مین جائیے تو پریشان جائیے

دل کو جو دیکھ لو تو یہی پیار سے کہو
قربان جائیے ترے قربان جائیے

جانے نہ دونگا آپ کو بے فیصلہ ہوئے
دل کے مقدمے کا ابھی چھان جائیے

یہہ تو بجا کہ آپ کو دنیا سے کیا غرض
جاتی ہے جس کی جان اُسے جان جائیے

غصہ مین ہاتھہ سے یہہ نشانی نہ گر پڑے
دامن مین لیکے سر گریبان جائیے

یہہ مختصر جواب بلا عرض وصل پر
دل مانتا نہین کہ تری مان جائیے

وہ آزمودہ کار تو ہر گز ولی نہین
جو کچھہ بتاسکے داغ اُسے مان جائیے

اس لئے وصل سے انکار ہے ہم جان گئے
یہہ نہ سمجھے کوئی کیا جلد کہا مان گئے

تو وہ ہے سب بت کافر ترے قربان گئے
جو خدا کو بھی نہ مانین وہ تجھے مان گئے

دعوئ مہر و وفا پر وہ برا مان گئے
اُلٹے نادم ہوے احسان کئے احسان گئے

غیر کے دل مین نہون اسکی تلاشی لینا
کہ شب ہجر مین چوری مرے ارمان گئے

تیرے عاشق کا جنازہ نہ گیا ہو آگے
ابھی اس راہ سے کچھہ لوگ پریشان گئے

کیا کرے دیکھئے ہر روز کا آنا جانا
کہ جہان شام ہوئی اور وہ جہان گئے

دیکھہ کہتے ہین اسے آئی گئی کا سودا
ہم ترے آتے ہی سو جان سے قربان گئے

آپ ہی قید ہوے جاتے ہو اپنے گھر مین
بدلیان رہتی ہین وہ آئے یہہ دربان گئے

یا الٰہی کہین اٹھتی تو نہین راہ عدم
جانے والے جو یہان چھوڑ کے سامان گئے

کہتے ہین شکوہ بیداد کریگا پھر بھی
ہم اگر روز جزا تیر کہا مان گئے

رہگذرِ دشت محبت مین نہ کچھہ ساتھ دیا / حضرتِ خضر بھی دو چار ہی میدان گئے

آجکل نالۂ بلبل مین بھی تاثیر نہین / کیا عجب گل یہہ پکارے کہ مرے کان گئے

اُنکے عاشق ہین وہ جانین کہ بچائین ہمکو / یہہ سمجھتے ہین کہ جب جان گئے مان گئے

عشق منھہ پر مرے لکھا ہو تو کیا اسکا علاج / جان پہچان نہ تھی اور وہ پہچان گئے

مجھکو مشتاق نہ رکھنا تھا شبِ وصل اُنہین / حور کے واسطے کیا چھوڑ کے ارمان گئے

ہمنے آتے ہی یہہ محفل مین تماشا دیکھا / غیر کے ہوش اُڑے آپ کے اوسان گئے

خانۂ دل ہے الٰہی کہ مسافر خانہ / کتنے ہی آئے یہان کتنے ہی ارمان گئے

آزمایش ہی پہ ٹھیرا تھا محبت کا ثبوت / اب تو پہچان گئے جان گئے مان گئے

خلشِ خارِ تمنا نے لٹا رکھا تھا / تیرے ارمان گئے دل سے کہ پیکان گئے

بندۂ عشق ہوا ایسے کہ الٰہی توبہ / تم تو معشوق کو اے داغ خدا جان گئے

وہ ہم وعدہ کرکے جو خاموش ہو گئے / امیدوار ہوش سے بیہوش ہو گئے

تلچھٹ بھی آج حضرتِ زاہد نے صاف کی / مے نوش کیا ہوئے کہ بلا نوش ہو گئے

کافی ہے میرے قتل سے اتنا انہین لحاظ / دو چار دن کے واسطے روپوش ہو گئے

احباب کو جنازہ اُٹھانا بھی بار تھا / ہم خاک مین ملے وہ سبکدوش ہو گئے

بگڑا مزاج اُنکا تو محفل بگڑ گئی / سامانِ عیش اُڑکے مرے ہوش ہو گئے

ماتم ہے طفلِ اشک کا یا دل کا سوگ ہے / کیون مردمانِ دیدہ سیہ پوش ہو گئے

ہان ہان ٹھہر ٹھہر کے اُٹھا رخ سے تُو نقاب
پیدا طبیعتوں مین بہت جوش ہو گئی

کیا کیا شبِ فراق رہی ہمکو بیخودی
اکثر شُتونِ در سے ہم آغوش ہو گئی

میری بُرائیان تو نکرتا ہو مدّعی
کیا غور ہی کہ وہ ہمہ تن گوش ہو گئی

اے داغ سب زمانۂ ماضی کے ذوق شوق
یکبار دل سے محو و فراموش ہو گئی

اُس نے جب اِک نگاہ دیکھا ہی
حال دِل کا تباہ دیکھا ہی

سچ بتا تو نے بھی شبِ فرقت
کبھی روزِ سیاہ دیکھا ہی

دِل ہی دونون طرف کا جانب دار
کہیں آیا گواہ دیکھا ہی

مجھکو بے جرم کیون سزا ملتی
کچھہ نہ کچھہ تو گناہ دیکھا ہی

بزم مین مجھکو تاک کر بولے
چُھپ کے بیٹھے ہو واہ دیکھا ہی

ساتھہ اُس بت کے اہلِ تقوی کو
صورتِ گردِ راہ دیکھا ہی

آئینہ دیکھہ دیکھہ کر تمنے
کیا سفید و سیاہ دیکھا ہی

اُس سے پوچھا ہی اُسنے اپنا حال
جب کوئی دادخواہ دیکھا ہی

واقعی ہمنے تیرے کوچہ مین
داغ کو گاہ گاہ دیکھا ہی

ساتھہ شوخی کے کچھہ حجاب بھی ہی
اِس ادا کا کہین جواب بھی ہی

رحم کر میرے حال پر واعظ
کہ اُمنگین بھی ہین شباب بھی ہی

عشق مین ہر متاع درد کی قدر
یہہ گران بہی ہر انتخاب بہی ہر
مار ڈالا ہے اِس دورنگی نے
مہربانی بہی ہر عتاب بہی ہر
سُن لی کیفیتِ جنان واعظ
دیکہہ اِس قسم کی شراب بہی ہر
کیا رہیگا یہی ترا عالم
ساتہہ عالم کے انقلاب بہی ہر
چہٹپٹے وقت گہر چلے جانا
دِن بہی ہر گرم آفتاب بہی ہر
عِشق بازی کو ہر سلیقہ شرط
یہہ گنہ بہی ہر یہہ ثواب بہی ہر
کچہہ مجہے اِس کچہہ مجہے اُمید
صبر کے ساتہہ اضطراب بہی ہر
اِس جفا پر وفا کرون کبتک
آدمیت کا کچہہ حساب بہی ہر
تجہہ سا نا آشنا نہین کوئی
بیوفا جان ہی شباب بہی ہر
دِل ہمارا ہر تشنہء مقصود
دشت مین بحر بہی سراب بہی ہر
سوجہنم ہر اک تری رنجش
اِس سے بڑہکر کوئی عذاب بہی ہر
ہوش مین ہو تو کچہہ کہین تم سے
نشّہ بہی ہر خمارِ خواب بہی ہر

داغ کا کچہہ پتا نہین ملتا
کہین وہ خانمان خراب بہی ہر

پہرے راہ سے وہ یہان آتے آتے
اَجل مر رہی تو کہان آتے آتے
نہ جانا کہ دُنیا سے جاتا ہر کوئی
بہت دیر کی مہربان آتے آتے
سُنا ہر کہ آتا ہر سر نامہ بر کا
کہان رہگیا ارمغان آتے آتے

یقین ہی کہ ہو جاے آخر کو سچی
مرے منہہ مین تیری زبان آتے آتے

سنانے کے قابل جو تہی بات انکو
وہی رہگئی درمیان آتے آتے

مجہے یاد کرنے سے یہہ مدعا تہا
نکلجاے دم ہچکیان آتے آتے

کلیجا مرے منہہ کو آئیگا اک دن
یونہین لب پر آہ و فغان آتے آتے

ابہی سن ہی کیا ہی جو بیباکیان ہون
انہین آئین گی شوخیان آتے آتے

چلے آتے ہین دل مین ارمان لاکہون
مکان بہر گیا میہمان آتے آتے

نتیجہ نہ نکلا تہکے سب پیامی
وہان جاتے جاتے یہان آتے آتے

تمہارا ہی مشتاق دیدار ہوگا
گیا جان سے اک جوان آتے آتے

تری آنکھہ پہرتے ہی کیسا پہرا ہی
مری راہ پر آسمان آتے آتے

پڑا ہی بڑا پیچ پہر دلگی مین
طبیعت رکی ہی جہان آتے آتے

مرے آشیان کے تو تہے چار تنکے
چمن اڑ گئے آندہیان آتے آتے

کسینے کچہہ انکو ابہارا تو ہوتا
نہ آتے نہ آتے یہان آتے آتے

قیامت بہی آتی تہی ہمراہ اُسکے
مگر رہگئی ہمعنان آتے آتے

بنا ہے ہمیشہ یہہ دل باغ و صحرا
بہار آتے آتے خزان آتے آتے

نہین کہیل اے داغ یارونسے کہدو
کہ آتی ہی اردو زبان آتے آتے

ملگئی بیخودی شوق مین راحت کیسی
ہوگئی دونون جہان سے مجہے وحشت کیسی

کیا کہون دل نے اُٹھائی ہی اذیت کیسی | مرنے والے کی رہی رات کو حالت کیسی
چھوڑ دی مشق ستم چھٹ گئی عادت کیسی | باندھ لی آپ نے ساتھہ اپنے عداوت کیسی
ایک دل لاکھہ خیال ایک نظر لاکھہ جمال | کوئی دیکھے تو یہہ وحدت مین ہی کثرت کیسی
کسکی ٹھوکر کا ہی مشتاق مزارِ عاشق | بے نشان ہوکے اُبھر آئی ہی تربت کیسی
اپنی آنکھون مین سمایا ہی کچھہ ایسا جلوہ | نہین تمیز بُری ہوتی ہی صورت کیسی
کھینچتا ہی مجھے کانٹون مین جنون وقتِ علاج | اور شرماتی ہی وحشت کہ یہہ وحشت کیسی
عکس ہی آئینہ مین چار گھڑی بعد آیا | بڑھ گئی حد سے سوا آنکی نزاکت کیسی
خار خارِ سرِ بستر سے نہ چھوٹا دامن | رہی کانٹون مین اُلجھکر شب فرقت کیسی
مجھپر الزام ہی کیون تونے مرا غم کھایا | اور ہوتی ہی امانت مین خیانت کیسی
بندہ چاہے جو خدائی کوئی مل سکتی ہی | لوگ قسمت کو لئے پھرتے ہین قسمت کیسی
عیش و اقبال عجب شی ہی یہہ ہم دیکھے ہین | چار ہی دن مین بدل جاتی ہی صورت کیسی
جورِ معشوق کی پرسش ہی نہین دنیا مین | اپنے بندہ سے خدا کو ہی محبت کیسی
خواری عشق کا رتبہ کوئی ہمسے پوچھے | ایسی ذلت کی کیا کرتے ہین عزت کیسی
عذر بیجا ہی سے ظالم نے ندی مجھکو نجات | شکوہ ہجر کہان شرح مصیبت کیسی
امتحان اور جو باقی ہین وہ یون ہوئے ہین | یہہ بھی انداز ہی مجھہ سے اُنہین نفرت کیسی
ساتھہ غیرونکے وہ کیا چھوڑ گئی چنگاری | میرے ہمراہ جلی ہی مری تربت کیسی
حور سے بحث نہین ہان یہہ بتا اے زاہد | ہا لاکھہ دو لاکھہ مین ہی ایک وہ صورت کیسی

دوست یکرنگ جو اکجا کہین مل بیٹھتے ہین
لطف کے ساتھہ گذر جاتی ہی صحبت کیسی

مین جو خاموش ہون تو یہہ صرف تمہارا منھہ ہی
ورنہ ہر بات ہو اک تیر شکایت کیسی

داغ

دہمکیان دیتے ہو تم جذبۂ دل کی ای داغ
بندہ پرور یہہ محبت مین حکومت کیسی

جاکر اُس بزم مین آجاتی ہی شامت کیسی
میرے اللہ نے رکھہ لی مری عزت کیسی

عشق نے دی ہین دعائین دم رحلت کیسی
مجھسے مل ملکے گلے روئی ہی حسرت کیسی

آدمی مرکے جیئے ہی یہہ مصیبت کیسی
یہین انصاف نہو جاے قیامت کیسی

کبھی آتی ہین تصوّر مین جو دو تصویرین
کیا کہون مین کہ بہٹکتی ہی طبیعت کیسی

سحر و سفّاکی و بیباکی و شوخی و عتاب
جسکی آنکھون مین یہہ فتنے ہون مروت کیسی

لے ہی تو لینگے گنہگارونکے ہوتے زاہد
یہہ تو دوزخ کے بہی قابل نہین جنت کیسی

خواب مین بہی جو بُرا اُسنے کہا سب نے سُنا
جلد ہوتی ہی بُری بات کی شہرت کیسی

آپ ہی جور کرین آپ ہی پوچہین مجھہ سے
یہہ تو فرمایئے ہی آج طبیعت کیسی

اب تو دو چار ہی نالون کا رہا تہا جھگڑا
ہار دی حضرت دل آپ نے ہمت کیسی

چل کے دو چار قدم آگ لگا دی کس نے
تلملاتی ہوئی پہرتی ہی قیامت کیسی

اسکو مین نے بھی کلیجے سے لگا رکہا ہی
درد دل نے پائی مرے سینہ سے راحت کیسی

بے محل بات بہلی بہی تو بُری ہوتی ہی
شکر کرتے ہوئے ڈرتا ہون شکایت کیسی

کوئی دنیا مین نہین تیری طرح ہرجائی
ای اجل تجھکو بہی ہی گردش قسمت کیسی

تھمیے تھمیے کہ نکلجائے مری جان حزین / مین تو رخصت نہوا آپ کی رخصت کیسی

تھے کہان رات کو آئینہ تو لیکر دیکھو / اور ہوتی ہی خطاوار کی صورت کیسی

اپنے جینے کی دعا ہی تو نہین کی جاتی / سی دیئے ہونٹ خموشی نے شکایت کیسی

نگہہ یار کو مین دل مین جگہہ دون لیکن / چور ہو جب کوئی مہمان تو عزت کیسی

چھیڑ ہر وقت کی اچھی نہین یہہ یاد رہے / کبھی کیسی ہی کبھی اپنی طبیعت کیسی

بخشدے پرسش اعمال سے پہلے یارب / پوچھکر کوئی اگر دے تو سخاوت کیسی

شعر تر نکلے تو وہ لخت جگر اپنا ہی / اپنی اولاد سے ہوتی ہی محبت کیسی

دل کو سمجھائینگے بہلائینگے پھسلائینگے / بعد مرجانے کے مل جائیگی فرصت کیسی

نظر آتا ہی پریرو جو کوئی شوخ و شریر
گدگداتی ہی پھر اے داغ طبیعت کیسی

کیا خوف ہی انکو جو ملے داد کسیکی / کچھہ کھائیے تو جاتی نہین فریاد کسیکی

ہر دل مین سنئے درد سے ہی یاد کسیکی / ملتی نہین فریاد سے فریاد کسیکی

منصف ہوا گر دوگے تم داد کسیکی / سنّتی ہی پڑے گی تمہین فریاد کسیکی

جب قطع تعلق ہی تو پھر پاس کہانکا / رکھتا لگی لپٹی نہین آزاد کسیکی

آرام طلب ہون کرم عام کے طالب / یون مفت مین لٹتی نہین بیداد کسیکی

دل تھامے ہوے پھرتے ہین سب گبر و مسلمان / کیا یاد ہی کیا یاد ہی کیا یاد کسیکی

اس حسن جہان سوز سے برپا ہی قیامت / ایسے مین کرے کیا کوئی امداد کسیکی

بڑھتی ہی محبت کی اسیری مین اسیری
پوری نہین ہوتی کبھی میعاد کسیکی

پڑتی ہی نہین کل کبھی کروٹ کسی پہلو
آئے تجھے آئی دلِ ناشاد کسیکی

ایمان تو جب لائین ہم ایشانِ کریمی
مٹ جاے اگر لذتِ بیداد کسیکی

نکلی تو سہی جان اگر سہل نکلی
اٹکی نہین رہتی مرے جلّاد کسیکی

جب دیکھتی ہی نالۂ بلبل مین اثر کچھ
اُسکو بہی اُچک لیتی ہی فریاد کسیکی

اللہ کرے زندہ رہین دیکھنے والے
اُف اُف وہ حسین شکل خداداد کسیکی

یہہ حسن کا فتنہ جو بنا بڑھ کے قیامت
تعمیر کسی کی ہی تو بنیاد کسیکی

گھبرا کے اگر موت بہی مانگون تو کہین وہ
جاگیر نہین ہی عدم آباد کسیکی

کیا عیش بہلا دیگا یہہ آزار یہہ تکلیف
جنت مین بہی یاد آئیگی بیداد کسیکی

ہر اُلفت دشمن مین برا حال کسیکا
ای حضرتِ دل کیجیے امداد کسیکی

کمبخت وہی **داغ** نہو دیکھو تو جاکر
بے چین کیے دیتی ہی فریاد کسیکی

پرسش جو اُنسے ظلم کی روزِ جزا ہوئی
اِتنا ہی کہہ کے چہوٹ گئے وہ خطا ہوئی

دِل لیکے پوچھتے ہو تری چیز کیا ہوئی
اچھی کہی یہہ ایک ہی ای دلربا ہوئی

کس دن قبولِ خاطرِ اہلِ وفا ہوئی
ناصح کی بات بات ہماری دعا ہوئی

جلوہ دکہاکے دیکھہ لیا بزمِ ناز مین
وہ مرگیا وہ روح کسیکی ہوا ہوئی

بے ڈوبڈوبے نہ نکلتا کبھی غبار
آج اُنسے صاف صاف مری برملا ہوئی

پوری ابھی سنی بھی نہیں تمنے داستان
اک بات مین بگڑ گئی یہہ بات کیا ہوئی

کیون مین نے کی شکایت ہجران بجا درست
کہتا ہون ہات جوڑ کے بخشو خطا ہوئی

جاتے ہین بزم غیر مین ہم بھی بھرے ہوے
دو ٹوک اُنسے یا نہوئی آج یا ہوئی

جلتا ہی دیکھہ دیکھہ کے تجھکو ہر اک بشر
کیا بند تیرے عہد مین راہ فنا ہوئی

رحمت کے کارخانے مین واعظ کچھہ اور ہی
بخشش کسیکی ہوگئی جس سے خطا ہوئی

بندِ قبا شکستہ ہین دامن ہی چاک چاک
کسکی طرف سے یہہ تو کہو ابتدا ہوئی

خنجر مین تیرے خون کی بو آرہی ہی آج
کیا جانے کس غریب کی حاجت روا ہوئی

دِل ہاتھہ سے گیا ہی تو پھر مل ہی جائیگا
یہہ جان تو نہین کہ ہوئی جب جدا ہوئی

اِتنا اثر تو نالۂ پُر درد نے کیا
چارون طرف سے حق مین ہمارے دعا ہوئی

کہتے ہین وہ ہماری اطاعت کریگا کیا
جس بندۂ خدا سے نہ طاعت ادا ہوئی

واعظ مےِ طہور کی قیمت گران سہی
ہین وام پھیر لوگا اگر بد مزا ہوئی

مشہور ہی زمانہ مین دونون کی لاگ ڈانٹ
میری فغان ہوئی کہ تمہاری ادا ہوئی

یا پی پلاکے حضرتِ زاہد ہی رنگ لائے
یا یہہ ہوا کہ دخترِ رز پارسا ہوئی

قاتل نے بعدِ قتل پڑھی عید کی نماز
میری قضا کے ساتھہ یہہ اچھی ادا ہوئی

داغ کسکو دیکھہ لیا تو نے خیر ہی
ابتک تو ہوش مین تھا ابھی تجھے کیا بلا ہوئی

دنیا مین ہین سب عیش کے سامان کوئی دن کے
یہہ جلوے نظر آتے ہین نادان کوئی دن کے

ہین نغمۂ مرغانِ خوش الحان کوئی دم کے | ہین رنگ و بہارِ چمنستان کوئی دن کے
عالم ہی شب و روز ترے وصل کا خواہان | کرتا ہی کوئی رات کے ارمان کوئی دن کے
ڈرتی ہی بلا ہی تو مرے روزِ سیہ سے | ہو سکتی ہی روکش شبِ ہجران کوئی دن کے
بیباک ہوے جاتے ہین اب وہ کوئی دن مین | دربان کوئی دن کے ہین نگہبان کوئی دن کے
دِل دیکے اب اُس شوخ پہ جاتی ہی مری جان | ہین اور بھی تقدیر مین نقصان کوئی دن کے



لیجائے کہان دیکھیے اب گردشِ قسمت
دِلی مین ہم اے **داغ** ہین مہمان کوئی دن کے



اِطاعت مین اغیار خامی کرینگے | ہمین بندہ پرور غلامی کرینگے
وہ کیا چارۂ تلخکامی کرین گے | یہی ناکہ شیرین کلامی کرینگے
کرونگا جب اظہار رنج و مصیبت | حمایت مری اُنکے حامی کرینگے
یہہ ٹھیری ہی آوارگانِ محبت | جنابِ خضر کو مقامی کرینگے
ہوے آپ بدنام جن جن کے پیچھے | وہی آپ کی نیکنامی کرین گے
یہی غم رہیگا مرے دوست اپنے | ذرا پختگی مین جو خامی کرینگے
یہہ جانو کہ ہوگی جہان خاکِ عاشق | وہین تو وہ محشر خرامی کرین گے
کرین ہم دغا آپ سے توبہ توبہ | یہہ کوفی کرینگے یہہ شامی کرین گے
کوئی کچھ پڑھایا کرے مُغبچون کو | یہہ بس یاد اشعارِ جامی کرینگے
کہانتک اُٹھائین یہہ نازک مزاجی | کسی اور کی اب غلامی کرینگے

رہیگا نہ دشمن تو مجھکو خوشی کیا
وہ خود اُسکی قایم مقامی کرینگے

قیامت بھی مٹ جائیگی ہر قدم پر
قیامت کی وہ خوشخرامی کرینگے

مرے قتل کے رُوز مِیلا لگیگا
یہہ جلسہ وہ اِک دہوم دہامی کرینگے

عجب شان پر رحمتِ عام ہوگی
خوشی خاص بندو مین عامی کرینگے

نہ گہبراؤ تم **داغ** مطلب تمہارا
اَدا سب پیامی سلامی کرینگے

دل پریشان ہوا جاتا ہَی
اور سامان ہوا جاتا ہَی

خدمتِ پیرِ مغان کرزاہد
تو اَب انسان ہوا جاتا ہَی

موت سے پہلے مجھے قتل کرو
اُسکا احسان ہوا جاتا ہَی

لذتِ عشق اِلٰہی مِٹ جائے
دردارمان ہوا جاتا ہَی

دم ذرا لو کہ مِرا دم تمپر
ابھی قربان ہوا جاتا ہَی

گریہ کیا ضبط کرون اَی ناصح
اشک پیکان ہوا جاتا ہَی

بیوفائی سے بھی رفتہ رفتہ
وہ مِری جان ہوا جاتا ہَی

عرصۂ حشر مین وہ آپہنچے
صاف میدان ہوا جاتا ہَی

مدد اَی ہمتِ دشوار پسند
کام آسان ہوا جاتا ہَی

چھائی جاتی ہی یہہ وحشت کیسی
گہر بیابان ہوا جاتا ہَی

شکوہ سُن آنکھہ ملا کر ظالم
کیون پشیمان ہوا جاتا ہَی

آتشِ شوق بجھی جاتی ہی — خاک ارمان ہوا جاتا ہی
عذر جانے مین نکر ای قاصد — تو بہی نادان ہوا جاتا ہی
مضطرب کیون نہون ارمان دلِ مین — قید مہمان ہوا جاتا ہی

داغ خاموش نہ لگجائے نظر
شعر دیوان ہوا جاتا ہے

جنسِ دل آپکو کیا مہنگی ہی یا سستی ہی — ہم نہین بیچتے کچھہ زور زبردستی ہی
مجھکو جلوے سے غش آیا اُسے گذرا یہہ گمان — نیند غفلت کی ہی یا چھائی ہوئی مستی ہی
اے فلک چین سے دم بہر تو پڑا رہنے دے — ہم ہی بستے ہین جہان خلقِ خدا بستی ہی
ہی ہمیشہ رخِ رنگین کی بہار اے گلِ تر — رو کشی اُس سے کرے تو تری کیا ہستی ہی
ہات سے دامنِ اُمیدِ کرم چھوٹ گیا — ہم یہہ سمجھے کہ یہی وجہ تہیدستی ہی
زہر چڑہتا ہی تری زلف کے نظارے سے — مار رکھتی ہی یہہ ناگن یونہین کٹ ڈستی ہی
ہی یہہ اب بے اثری غیر کے طعنے کیسے — ہمپر آوازے ہماری ہی فغان کستی ہی
دل کے سو ٹکڑے اُڑے تن کو خبر تک نہوئی — چشمِ بد دور یہہ قاتل کی سُبکدستی ہی
نعمتین سارے جہان کی ہون تو پروا نکرے — فاقہ مستی تری کیا بات ہی کیا مستی ہی
کوئی دم موت کا کہٹکا نہین جاتا دل سے — نیستی کہتے ہین جسکو وہ یہی ہستی ہی
کہین رُوتا تو ادہر سے نہین گذرا مجنون — پانون سے ناقۂ لیلی کے [illegible] ہی
حوصلہ چاہیے انسان کو پائے جو عروج — پست ہمت کو بلندی بہی پستی ہی

بہرِ گلگشت جو آتا ہے وہ نازک اندام
شاخِ گل تارِ رگِ گل سے کمر تی ہے

آدمی روح کو آرام سے رکھے سر ہم
ورنہ پھر اور ہی عالم کو یہہ چل بستی ہے

حیدرآباد رہے تا بہ قیامت قایم
یہی اب داغ مسلمانون کی اک بستی ہے

غیر سے میری طرفداری ہے
یہہ نئی طرح کی عیاری ہے

اُنکو وعدہ مین بھی دشواری ہے
مجھکو ایک ایک گھڑی بھاری ہے

میرے دلمین وہ حنائی فندق
اک چمکتی ہوئی چنگاری ہے

چشم فتان مین کہان شرم و حیا
مردمک مردم بازاری ہے

غمزہ و ناز نے کھینچی تلوار
کس سے یہہ جنگ کی تیاری ہے

کم نہین موت سے دل کا آنا
سخت مجبوری و ناچاری ہے

سنگِ اسود نہ ٹلا کعبہ سے
پتھر اپنی ہی جگہہ بھاری ہے

آنکھین بھرتی ہین ہزارون فتنے
اُنکی مژگان کا قلم جاری ہے

کیا کرین شور لب زخمِ جگر
آپ کا پاسِ نمکخواری ہے

عرض مطلب پہ زبان قطع ہوئی
بات کرنے کی گنہگاری ہے

آئے چکر مین جنابِ زاہد
دخترِ رز کا قدم بھاری ہے

اُتنی ہی رات ہے جتنی سمجھو
یہی آدھی ہے یہی ساری ہے

یہہ رہے جان رہے یا نہ رہے
وضعداری بڑی بیماری ہے

داغ دشمن سے بھی جھک کر ملیے
کچھ عجب چیز ملنساری ہے

خوش کسی حال میں انسان رہا ہے نہ رہے
ہو کے بیفکر کسی آن رہا ہے نہ رہے

دست معشوق بھی پنجۂ وحشت نہ بھی
ثابت اپنا تو گریبان رہا ہے نہ رہے

نہ کیا قتل یونہیں سبکو گھلا کر مارا
مرنے والوں کے سر احسان رہا ہے نہ رہے

میرے ہی قتل کی حسرت ہے ترے دل میں تو ہی
بجز اسکے کوئی ارمان رہا ہے نہ رہے

جو حقیقت سے خبردار ہوا یا ہوگا
پھر حقیقت میں وہ انسان رہا ہے یا نہ رہے

کرتے ہیں عشق کا ہم جان لگا کر سودا
اس میں انجام کو نقصان رہا ہے نہ رہے

خون عاشق سے ہمیشہ ہی ہا فندق بند
سادہ اس تیر کا پیکان رہا ہے نہ رہے

دل بیتاب کو کیوں لٹ میں الجھاتے ہو
کوئی باندھے سے تو مہمان رہا ہے نہ رہے

دخل کیا ہمسے محبت میں جو بازی لیجائے
غیر کے ہاتھ یہ میدان رہا ہے نہ رہے

راہ میں تیر نگہ دور سے لیتا ہے خبر
انکے ہمراہ نگہبان رہا ہے نہ رہے

سخن عشق کی تاثیر سے وہ ڈرتے ہیں
سامنے **داغ** کا دیوان رہا ہے یا نہ رہے

دیکھیے عشق میں اب جان رہے یا نہ رہے
جان کیا چیز ہے ایمان رہے یا نہ رہے

چاٹ جنت کی قیامت ہے دل خلق حریص
عمر بھر شوق میں انسان رہے یا نہ رہے

کیا مصیبت ہے کہ تم وعدہ کرو اور نہ آؤ
کوئی کمبخت پریشان دکھیا نہ رہے

اٹھو کھالی ترے ملنے کی قسم اے ظالم
آن رہجاے مری جان رہے یا نرہے

ہوش مین آ و نہ گھبراؤ جواب اسکا دو
شب کو جاکر کہین مہمان رہے یا نرہے

آج یارون نے مری موت کی تیاری کی
یہہ بہی کل دیکہیے سامان رہے یا نرہے

جلوہ یار قیامت ہی جناب ناصح
کہیے حضرت کے بہی اوسان رہے یا نرہے

جذب دل کی نہ خبر تہی تو لگا یا کیون ہتا
آپ کے تیر مین پیکان رہے یا نرہے

تو تو اکبار مرے دل کی تمنا برلا
پہر بلاسے کوئی ارمان رہے یا نرہے

ہات سے وقت گیا آپ جو قابو سے گئے
عمر بہر کوئی پشیمان رہے یا نرہے

تیری تصویر نے دیکہی تہی کب ایسی صورت
دیکہکر داغ کو حیران رہے یا نرہے

قیامت ہین بانکی ادائین تمہاری
ادہر آؤ لیلون بلائین تمہاری

جو پوچہا کبہی شغل تنہائی اوسنے
کہا گنتے ہین ہم خطائین تمہاری

زمانے مین ہین یادگار زمانہ
وفائین ہماری جفائین تمہاری

ہمین دوگے انعام کیا روز محشر
جو ہم بات بگڑی بنائین تمہاری

پہڑک جائے کیونکر نہ انسان سنکر
رسیلی سریلی صدائین تمہاری

تجلی کی موسیٰ سے ہون دو دو باتین
اگر شکل ہم دیکہہ پائین تمہاری

ہمین بے تمہارے ہی سم آب و دانہ
قسم بہی جو کہائین تو کہائین تمہاری

ہر اک داستان ہی نہایت مزے کی
ہم اپنی کہین یا سنائین تمہاری

کرین آنکھ سے ہم نظارے تمہارے / سنین کان سے ہم صدائین تمہاری

کرو صدقہ غیرونکو سر پر سے اپنے / بڑے لینے والے بلائین تمہاری

بظاہر محبت جتانے سے حاصل / مجھے کوستی ہین دعائین تمہاری

وہ گھبرا گئے آخر اے حضرتِ دل / کہانتک سنین التجائین تمہاری

یقین ہے کہ اب سے زیادہ تعلق ہو / محبت جو ہم آزمائین تمہاری

شبِ غم وہان سے یہ پیغام آیا / اثر کرچکین بس دعائین تمہاری

اٹھائے ہین صدمے بہت داغ تمنے
الٰہی مرادین برآئین تمہاری

نگہ نکلی نہ دل کی چور زلفِ عنبرین نکلی / ادھر لا ہات مٹھی کھول یہ چوری نہین نکلی

تری خاطر سے کہدون آرزو اے نازنین نکلی / نہین نکلی نہین نکلی نہین نکلی نہین نکلی

تہِ شمشیر گھٹ گھٹ کر مری جانِ حزین نکلی / تمنا آپکے دل کی ہی نکلی یا نہین نکلی

مٹی چین جبین تو چاند سی تیری جبین نکلی / پڑی جب گلجھڑی دلمین نہین سلجھی نہین نکلی

دعائے بے اثر کی جب ہوئی کچھ ہر بازاری / کلیجے سے ہمارے جل کے آہِ آتشین نکلی

اٹھے دستِ دعا کیا ضعف نے ایسا گھلایا ہے / جسے مین ہات سمجھا تہا وہ خالی آستین نکلی

بہت گہین لگی رہتی ہین اسکی چشم پرفن پر / ہماری تاک مین جو تھی وہ خود زیرِ کمین نکلی

بجا اے حضرتِ واعظ کہان دنیا کہان جنت / نرالی آن بانکی وضع جب نکلی یہین نکلی

رسائی ضعف سے مشکل تھی اسکے قدِ زیبا تک / ہماری آہ سے ملکر نگاہِ واپسین نکلی

وہ اپنی ہر ادا کی آپ ہی تعریف کرتے ہین
نگہہ نے نیمچہ مارا زبان سے آفرین نکلی

کہون کیا پہلے ہی آنکھین نکالین آپنے مجھپر
ابہی کمبخت پوری بات بہی منھہ سے نہین نکلی

مجھے خوش دیکھکر تم کیون مبارکباد دیتے ہو
نہ پوچھو وصل کی حسرت کہان نکلی کہین نکلی

نکلکر تم مری آغوش سے اس حال کو پہونچے
کہین سے چلدیا دامن کہین سے آستین نکلی

ہمارا حال دنیا مین کوئی کب دیکھہ سکتا ہے
توقع چشم جانان سے تہی وہ بہی شرمگین نکلی

زمانے کو تو یہہ ارمان مجھکو اسکا رونا ہے
وہ تہی کیا ہوفا حسرت جو وقت واپسین نکلی

مرے ہی سامنے باد صبا نے کیون نقاب الٹی
چہری کہینچے ہوے اُس شوخ کی چین جبین نکلی

ٹہکانا خانہ ویران محبت کا کہان ہوتا
نہ اس لایق فلک نکلا نہ اس قابل زمین نکلی

تمہین دعوی تہا ہم ہونگے مقابل ماہ کامل سے
خدا کی شان ہے لو وصل کی شب چودہوین نکلی

نیاز و ناز عشق و حسن دیکہا قیس و لیلی مین
جو یہہ صحرا نشین نکلا تو وہ محمل نشین نکلی

یہہ انکو لاگ ہے وہ پوچہتے ہین ہر مسافر سے
ہماریسی کوئی صورت کہین دیکہی کہین نکلی

اجل نے دی مہلت بات کی بہی لگی حسرت
اُدہر گہر سے وہ نکلے تہے اِدہر جان حزین نکلی

مری طبع روان اے داغ جسدم جوش پر آئی
وہی پانی ہوئی جو شعر کی پتہر زمین نکلی

عرض احوال کو گلا سمجہے
کیا کہا مین نے آپ کیا سمجہے

اُن اشارون کو کوئی کیا سمجہے
نگہہ ناز سے خدا سمجہے

وعدہ کرنا پہر اس خوشی کے ساتہہ
ہم تو اسکو بہی اک ادا سمجہے

چلتے چلتے وہ کہہ گئی مجھ سے — ہم تجھے مطلب آشنا سمجھے
پردے پردے ہین گالیان دیکر — مجھ سے وہ پوچھتے ہین کیا سمجھے
اپنے بے چین دل کے آگے ہم — اُس کی شوخی کو بھی حیا سمجھے
اِن کنایون کو اپنے تم سمجھو — بات وہ ہی جو دوسرا سمجھے
خط کو دیکھا نہ دِیکھا چاک کیا — اُسکو مطلب جو مدعا سمجھے
سچ تو یہ ہے کہ وہ بتِ مغرور — اپنے آگے کسیکو کیا سمجھے
کیا یقین ہو مری محبت کا — وہ شکایت کو اِلتجا سمجھے
جب کہا اُسنے تجھ سے سمجھین گے — مین نے بھی طعن سے کہا سمجھے
تو پرائی سمجھ پہ کام نکر — رمزِ اُلفت کو غیر کیا سمجھے
دِل نے سمجھا ہو دوست دشمن کو — ایسے نافہم سے خدا سمجھے

آدمیت کی شرط ہو اے داغ
خوب اپنا بُرا بھلا سمجھے

دِل کو کیا ہو گیا خدا جانے — کیون ہو ایسا اُداس کیا جانے
اپنے غم مین بھی اُسکو صرفہ ہی — نہ کھلا جانے وہ نہ کہا جانے
اِس تجاہل کا کیا ٹھکانا ہو — جان کر جو نہ مدعا جانے
کہدیا مین نے رازِ دِل اپنا — اِسکو تم جانو یا خدا جانے
کیا غرض کیون اِدہر توجہ ہو — حالِ دِل آپ کی بلا جانے

جانتے جانتے ہی جانے گا | مجھ مین کیا ہی ابھی وہ کیا جانے
کیا ہم اُس بدگمان سے بات کرین | جو ستایش کو بھی گلا جانے
تم نہ پاؤگے سادہ دِل مجھ سا | جو تغافل کو بھی حیا جانے
ہی عبث جرم عشق پر الزام | جب خطاوار بھی خطا جانے
نہین کوتاہ دامنِ اُمید | آگے اب دست نارسا جانے
جو ہوا جہا ہزارا چھُون کا | واعظ اُس بت کو تو بُرا جانے
کی مری قدر مثل شاہِ دکن | کسی نواب نے نہ راجا جانے
اُس سے اُٹھیگی کیا مصیبت عشق | ابتدا کو جو انتہا جانے

داغ اعلیحضرت

داغ سے کہدو اب نہ گہبرائے
کام اپنا بنا ہوا جانے

کمر کی طرح بے نشان ہی دہن بھی | دہن کا ہی دعوٰی تو کیجے سخن بھی
ہزارون طرح کے ہین سامان اِس مین | پرانی ہی سرکار چرخ کہن بھی
سنبھل کر ذرا پانون رکھیے زمین پر | اگر چال بگڑی تو بگڑا چلن بھی
بہت خوبرو دِل مین بیٹھے ہوئے ہین | مگر بزم جنت ہی یہہ انجمن بھی
نہ خط بھیجتا ہی نہ آتا ہی کوئی | عدم ہو گیا ہی ہمارا وطن بھی
اگر دِل مِلائے تو ملجائے باہم | زبان سے زبان بھی دہن سے دہن بھی
تجھے ابروے یار سیدہا نہ دیکھا | عجب بانکپن ہی ترا بانکپن بھی

وہان کچھ نہ بولا گیا نامہ بر سے — خدا نے دیئے تھے زبان بھی دہن بھی
نہ مانا برا میرے شکوے کا اُسنے — بڑے کام آیا یہہ دیوانہ پن بھی
بلا سے ہون برباد ہم اُٹھ کے پہنچین — نہین آتی ہم تک ہوائے وطن بھی
طریق محبت مین رہبر ہوا اچھا — یہی راہ آسان بھی ہے کٹھن بھی
شرارت سے خالی نہین اُنکی باتین — جہان سادگی ہے وہان بانکپن بھی
سلامت رہے شاہ محبوب یارب — رعیت بھی آباد ملکِ دکن بھی
وُہی چارہ فرمائے اہل غرض ہے — وہی دستگیر غریب الوطن بھی
فلاطونِ حسن دہر تو لقمان حکمت — سِکندر حشم ہے تو جم انجمن بھی
مرا شاہ ہے مالکِ ملک و دولت — مرا شاہ ہے قدردانِ سخن بھی

خدا کی عنایت سے ہے داغ سب کچھ
جو وہ مہربان ہے تو شاہِ دکن بھی (دام اقبالہ)

سیکڑون ملتے ہین الزام کے دینے والے — ایک دو بھی نہین آرام کے دینے والے
میرے قاصد کو دیا اُسنے یہہ جھنجلا کے جواب — کون ہوتے ہین وہ پیغام کے دینے والے
وعدۂ وصل پہ یہہ پختگی و استحکام — آفرین اے طمع خام کے دینے والے
جان نثارون کو مِلا کرتے ہین اکثر خلعت — تم سلامت رہو انعام کے دینے والے
اِس خرابات سے وُہ اہل خرابات گئے — جام بھر کر مئے گلفام کے دینے والے
آبرو عاشق بدنام کی کب رہتی ہے — نام رکھتے ہین مجھے نام کے دینے والے

عشق کے حکم سے ہے دستِ جنون پر سر کار
کام لیتے ہین سبھی کام کے دینے والے

ناتوانی پہ نہ جا تو کہ ہمین باقی ہین
سو دعائین تجھے دل تھام کے دینے والے

اب سرِ سامنے خاموش ہین کیون کیا باعث
لب گستاخ سے دشنام کے دینے والے

وہی تو وعدۂ دیدار کرینگے پورا
مجھکو دہوکے سحر و شام کے دینے والے

وہی اچھے وہی دانا ہین تمہارے نزدیک
مشورے تمکو برے کام کے دینے والے

آپ ہین جان کے ایمان کے لینے والے
آپ ہین درد کے آلام کے دینے والے

غیر کیا دیگا تمہین نقد دل و جان اپنا
نہین ہوتے کبھی اس نام کے دینے والے

قتلِ عشاق کا وہ حکم نہ دیتے بیوجہ
کچھ سمجھ لیتے ہین احکام کے دینے والے

صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ و سلم

داغ عاصی کو ملے نعمتِ فردوس و نعیم
یا نبی و لیثِ اسلام کے دینے والے

رضی اللہ تعالی عنہ

یہ دل محبوبِ سبحانی کے صدقے
محی الدین جیلانی کے صدقے

مرے دل پر چلے وہ خنجرِ عشق
ملک ہون جس کی قربانی کے صدقے

تمہاری ذات سے ہے نظمِ عالم
جہانبانی کے سلطانی کے صدقے

نثارِ قبرِ انور مہ و مہر
فرشتے قبرِ نورانی کے صدقے

تمہارے لطفِ پنہانی کے قربان
تمہارے فیضِ روحانی کے صدقے

یہ زیبا ہے جو ہون لوح و قلم بھی
تمہارے اسمِ لاثانی کے صدقے

سبک روحی مین کب ہے لذتِ درد
دمِ بسمل گرانجانی کے صدقے

یہہ دِل ہوا ور جوشش قلزم عشق | یہہ کشتی موج طوفانی کے صدقے

فدائے شمع پروانہ ہوا ہی داغ
ہم اپنے قطبِ ربانی کے صدقے

محبت ہی مجھے اُس رہگذر سے | جنازہ بھی مرا جائے اُدھر سے
بچانا آفتِ تیرِ نظر سے | اُنہیں بھی بلا آئی کدھر سے
چمکتی ہی بہت بارِ نظر سے | ہمارے ہاتھ لپٹا لو کمر سے
نگہہ دل سے لڑے مژگان جگر سے | بندھا ہی مورچہ کیا گھر کے گھر سے
ٹپکتا ہی یہہ صاف اِسکی نظر سے | بہت باتین ہوئین ہین نامہ بر سے
نہ روکا شامِ فرقت کو کسی نے | دوہائی دے رہا تہا مین سحر سے
کیا ہے ضبط جب دردِ محبت | گرے ہین ٹپ ٹپ آنسو چشم تر سے
اُنہین فرصت کہ اِسکا سر اُتارا | ہمین فرصت کہ چھوٹے دردِ سر سے
ہم اپنی جان پر کہیلے ہوئے ہین | لڑائی ہو پڑی ہے چارہ گر سے
خدا کی دین ہی غم ہو کہ شادی | یہہ بندے لائے ہین کیا اپنے گھر سے
تمہارا دیکہنا کیونکر نہ دیکہون | نظر کی چوٹ رکتی ہی نظر سے
نرالی وضع زاہد نے بنائی | یہہ ہی انسان کیا جانے کدہر سے
ملی سوز و گداز ہجر کی داد | پچھے آنسو مرے شمع سحر سے
شب فرقت تمہین اِتنے تو نالے | کہ مین باتین کرون دیوار و در سے

ندیکھا کر مجھے غصہ سے ظالم
مزا آتا ہے اُنکے رُوٹھنے مین
تری آنکھون سے بھی کیون خون برسے
ہمیشہ چھیڑ ہوتی ہی ادھر سے

دعا ہم سے کروگے آخرکار
اُنھین، تو حور ہی سے لاگ ٹھیری
یہہ ہم سمجھے ہوئے تھے پیشتر سے
اُٹھی اماوان جنت کسکے گھر سے

رقیب روسیہ کیون سر چڑھا ہے
اُسے صدقہ کرو تم داغ پر سے

لذت سیر دگر چشم تمنا لیگی
ایکبار اور بھی دنیا بھی پلٹا لیگی

دل کا سرمایہ وہ دزدیدہ نظر کیا لیگی
اُتنا دینا بھی پڑیگا اُسے جتنا لیگی

شکوۂ دہر نہ بیداد فلک کی فریاد
حشر مین خلق خدا نام تمہارا لیگی

پردہ در ہوگی محبت یہہ خبر تھی کسکو
ہاتھہ مین دامن یوسف کو زلیخا لیگی

نہ کرین میرے لئے حضرت ناصح تکلیف
خود طبیعت دل بیتاب کو سمجھا لیگی

لُٹ چکی جان و دل و صبر و خرد روز وصال
کیا دھرا ہی شب غم آکے یہان کیا لیگی

ایک مدت سے ہی برباد ہماری مٹی
دیکھئے کب ترے دامن کا سہارا لیگی

چارہ گر ہونگے تجھے کپڑے چھڑانے مشکل
آڑے ہاتون مری وحشت کبھی ایسا لیگی

خاص بخشوگے تمھین اپنے گنہگارون کو
بخشش عام نہ انکا کبھی ٹھیکا لیگی

کچھ اداؤن کو بہت ہمنے کیا ہی سیدھا
ہمسے کیا بدلہ کی تم بھی لٹ چلبلیا لیگی

چین سے آپ رہین کچھہ مری پروا نہ کرین
کیا شب ہجر بلا ہے کہ مجھے کھا لیگی

داغ کا سودا تری زلفون سے بنا رکھا تھا
کیا خبر تھی کہ نگہ مفت مین ہتھیا لیگی

شب کو دیکھیگی جو یہ داغ دل و چاک جگر
خوف سے کاہکشان دانتو مین تنکا لیگی

غیر ہی خواب شب وصل مین اے آہ رسا
کام بنجائیگا سوتے کو اگر جا لیگی

اوپری دل ہی سے اس دل کے خریدار ہو تو
جسکو تم لوگے اسی چیز کو دنیا لیگی

کام بگڑا نہ بنائے سے بنیگا ہرگز
میری تدبیر نہ تقدیر سے بدلا لیگی

درد و غم رنج و الم مول لئے کیا کیا کچھ
اور کیا کیا نہ مری خواہش بیجا لیگی

گرم بازاری دل دیکھ کے وہ کہتے ہین
ہم نہ لینگے اسے جس چیز کو دنیا لیگی

دل سودا زدہ آزار محبت لیگا
عقل دیوانی نہین ہے جو یہ سودا لیگی

شاہ دیندار کا وہ فیض ہے جاری اے داغ
حشر تک جس سے مزے دین کے دنیا لیگی

جب سے بسی ہوئی کسی گلگون قبا مین ہے
مین کیا کہون کہ نکہت گل کس ہوا مین ہے

گرویدہ اس ستم پہ بھی رہتے ہین سیکڑون
میری وفا کا رنگ تمھاری جفا مین ہے

خالی نہین ہے انکی شرارت سے شرم بھی
جو کچھ بچے ادا سے وہ شوخی حیا مین ہے

افسوس یہہ ہوئی نہ مقدر مین غیر کے
مضبوط جو گرہ ترے بند قبا مین ہے

گذری کبھی نہ چین سے ہمکو کوئی گھڑی
جو ابتدا مین غم تھا وہی انتہا مین ہے

اے خضر بادہ خوار کو کیا اسکی آرزو
کیفیت شراب بھی آب بقا مین ہے

آسودگان خاک کی آہین اگر نہ ہون
دامن دم خرام ترا کس ہوا مین ہے

چٹکی مین اُنکی تیر نگاہون مین اُنکی قہر
کیا جانے کتنی دیر ہماری قضا مین ہے

ہنگامہ دوست دوست رہا بزم غیر مین
کب یہہ سنا کہ مجمع اہلِ وفا مین ہے

مرجاؤن مین اگر ہو وہان ناز مین کمی
اپنی تو جان ایک سراپا ادا مین ہے

کس طرح عرض حال کرے کیا کرے کوئی
تاثیر شکوے مین نہ اثر التجا مین ہے

سر پہوڑنا فضول ہے دم توڑنا عبث
دِل پہیر دے تو ہوگا یہہ قدرت خدا مین ہے

پہلو مین دیکہکر مرے دِل کو مچل گئی
انکو گمان تہا مری زلف دوتا مین ہے

دِلکو کچہہ اور رنگ تو شب کو کچہہ اور ڈہنگ
تاثیر دو طرح کی ہماری دعا مین ہے

ہنگام سجدہ سر پہ قیامت بپا ہوئی
ہر ذرہ ایک فتنہ ترے نقش پا مین ہے

دِل کو پہنسا رہی ہے وہ زلفِ سیاہ گون
یہہ مبتلا تو آپ ہی اپنی بلا مین ہے

یارب شبِ فراق نہ ہون تنگ کر اجل
اُسکی ادا کا ڈہنگ بہی کوئی قضا مین ہے

یہہ وحشتِ مزاج نہ اِسوقت رنگ لائے
دامن قبول کا مرے دستِ دعا مین ہے

اب دیکہیے جو داغ کو وہ داغ ہی نہین
سب رنگ چہوڑ چہاڑ کے یادِ خدا مین ہے

ہم اِس جہان سے ارمان لیکے جائینگے
خدا کے گہر بہی سامان لیکے جائینگے

یہہ بولے تو مری جان لیکے جائینگے
یہہ ذوق شوق تو ایمان لیکے جائینگے

وقتِ نزع نہ آئین عدو کے کہنے سے
ہم اور غیر کا احسان لیکے جائینگے

بیان کرینگے ترے ظلم ہم قسم کہا کر
خدا کے سامنے قرآن لیکے جائینگے

چڑھی نہ تربتِ مجنون پہ آجتک چادر — ہم اپنا چاک گریبان لیکے جائینگے

ہمین یہہ فکر کہ دِل سوچکر سمجھکر دین — اُنہین یہہ ضد کہ اسی آن لیکے جائینگے

صنمکدیکے ہوے ہم نہ میکدیکے ہوے — یہہ داغ دِل مین مسلمان لیکے جائینگے

بھرے ہین کعبہ دِل مین جو حسرت و ارمان — مراد اپنی یہہ مہمان لیکے جائینگے

لگاکے لائے ہین غیرونکو آپ اپنے ساتھ — یہان سے کیا یہہ نگہبان لیکے جائینگے

بغیر وصل کا وعدہ لئے ٹلینگے نہ ہم — یہہ عہد لیکے یہہ پیمان لیکے جائینگے

ہنسا رہیگا دِل مبتلا تو دنیا مین — گناہ کس مین پہر انسان لیکے جائینگے

کچھ آگیا مرے آگے دیا لیا میرا — یقین تہا وہ مری جان لیکے جائینگے

خدا کے سامنے جب آپ کی طلب ہوگی — وہان بہی آپ نگہبان لیکے جائینگے

نہین ہے تشنگی حشر کا کچھ اندیشہ — ہم اشکِ شرم کا طوفان لیکے جائینگے

کرینگے روزِ جزا اہلِ حشر مین تقسیم — بہت سے ہم ترے ارمان لیکے جائینگے

کیا ہے سخت پریشان ناصحون نے مجھے — جب آئینگے مرے اوسان لیکے جائینگے

اِس آستان پہ جو دی جان **داغ** بیکس نے — جنازہ آپ کے دربان لیکے جائینگے

وعدہ پہ اُنکی بات بنائی ہوی سی ہے — کھائی ہے وہ قسم کہ جو کھائی ہوی سی ہے

کِس بوالہوس کے خون مین رنگے ہین تمنے ہاتھ — اُتری ہوی حنا یہہ لگائی ہوی سی ہے

چھایا ہوا ہے بزمِ عدو کا خمار سا — آنکھون مین تیری نیند سمائی ہوی سی ہے

افسردہ خاطری مین بہی ہر آگ شوق کی
پوری بجھی نہین یہہ بجھائی ہوئی سی ہر

تم دل سے مہربان ہوا اسکا یقین نہین
یہہ طرز التفات اُڑائی ہوئی سی ہر

دہویا ہر تمنے تیغ کو باقی ہر نم ابہی
یہہ خون مین کسیکے نہائی ہوئی سی ہر

ہر چشم نیم باز پہ دہوکا خمار کا
یہہ تو لڑی ہوئی سی لڑائی ہوئی سی ہر

میرا نشان جو کوچۂ جانان مین دیکہیے
اِک مشت خاک وہ بہی اُڑائی ہوئی سی ہر

دست فلک سے ہاے مری سرنوشت بہی
موہوم اِک لکیر مٹائی ہوئی سی ہر

چشمک زنی نہ کی ہو کسی چشم مست نے
نرگس کی آنکہہ آج جو آئی ہوئی سی ہر

رنگت اُڑی ہوئی سی ہر کیا آج داغ کی
چہرہ پہ مُردنی ہی تو چہائی ہوئی سی ہے

ہر دم اُسی کی دُہن ہر اُسیکا خیال ہر
چہوٹے چہٹاے ربط پر اب تک یہہ حال ہر

لو دُو ہی دن کے بعد یہہ اُنکا خیال ہر
چہوڑو وہی رسم وراہ کہا انکا وبال ہر

مین کیا کہون کہ جو مجہے شوق وصال ہر
تم دیکہہ لو فقیر کی صورت سوال ہر

جب ہو نہ اعتبار تو کہنے سے فائدہ
اللہ جانتا ہر جو اس دل کا حال ہر

[illegible] ہی زبان سے برائی رقیب کی
غصے کو تمنے ضبط کیا یہہ کمال ہر

[illegible] سے بجہہ گئی ہر چلو فیصلہ ہوا
میرا کمال ہر نہ تمہارا کمال ہر

[illegible] مار اپنے گذرتے ہین ایک شکل
جو شب کو خواب تہا وہی دن کو خیال ہر

[illegible] اے میکدہ مجہہ پر ہو کیون حرام
قاضی کو بہی قسمت کی واعظ حلال ہر

کس طرح لے سکون ترے ذرجنا سے دل — اندیشہ ہوگیا کہ یہہ چوری کا مال ہے
وہ کہہ رہے تہے بزم مین خنجر نکال کر — اُس دل کو لاؤ جسمین اُمیدِ وصال ہے
جینا ہی ننگِ عشق تو مرنا خلافِ عقل — یہہ بہی محال ہے مجہے وہ بہی محال ہے
کافر نہ مین ہون اور محشر ہی بزمِ یار — اپنے کئے سے پہر مجہے کیون انفعال ہے

اے **داغ** اُنکی رنجشِ بیجا کا کیا علاج
اپنے قصور پر بہی تو مجہہ سے ملال ہے

دل لے ہی چکے ناز سے شوخی سے ہنسی سے — اب اُنکی بلا آنکہہ ملاتی ہے کسی سے
مانگی ہین نیازین بہی مانگی ہین دعائین — اللہ بچائے مجہے تیری خفگی سے
آئینے مین کیا دیکہتے ہو اپنی ادائین — اِس ناز اِس انداز کو پوچہو مرے جی سے
ارشاد ہوا ہے کہ تجہے قتل کرینگے — پہر یہہ بہی ہے تاکید کہ کہنا نہ کسی سے
معشوقون کو عشاق نے بیدرد بنایا — انصاف تو یہہ ہے کہ ہوئی چوک سبہی سے
ہم کیون اُنہین سمجہا کے عبث رنج اُٹہائین — کچہہ بات ہو مطلب نہ بُری سے نہ بہلی سے
گہر پہونک دیئے آتشِ الفت نے ہزارون — یہہ آگ قیامت کی لگی دل کی لگی سے
ہون محوِ تصوّر مری باتون پہ نہ جاؤ — کچہہ بیخودی شوق مین کہتا ہون کسی سے
ایسا ہو نشانہ تو وہ کیون غیر کو تاکین — اُلفت بہی مجہی سے ہے عداوت بہی مجہی سے
دیکہی نہ بہار اور ثمرِ عشق کا پایا — اس باغ مین پہل پیشتر آتا ہے کلی سے
در پردہ تو ہوتے ہین گلے اُنکے ہزارون — دیکہا تو دُعا صاف نکلتی ہے ...

واں نشہ بہی رو لیتے ہین اُس بزم مین جا کر
اندیشہ ہی مر جائین نہ ہم فرطِ خوشی سے

مہمان کہین جانیکو ہین آپ بہی تیار
بس لیجیے سلام اپنا بہی وعدہ ہی کسی سے

پہچانو تو کس نقشِ کفِ پا کی ہی یہہ خاک
اکسیر اُٹہا لائے ہین دشمن کی گلی سے

گستاخ ہوا جب نہ پذیرا ہوئی منت
نکلا تو سہی کام مگر بے ادبی سے

ہولے سے پیا ہی کوئی ساغر تو گیا کیا
اک عمر ہوئی توبہ کیے بادہ کشی سے

شہرہ تہا کہ ہی خنجرِ قاتل مین بہت آب
دم سوکہہ گیا اُسکا مری تشنہ لبی سے

ہین وصل کا سایل ہون جو لب اسکا تو دیجیے
کیون چپ ہو کیا پوچہنے جانا ہی کسی سے

وہ شامِ شبِ وصل سے برہم ہین الٰہی
آثارِ قیامت ہین نمودار ابہی سے

ای داغ کرین وہ ستم ایجاد کہانتک
کیا ناک مین دم ہی تری ایذا طلبی سے

مشکل ہی ان آنکہون سے خدا کو کوئی دیکہے
دیکہے تو بتِ ماہ لقا کو کوئی دیکہے

اُس چشمِ فسونگر کی حیا کو کوئی دیکہے
اُس ظالمِ مظلوم نما کو کوئی دیکہے

میرے نفسِ سرد پہ ہین طعنہ زن احباب
اسوقت زمانہ کی ہوا کو کوئی دیکہے

کہتے ہین کہے جائین برا حضرتِ واعظ
پیکر تو مئے روح فزا کو کوئی دیکہے

کہل کہیلیے کہلجائیے دل کہو لکے ملیے
کبتک گرہ بندِ قبا کو کوئی دیکہے

جب ذکر ہوا طولِ حیاتِ ابدی کا
وہ بولے مری زلفِ رسا کو کوئی دیکہے

تقریر سنے کوئی کہ تعریف تمہاری
انداز کو دیکہے کہ ادا کو کوئی دیکہے

کہتا ہے کہ مرجاؤ تو کچھ ہمکو یقین ہو
بیدردی کی اس شرطِ وفا کو کوئی دیکھے

اسواسطے لیجاتے ہین غیر انکو اُڑا کر
ایسا نہ ہو نقشِ کفِ پا کو کوئی دیکھے

ای پردہ نشین تنگ ہین سب اہلِ بصارت
کیا دخل ترے ناخنِ پا کو کوئی دیکھے

نیرنگیٔ اندازِ صنم کو کوئی سمجھے
دلتنگیٔ مردانِ خدا کو کوئی دیکھے

جو دیکھتے ہین چشمِ تحیر سے ترا حسن
اُن دیکھنے والون کی ادا کو کوئی دیکھے

ای داغ سُنتے ہین بہت آگلے تو فسانے
کیا حال ہی اب اہلِ وفا کو کوئی دیکھے

دل جگر سب آبلون سے بھر چلے
مر چلے ای سوزِ فرقت مر چلے

کھنچتی ہے رگ رگ ہمارے حلق کی
دم مین دم جبتک رہے خنجر چلے

راہ ہے دشوار و منزل دور تر
پاشکستہ کیا کرے کیونکر چلے

جس جگہ ٹھیرا دیا ٹھیرے رہے
جس طرف کو لے چلا رہبر چلے

دیکھئے پس ماندگان پر کیا بنے
ہم تو اپنی سی بہت کچھ کر چلے

کیسی ہلچل ہے سرائے دہر مین
سب مسافر چھوڑ کر بستر چلے

حضرتِ دل تھی یہی شرطِ وفا
آپ میرے حق مین یہہ کیا کر چلے

کربلا ہے کوچے قاتل کی زمین
شام کو پہنچے وہین دن بھر چلے

غیر کیا جانے کہ پردے پردے مین
دار وہ جسپر چلے اُسپر چلے

مارڈالے گی قفس مین بوے گل
ہم اسیرون سے ہوا بچکر چلے

موجِ طوفانی و گردابِ محیط — اپنی کشتی کس طرف بچکر چلے
حسرتوں سے کیوں نہو دل پائمال — اس زمین پر سیکڑوں لشکر چلے
منزلِ مقصود کے خواہاں ہیں سب — ساتھہ کس کس کو کوئی لیکر چلے
کیا دھرا تھا اس تہی خمخانہ میں — ہم بھی آ کر اپنا بھرنا بھر چلے
ٹکنے دیتی ہے کہیں وحشت ہمیں — چھانکر جنگل پھر اپنے گھر چلے
جادۂ راہِ حقیقت چھوڑ کر — قافلے کے قافلے اکثر چلے

داغ کے لب پر ہے مصرع درد کا
جبتلک بس چل سکے ساغر چلے

اب کیوں نکر دوں نالہ مجھے ڈر تو نہیں ہے — یہہ عرصۂ محشر ہے ترا گھر تو نہیں ہے

مطلعِ ثانی

گو وصل ہو لیکن مجھے باور تو نہیں ہے — ہاں دلمیں نہو انکے زبانپر تو نہیں ہے
پھر جائے تو پھر جائے بلا سے نہیں پروا — کچھہ آپکا دل میرا مقدر تو نہیں ہے
کیوں موردِ بیداد ہوں کچھہ وجہہ بھی اسکی — لکھا ہوا عاشق مرے منہہ پر تو نہیں ہے
چبھتی ہے تری بات مرے دلمیں ہمیشہ — آخر یہہ زبان ہے کوئی نشتر تو نہیں ہے
کس طرح نہ قدرت کا تماشا نظر آئے — آئینۂ رخ صاف ہے پتھر تو نہیں ہے
جاتی ہی رہیگی یہہ پریشانیٔ دل بھی — آشفتگیٔ زلفِ معنبر تو نہیں ہے
معشوق کا جب ذکر کیا مجھہ سے کسی نے — گھبراکے یہہ پوچھا وہ ستمگر تو نہیں ہے

پیغام مبر کی سنکے باتون کا یقین کیا
اے دل یہہ کچھہ ارشاد پیمبر تو نہین ہے

فرمائیے اب شوق سے جو مدِ نظر ہو
دل آپ کے فرمانے سے باہر تو نہین ہے

کرتا ہے امام آج بہت سہو کے سجدے
پوشیدہ جماعت مین وہ کافر تو نہین ہے

ہر ایک کو دیتے ہو فلک کیون درم داغ
ہر شخص کا روزینہ مقرر تو نہین ہے

آئینہ سے ہوجائیگی اُس رخ کی صفائی
یہہ کینہ دارا و سکندر تو نہین ہے

احسان ہو ہمپر جو ہمین آپ بتا دین
دنیا مین کوئی آپ سے بہتر تو نہین ہے

پھر قصدِ صنم خانہ کب **داغ** جو تونے
کمبخت ترے پانون مین چکر تو نہین ہے

داو کس کی دودن جو ہون دونون برابر سامنے
وہ جب آتے ہین تو آتا ہے مقدر سامنے

ہمکو کیا حاصل حسینون مین ہو گر تم آفتاب
شب کو ماہ آتے نہین رہتے ہو دن بہر سامنے

لینے مرے دل مین کسی کا ڈر نے کیا کیا چٹکیان
جب نظر آیا مجھے اللہ کا گہر سامنے

تازہ ہنگامے دکہاتا ہے ہمین وہ فتنہ گر
روز ہوتا ہے نیا سامان محشر سامنے

ہم اگر مانگین تو اے زاہد یہہ بیشک ہے گناہ
بے طلب رکھدے جو کوئی بھر کے ساغر سامنے

سن چکے بس لن ترانی ہو چکا ہمسے حجاب
آئیے اب آئیے اے بندہ پرور سامنے

یا الٰہی خیر ہو بیٹھے ہین وہ یون بزم مین
تیغ رکھی ہے برابر اور خنجر سامنے

جسطرح جی چاہتا ہے اسطرح ہو بے حجاب
یون تو ہونیکو وہ ہو جاتا ہے اکثر سامنے

دیدہ و دل کی یونہین تسکین ہونی چاہئے
ایک دلبر ہو بغل مین ایک دلبر سامنے

وہم ہے اُسکو کہین اِمِ وفا مین آنہ جاؤن
کوئی روکے سے کہین رُکتا ہُون مین شورِ یدہ سر
بت پرستی سے توکی توبہ مگر یہہ حال ہے
مجکو اُنکے جلوۂ دیدار سے غش آگیا
اہ نگاہ شوق بس اتنی نہ تیزی چاہیئے

اِسلیئے رکہہ لی بُرائی سب کی لکہا ہے سامنے
توڑ ڈالون ہو اگر سدِ سکندر سامنے
سر پٹکنے کے لئے رہتا ہے پتہر سامنے
وہ یہہ کہتے ہین کیا بیخود سے سرسامنے
ہے یہی صورت تو ہونگے وہ مقرر سامنے

دیکہیئے اے **داغ** کیا ہوتی ہے پاداشِ عمل
دیکہنے والا ہو تو ہے روز محشر سامنے

نگاہ شوخ جب اُس سے لڑی ہے
اُسے ہی مجکو بھی ضد آپڑی ہے
لہُو کی بوند مژگان سے جہڑی ہے
قیامت مین قیامت کر گیا کون
کرین کیا رند توبہ مے سے زاہد
قدم جمتا نہین تیری گلی مین
عدو بھی تنگ ہے اُنکے ستم سے
ابھی مین نے کیا تہا یاد اسکو
بنا ہے مدعی پیغامبر بھی
کیا ہے مین نے ضبطِ آہ جسدم

تو بجلی تہرتہرا کر گر پڑی ہے،
خرابی پیچ والون کی بڑی ہے،
یہی گلزارِ دل کی پنکھڑی ہے،
کہ دل تہامے صف محشر کہڑی ہے،
کہ یہہ تو اُنکی گہُٹی مین پڑی ہے،
کسی بیتاب کی مَیّت گڑی ہے،
اُسے اپنی مجہے اپنی پڑی ہے،
وہ آیا عمر قاصد کی بڑی ہے،
جڑی ہے جب مری کہوٹی جڑی ہے،
اَنی برچھی کی سینے مین گڑی ہے،

گل بستر ستارے بنگئے ہین
ترے ماتھے سے جب افشان جھڑی ہے

یہہ کہتا ہی مرا شوق شہادت
تری تلوار پہولونکی چھڑی ہے

وہ روٹھین غیر سے تو ہم منائین
پرائی آفت اپنے سر پڑی ہے

تجھے دیتا ہون اپنی جان بھی مین
مرے دل سے مری ہمت بڑی ہے

ٹلین نہ وہ کہ جو دل لینے پہ اڑجائین
یہہ کیا کچھہ کھیل چوسر کی اڑی ہے

الٰہی کب سحر ہوگی شب ہجر
قیامت کی گھڑی ہر جو گھڑی ہے

بگڑ کر ہمنے سوا لزام پائے
اب انکی ہر طرح سے بن پڑی ہے

غزل اک اور بھی اے **داغ** لکھو
طبیعت اس زمین مین کچھہ لڑی ہے

نظر کعبے مین اوس بت پر پڑی ہے
کہان جاکر مری قسمت لڑی ہے

مجھے انجام الفت کی پڑی ہے
یہہ غم آٹھون پہر چونسٹھہ گھڑی ہے

وہان مشق تغافل ہر گھڑی ہے
پرائے دل کی اونکو کیا پڑی ہے

ترے در پر تڑپتے کسکو دیکھا
کہ ہر دیوار سکتے مین کھڑی ہے

پرائے مال پر اتنا تقاضا
تمہین دل دینگے کیا جلدی پڑی ہے

مروت بھی ہو تیری آنکھہ مین کاش
نشیلی ہر رسیلی ہر بڑی ہے

زبان تک آسکے کیا حرف مطلب
ہماری آہ سینے مین اڑی ہے

خزان سے ہی بہار حسن محفوظ
گل عارض کی کب پتی جھڑی ہے

یہ بیٹھی تیغ عشق اُس سنگدل پر
اُچٹ کر چوٹ مجھپر ہی پڑی ہے

حسینون کو بُرا کہتا ہے ناصح
انہین باتون پہ مجھسے ہو پڑی ہے

جفاے آسمان کی انتہا کیا
بڑونکی بات جو کچھہ ہو بڑی ہے

خدا سے التجا ہے ناخدا کیا
مری کشتی بھنور مین جا پڑی ہے

ادہر وحشت لئے جاتی ہے مجھکو
اُدہر حدّاد نے بیڑی گھڑی ہے

دل اپنا بیچتے پھرتے ہین لاکھون
محبت آجکل پیسے دہڑی ہے

جنازہ دیکھہ لو عاشق کا در پر
سواری اس مسافر کی کھڑی ہے

ہمارا دم ہے خنجر مین دمِ ذبح
ہماری جان قاتل مین پڑی ہے

امانت رکھہ تو لون داغ محبت
مگر ڈرتا ہون یہہ جوکھون بڑی ہے

ڈبونا چاہتا ہے قلزم عشق
کنارے پر مری کشتی اڑی ہے

گھڑی ہر سو بلاؤن مین مری جان
یہہ تنہا ہے اکیلی ہے چھڑی ہے

وہی اک بات ہے لیکن تری بات
عدو سے نرم ہے مجھسے کڑی ہے

ملازم شاہِ آصفجاہ دام اقبالہ کے ہین
جناب **داغ** کی قسمت بڑی ہے

ناوک لگا جگر پہ تو دل پر سنان لگی
کاری لگی نظر تری کافر جہان لگی

ہم بھی دعا کے بعد پہنچتے تو خوب تھا
کیون چرخ تک زمین سے اک نردبان لگی

شام شب وصال مین پھولی نہین شفق
تلوؤن سے تیرے آگ یہہ آسمان لگی

آتا ہے تمکو تلخئ دشنام مین مزا / اس چاٹ پر لگی تو تمہاری زبان لگی

پوچھا جو عشق غیر کی تمکو لگی ہی چوٹ / آنکھون مین آنکھہ ڈال کے بولے کہ ہان لگی

اچھا کہا جو حور کو کیا قہر ہوگیا / ایسی تمہارے دلکو بری مہربان لگی

میرا فسانہ تونے جو ای پند گو سُنا / کچھہ تیرے ہاتھہ بات بھی ای نکتہ دان لگی

پوشیدہ دل کی چوٹ قیامت کی چوٹ ہی / فرہاد کے تو سر پہ لگی یہہ کہان لگی

تقدیر نے نہ جمنے دیا اُس جگہہ مجھے / اُکھڑے قدم وہان سے طبیعت جہان لگی

رُو رُو کے کہہ رہے ہین وہ مُردے پہ غیر کے / کسکی بُری نظر تجھے ای نوجوان لگی

بیتاب مجھکو دیکھہ کے وہ پوچھتے ہین داغ / کمبخت تیرے چوٹ بتا تو کہان لگی

کل کچھہ طبیعت اپنی جو مشکوک ہوگئی / آج اُنسے دو ہی باتون مین دو ٹوک ہوگئی

ہوتا نہین ہی سیر غم دو جہان سے بھی / ای دل یہہ کس بلا کی تری بھوک ہوگئی

کیون غیر کی طرح سے نہ ہم بیوفا ہوئے / اس عاشقی مین ہمسے بڑی چوک ہوگئی

مدت سے رسم مہر و وفا مین کمی تو تھی / آخر ترے زمانے مین متروک ہوگئی

برسات ہی مین مست ہر ارگن کی ہی صدا / کویل کی کوک اِسکے لئے کوک ہوگئی

سب کچھہ ہمارے دل کو ملا کیا نہین ملا / تیری نگاہ لطف جو مسلوک ہوگئی

ای داغ اب نہین درم داغ بھی نصیب / دنیا فلک کے ہاتھہ سے مفلوک ہوگئی

ابروے یار کیون نہ کھنچے اس مثال سے
اسکے تو ناخنون مین پڑے ہین ہلال سے

رہتی ہی اطلاع انہین دل کے حال سے
ملتی ہین گالیان مجھے پہلے سوال سے

دل کو بچا رہا ہون بتون کے خیال سے
اللہ تو علیم ہے بندے کے حال سے

جانا کہ یہہ بھی ایک طرح کا لگاو ہے
ناخوش ہوا نہ مین کبھی انکے ملال سے

جانین ترے خرام کو طاوس و کبک کیا
لینی تھی اسکی داد کسی پائمال سے

کیا شکوۂ فراق کرون اسکی فکر ہے
بے لطفیان ٹرہینگی ترے انفعال سے

حجت مین ان حسینون کو آتا ہے کیا مزا
وعدہ کیا ہے اسنے بڑی قیل و قال سے

ای محتسب لوٹ اسے تو یہہ حکم دے
مسجد بناے پیر مغان اپنے مال سے

بخشش نہوگی غیر کی یہہ مجھسے پوچھیے
بندے کو اطلاع ہے عقبے کے حال سے

احوال چارہ گر سے کہانتک بیان کرون
دم ناک مین ہی روز کی اس دیکھ بھال سے

دو چار وہ ہمین نے تو لٹکے بتا دیئے
مشہور تم جہان مین ہوے کس کمال سے

احسان مانتا ہون ترا اے دل حزین
وہ شاد شاد ہین مرے حزن و ملال سے

ملتی نہین ہے راہ نکیرین کے لئے
کیا قبر اٹ گئی مری گرد ملال سے

پہچا ہے رشک نے سکھاے یہہ روٹھنا
جانے بھی دو ملال بڑہیگا ملال سے

کہتے ہین کیون کہ آیا دہر مین
فرصت بڑی ملی تجھے میرے خیال سے

سچ ہی کسیکا چاہنے والا ہو کوئی ہو
دوزخ کو عید ہوئی ہی کافر کے حال سے

تھک تھک کے بند ہوئی ہی یہہ چشم انتظار
آتا ہے شب کو خواب تمہارے خیال سے

ہوتا ہی خشک دامنِ تر کیا طلسم ہے
طوفان گریہ و عرق انفعال سے

ای دوست وحشت اور تجھے چاہیے اگر
دامن فلک سے چھین گریبان ہلال سے

حیرت ہی اُس نے صبح کو مجھسے بیان کین
باتین جو کی تہین رات کو اُسکے خیال سے

ای داغ ہے دکن سے بہت دور لکھنؤ
ملتے امیر احمد و سیّد جلال سے

کیجیئے انصاف یہہ ناحق کا جھگڑا ہمسے ہے
دل دیا ہے غیر کو اُسکا تقاضا ہمسے ہے

وصل کا وعدہ کسی سے ہو وہ گویا ہمسے ہے
کیا یقین ہی جانتے ہین ہم یہہ ایما ہمسے ہے

مٹ گئی جب ہم نوجا تو مٹ گئی ساری بہار
ہم ہین دنیا مین تو یہہ گلزار دنیا ہمسے ہے

وصفِ یوسفؑ پر بتِ کافر نے جھنجلا کے کہا
ہم تو دیکھین اُسکی صورت کون اچھا ہمسے ہے

لیلی و مجنون کا قصہ کوئی سنتا ہی نہین
بحث عالم کو فقط یا تم سے ہی یا ہمسے ہے

دل یہہ کہتا ہی ہمارے دم سے ہین آثارِ عشق
درد ہمسے ہی تپش ہمسے ہی سودا ہمسے ہے

کیون نہ حیرت ہو کہ بغض و کینہ و رنج و ملال
ہمکو دشمن سے نہین ہی تمکو جتنا ہمسے ہے

دل جلو نسے آپ بل بہرتے ہین یہہ اچھا نہین
چرخ کجرفتار ہی گر ہے تو سیدھا ہمسے ہے

جا چکی تہی رسمِ الفت مٹ چکا تہا نامِ عشق
اب زمانے مین کچھہ ان باتون کا چرچا ہمسے ہے

واہ کیا کہنا کیا اچھا دیا تمنے جواب
شکوۂ بیجا کو سنکر نازِ بیجا ہمسے ہے

دلمین ہی آئے تصور مین ہی آئے بے حجاب
انکو ظاہر مین فقط آنکھون کا پردا ہمسے ہے

وعدۂ دیدار کیسا اور کیا پیمانِ وصل
کیا کہین کیونکر کہین جو قول اُنکا ہمسے ہے

چین کیجے عیش کیجے مجمع اغیار مین
آپ کو اب واسطہ مطلب غرض کیا ہمسے ہے

ہمسے جو ملتے تہے اب انسے ہم ملتے نہین
آپ خفے تہی ہمکو شکایت انکو شکوا ہمسے ہے

دل مین وہ گہبرا رہے ہین اور مجہسے خشمگین
کہتے ہین کہہ ڈال جو کچہہ تجکو کہنا ہمسے ہے

یارب اُس سے ہین بہت وابستہ اپنی خواہشین
آسمان کو بہی کسی شی کی تمنا ہمسے ہے

صاف ہو جاؤ تو پہر ہو گفتگو بہی صاف صاف
جسقدر تکرار ہے یہہ رنجش بیجا ہمسے ہے

کوئی کافر بہی کرے اے داغ اُنکی آرزو
اے تیری شان اب تمنا کی تمنا ہمسے ہے

ڈہونڈتے پہرتے ہین اک عالم مین شیدائی تجہے
لگ گئی کسکی نظر اے حسن زیبائی تجہے

یہہ بٹے کیا خوب کیا حصے عاشق معشوق کے
ناشکیبائی مجہے دی اور رعنائی تجہے

تو مرے سر پر کہڑی رہتی ہے مرگ ناگہان
اور پہر سارا جہان کہتا ہے ہرجائی تجہے

چہیڑ کا موقع کوئی ملتا نہ تہا اچہا ملا
میرے دلمین آئی شوخی جب حیا آئی تجہے

دہن لگی رہتی ہے اپنے دوست کی آٹہون پہر
مین غنیمت جانتا ہون کنج تنہائی تجہے

شکوہ بیداد کیسا کیسی فریاد ستم
رنج ہے جب قیامت کیون اُٹہا لائی تجہے

ایکطرف اہل ہوس ہین ایکطرف ہین اہل عشق
بزم آرائی مین آتی ہے صف آرائی تجہے

جاتے ہی سینے مین آیا باہر اے پیکان یار
ہو گئی تنے مین کس کس سے شناسائی تجہے

بے حجابی کا بہانہ کوئی تجہسے سیکہہ جائے
غیر کے آتے ہی ظالم آئی انگڑائی تجہے

جستجو جسکی ہے اپنے آپ مین تو دیکہہ لے
دیکہنے کو دی ہے اے غافل یہہ بینائی تجہے

تو اگر سن لے تو کیا جانے کرے کیسا غرور
دیکھکر سمجھا ہی جو تیرا تماشائی مجھے

گر یہی جھگڑے رہے باہم تو ملنا ہو چکا
رنج تنہائی مجھے ہی فکر رسوائی تجھے

کاش تھمنے دے ٹھہرنے دے مرے دل کی تپش
گو بمشکل کھینچکر میری کشش لائی تجھے

دوست کو دشمن سمجھہ لیتا ہی تو دشمن کو دوست
آگئی ہے بانکپن کے ساتھہ کجرائی تجھے

ہم کرینگے مرتے مرتے آپ ہی اپنا علاج
چارہ گر آتی نہین ہی چارہ فرمائی تجھے

آہین کیون میرے دل ویران مین فرماتے ہین وہ
کیا غرض ہمکو مبارک دشت پیمائی تجھے

تیری دانائی کے قائل تھے سب افلاطون فش
شاعری نے کردیا ای داغ سودائی تجھے

جمع ہین پاک اک زمانے کے
ہائے جلسے شراب خانے کے

ذکر بیفائدہ نہ کر واعظ
اس زمانے مین اُس زمانے کے

دل سے کہتا ہی یہہ لب سوفار
تیر قربان اس نشانے کے

برق پہونکے اُڑائے باد خزان
چار تنکے ہین آشیانے کے

ہے مری داستان ہی کیا مرغوب
حرف بکتے ہین اس فسانے کے

شب وعدہ اُمید وصل کسے
ہم تو ہین منتظر بہانے کے

کعبہ و دیر مین دہرا کیا ہے
گرد ہین تیرے آستانے کے

شب فرقت ترے تصور سے
مشورے ہوتے ہین زمانے کے

تخم الفت سے ہی وفور اشک
لاکھہ دانے ہین ایک دانے کے

اچھی کہ لعل لب [illegible] ہین — یہہ جواہر ہین کس خزانے کے

تیرے [illegible] — [illegible]

پی کر نہ تو [illegible] محبت کے بھی دلون پر **داغ**
نقش ہین اِس نگار خانے کے

رکھدین اگر [illegible] بادہ نوش کی — خالی بھری دکان کرے میفروش کی

کیون نام [illegible] یہہ بادہ نوش کی — صدقہ وہ دین حواسونکا بنوائین ہوش کی

تربت پہ میری ڈال [illegible] اُسکی گلی کی خاک — حاجت نہین ہے اِسکے لئے قبر پوش کی

کب تک حجاب [illegible] پلاؤ — کیفیت انجمن مین رہے ناؤ نوش کی

بنکار اُٹھے [illegible] ہے وہ راز — بیہوشیون مین یہہ کبہی لیتا ہے ہوش کی

دل خون ہوگا [illegible] شباب مین — واعظ یہی تو عمر ہے جوش و خروش کی

وہ دل [illegible] وہ جوانی کے زور شور — اِک داستان ہے اپنی طبیعت کے جوش کی

دیکھا [illegible] داستانِ عشق — دعوت یہہ ساری عمر رہی چشم و گوش کی

زاہد [illegible] ہون سے معلوم ہوگیا — رندونسے جو بچی تہی وہ حضرت نے نوش کی

تدبیر [illegible] دل کی اگر پوچہتا ہون مین — کہتے ہین پہلے فکر کرون بارِ دوش کی

[illegible] ہے شناورِ دریاے عشق کو — اے بحر اصل کیا تیرے جوش و خروش کی

باہم تری نگاہ و حیا مین ہے کیون سلوک — غمّاز سے کبہی نہ بنی عیب پوش کی

ہر خوبرو کو **داغ** جتاتا ہے عاشقی
عیّار ہے بہلی کہی اُس خود فروش کی

دلمین عاشق کے تصور سے کھٹک ہوتی ہے
ان حسینون کی غضب نوک پلک ہوتی ہے

اس بہلنے سے بہائے سر محفل آنسو
کہہ یا اُس نے ... ن مین کھٹک ہوتی ہے

جلوہ بے پردہ تو ہوتا ہے فقط ہوش رُبا
وہ قیامت ... کی جھلک ہوتی ہے

سہمے جاتے ہین ڈرے جاتے ہین جو عاشق ہیے
کم سنی ہی ابہی ... ن جھجک ہوتی ہے

درد فرقت بہی الٰہی نہ دغا دیجائے
آج یہہ کیا ہے کہ ... ہم کے کسک ہوتی ہے

جسنے سونگہی ہے وہ خوشبو کوئی اُس سے پوچہے
باسی ہارونکے جو ... دون مین مہک ہوتی ہے

سادہ دل ہین جو انہین آئینہ رُو کہتے ہین
آئینہ مین کہین بجلی کی چمک ہوتی ہے

پست ہمت کبہی پاتے نہین عالم مین عروج
قاعدہ ہے کہ زمین زیر فلک ہوتی ہے

کوئی تو غم ہے جو کی آپ نے آرایش ترک
سادگی اور مجہے باعث شک ہوتی ہے

جہومنا اور وہ ہنسنا ترے دیوانونکا
عجب انداز کی کچھ اسمین لٹک ہوتی ہے

کون بیکس کا معاون ہے بجز ذات خدا
غیب سے اُسکی مدد اُسکی کمک ہوتی ہے

آتش رنگ حنانے تو جلایا دل کو
اسکی تاثیر ہی ... ٹہنڈک ہوتی ہے

وہ برائی سے بہی گو غیر کا مذکور کرین
بدگمانی مجہے بے شبہہ و شک ہوتی ہے

اس نزاکت پہ سنے کیا وہ ہماری فریاد
غنچہ چٹکے تو کہے سر مین دھمک ہوتی ہے

ہاتہہ رکہہ لیتے ہین وہ ڈر کے کمر پر اپنی
شاخ گلبن مین ہوا ... لچک ہوتی ہے

داغ
دل اندہا دُہند ہی آتا ہے ہمیشہ
جہان ہین اسمین نہ کچھہ جہان پہلک ہوتی ہے

اچھی کہی کہ عشق میں بیمار کیوں ہوئے — اچھوں کے آپ درپئے آزار کیوں ہوئے

تیرے لبوں سے وصل کے انکار کیوں ہوئے — یہہ نازکی میں قابل گفتار کیوں ہوئے

پی کر نہ توبہ کی ہو تو واعظ زباں جلے — یہہ اعتراض کیا ہے کہ میخوار کیوں ہوئے

کیا یہہ شریر آنکھہ لڑائیگا کہہ نہیں — تم اسکے بدلے لڑنے کو تیار کیوں ہوئے

کس کی مجال اُسنے کہے میرے باب میں — اقرار کیوں کئے تھے اب انکار کیوں ہوئے

ہم ذمہ دار ہوگئے اخفائے راز کے — عاشق ہوئے تو محرم اسرار کیوں ہوئے

کہتے ہیں تمنے مجھکو بنایا ستم شعار — الزام ہے کہ طالب آزار کیوں ہوئے

غفلت تیری جبیں سے سوتے تھے اپنی نیند — کسنے جگا دیا ہمیں بیدار کیوں ہوئے

یہہ کیا کہا فلک کو جلا نا نہ آہ سے — اپنی تو کہئے آپ ستمگار کیوں ہوئے

دیکھا نہیں یہہ شان یہہ جلوہ کچھہ اور ہے — بت کہیگے مجھکو لوگ گنہگار کیوں ہوئے

منہہ مانگے دام بوسۂ لب کے نہ دینگے — پھر حضرت دل آپ خریدار کیوں ہوئے

کہتا ہے عاشقوںکو وہ کافر یہہ طنز سے — بندے خدا کے میرے طلبگار کیوں ہوئے

ہمکو دکھا کے جلوہ یہہ آواز کس نے دی — چلہ دیہا انسے نقش بدیوار کیوں ہوئے

ہونا ہی تھا وصال جو ہوتا نہ تھا وصال — یہہ مرحلے تو سہل تھے دشوار کیوں ہوئے

خجلت تو کہہ رہی ہے نہایت تو آگیا — رحمت نہ یہہ کہیگی گنہگار کیوں ہوئے

دل کہہ رہا ہی اُس سے کہو جزائے عشق — میں کہہ رہا ہوں کہیگے گنہگار کیوں ہوئے

اپنا سا دوسرا نظر آنے لگا مجھے — جلتا ہوں میں وہ آئینہ رخسار کیوں ہوئے

کیا جانے کیا دِکھائی دِیا اُنکو خواب مین
بیوقت آج شبکو وہ بیدار کیون ہوے

اے داغ اِک زمانے کے دِلمین ہے گھر تیرا
وہ نام سُنکے نام سے بیزار کیون ہوے

کاوشِ فلکِ تفرقہ پرداز ہمین سے
کیون اے خلل انداز یہہ انداز ہمین سے

ہوتے ہین ادا عشق کے انداز ہمین سے
یہہ سحر ہمین ہین یہہ اعجاز ہمین سے

ہرچند کچھہ ایسی بہی ہین باتین کہ نہ سنیئے
کیا کیجیئے کہتے ہین وہ سب راز ہمین سے

ہمسے ہی سرِ بزم چُراتے ہین نظر بہی
لڑتی بہی ہے پہر چشمِ فسونساز ہمین سے

سو دیکھنے والے ہون تو یہہ آنکھہ کہان ہے
تصویر تری کیون نہ کرے ناز ہمین سے

صیاد کی بیداد نہین کُنجِ قفس مین
ٹوٹے ہین پہڑک کر پرِ پرواز ہمین سے

اُٹھتا ہے ترے کوچے سے کب شورِ قیامت
لاکھون ہین یہان گوش برآواز ہمین سے

اشک آنکھہ کے پردے مین ہین باہر نہین آتے
غمزے کی لیا کرتے ہین غماز ہمین سے

توقیر پہر اُس بزم مین اپنی ہے مساوی
گر غیر ہوے صاحبِ اعزاز ہمین سے

ایجاد کئے رسمِ محبت مین ہمین نے
انجام کو پہونچیگا یہہ آغاز ہمین سے

دیکھین تری طاقت تری تلوار کی بُرِش
دو چار اگر اور ہون سرباز ہمین سے

ہمنے ہی تو پایا دلِ مقصد کو بغل مین
کرتا ہے دعا پہر یہہ دعا باز ہمین سے

ہنگامۂ محشر مین بہی اللہ کرے داغ
راضی ہو تو ہو وہ بتِ طناز ہمین سے

یہہ ٹپکتا ہی رنگ بسمل سے
ہو لی کھیلیگا آج قاتل سے

نازِ اعدا اُٹھیگا مشکل سے
دل بدل لیجیئے مرے دل سے

ہو گئی یاس عہدِ باطل سے
ہمکو جینا پڑا مرے دِل سے

میری تصویر ہی وہ دیکھتے ہین
کسکی آنکہہ کسکے دل سے

تیر تیرا ہے اور دِل میرا
اب چھٹے گا یہہ ساتہہ مشکل سے

کس نے مذکور کر دیا میرا
بگڑے بیٹھے ہین ساری محفل سے

اب زبان سے وہ پہر نہین سکتین
جو دعائین نکل گئین دل سے

کیون ہوا ناخدا کو اطمینان
ابہی کشتی ہی دور ساحل سے

بڑھ گیا رتبہء تماشائی
آنکہہ ملتی ہے پیشتر دِل سے

اب اِدہر رخ کرے تو مین جانون
تیر تیرا اٹک گیا دِل سے

بات بگڑی بنی ہے قاصد کی
کام آسان ہوا ہے مشکل سے

ہے اِک آندہی غبار مجنون کا
ساربان ہوشیار محمِل سے

مٹ گئی ہم تعجب یہہ اُسنے کہا
تو نے شکوے کئے تہے کس دِل سے

صبر کرنا پڑا ہمین کو مگر
وہ نہ شرمائے عہدِ باطل سے

جب سے دیکہا ہے مرے دِلکا داغ
انکو نفرت ہے ماہِ کامل سے

مین تو کیا ہون کہ تیغ و خنجر بہی
دم چراتے ہین میرے قاتل سے

محتسب آگیا تو اے ساقے
ہم اذان دینگے اُٹھہ کے محفل سے

آئینہ رکھدیا میرے آگے
کہ اسے رشک ہے مقابل سے

کیا کہوں وجہ بدحواسی کی
ہوش پران ہین رنگ محفل سے

طالب وصل جانکر پہلے
کرتے ہین وہ سوال سائل سے

جذب دل کھینچ لائیگا اُسکو
ایک کیا ہے ہزار منزل سے

آتش عشق مین مزا کیا ہے
پوچھیے اُسکو داغ کے دل سے

ملتا ہے محبت کا مزہ زہر فنا سے
کُلی بھی کرین ہم نہ کبھی آب بقا سے

وہ دل پہ چھری پھیر گئے ناز و ادا سے
اب کوئی مرے کوئی جیئے اُنکی بلا سے

کیا وجہ بگڑنے کی میری آہ رسا سے
یہہ خوب ہوئی آپ تو لڑتے ہین ہوا سے

وہ کہتے ہین گھبرا کے مرے دست دعا سے
کیا عرش پہ جا پہنچینگے یہہ ہات ذرا سے

ہم تیرے سوا اور ہون کس چیز کے طالب
کیا چھوڑ دیا مانگنے والون نے خدا سے

معشوق سے چھوٹے یہہ کبھی ہو نہین سکتا
مجبور ہے ور شیوہ بیداد و جفا سے

اب قامت زیبا نے اُٹھائی ہے قیامت
فتنے ہی ذرا سے تھے کبھی تم بھی ذرا سے

ٹھوکر سے کیا فتنہ گری ہر دم رفتار
بجتی ہے قیامت ترے دامن کی ہوا سے

جائے طرف کوئے غریبان جو وہ قاتل
لبیک کا شور اُٹھے مزار شہدا سے

عاشق کو کسیطرح ملے جائے یہہ نعمت
کیا خون جگر کم ہے مئی روح فزا سے

شکوہ ہو بہانہ ہو کچھ اسکی نہین پروا
جو بات ہو وہ کیجیے انداز و ادا سے

کیا خاک ٹرینگی میرے دل سے تری آنکھیں | جو شرم سے جھکتی ہیں چھپتی ہیں حیا سے
کیا حشر کے دن مجھپہ نہ توڑینگی قیامت | وہ چوکنے والے ہیں کہیں جور و جفا سے
دل میں ہی اسیطرح گرہ پڑ گئی ہوگی | یہہ عقدہ کہلا ہمکو ترے بند قبا سے
انسان یہہ شی اپنی خوشی سے نہیں دیتا | اسواسطے دل لیتے ہیں وہ مکر و دغا سے
گلزار محبت سے کبھی خوش نہیں ہوتے | وہ کہتے ہیں تم ناک میں ہو بوئے وفا سے
بیتاب ہوں بیہوش نہیں ہوں جو نہ سمجھوں | دم دیتے ہیں یہہ آپ جو دیتے ہیں دلاسے
ناوک ہے نہ برچھی ہے نہ خنجر ہے نہ تلوار | یہہ بید وہ دل ہی ہیں مرے خون کے پیاسے
میں بزم سے اٹھہ جاؤں نکلجاؤں چلا جاؤں | کیا بات ہوئی خیر تو ہے کیوں ہو خفا سے
اب وش پر لٹکے ہے کمان ہاتھہ میں ہے تیر | اس عہد میں مرنے کا نہیں کوئی قضا سے

جب دیکھتے ہیں داغ کو ہوتا ہے یہہ ارشاد
معلوم نہیں زندہ ہے یہہ کسکی دعا سے

مرض عشق کی دوا بھی ہے | مجھہ میں دیکھو تو کچھہ رہا بھی ہے
کچھہ جفا بھی ہے کچھہ وفا بھی ہے | دل لگی کا یہی مزا بھی ہے
عاقبت میں بھی دلکو چین نہیں | اس محبت کی انتہا بھی ہے
زندگی اور اس زمانے کی | ایسے جینے کا کچھہ مزا بھی ہے
دیر کے جانیوالو اتنے کہدو | تم میں اک بندۂ خدا بھی ہے
تیری امداد کے لئے اے آہ | پیچھے پیچھے مری دعا بھی ہے

کیا یونہین مرگئے ترے عاشق | بخشوایا کہا سنا بہی ہے
مین سناؤن تو داستان اپنی | آپکو بات کا مزا بہی ہے
رشک پر صبر ہو سکے کیونکر | یہہ کسی سے کبہی ہوا بہی ہے
تونے پوچہا نہ ایکدن ہم سے | کچہہ ترے دل مین مدعا بہی ہے
چار دن کے شباب پر یہہ غرور | ابتدا ہے تو انتہا بہی ہے
دیکہکر دل کو پوچہتے ہین وہ | اس مکان مین کوئی رہا بہی ہے
رمز الفت بتائیے نہ مجہے | آپ سے کوئی پوچہتا بہی ہے
کچہہ ہے بیجا عتاب بہی اُنکا | کچہہ یونہین سی میری خطا بہی ہے
ہان ذرا پہر قسم تو کہا لیجے | آجکل جہوٹ مین مزا بہی ہے
نہین سنتے وہ اپنے مطلب کی | یہہ کسی نے کہین سنا بہی ہے
سبکو ملتی ہے دولت دیدا | اُسمین حصہ فقیر کا بہی ہے
حال دل کب ادا ہوا پورا | کچہہ کہا بہی ہے کچہہ رہا بہی ہے
کیون تجہے چپ لگی ہے اے قاصد | منہہ سے تو جہوٹ کچہہ کہا بہی ہے
ڈہونڈتی ہین تجہے مری آنکہین | اے وفا کچہہ ترا پتا بہی ہے
چتونین شوخ چلبلی تقریر | اس مین پہر شرم بہی حیا بہی ہے

اُسکو عاشق بہی لوگ کہتے ہین
داغ کا نام دوسرا بہی ہے

مٹے داغ دل آرزو رہ گئی — چمن اڑ گیا اور بو رہ گئی
کہاں دل مین اب آرزو رہ گئی — وہ مدت سے بنکر لہو رہ گئی
شب وصل کی کیا کہون داستان — زبان تھک گئی گفتگو رہ گئی
بہت اے شب غم بلا ئین ٹلین — خدا جانے کسطرح تو رہ گئی
چلے ہم تری بزم سے تشنہ کام — تمنائے جام و سبو رہ گئی
بہت چل بسے یار اے زندگی — کوئی دن کی مہمان تو رہ گئی
کہانسے کہان لے گیا ہمکو شوق — مگر رہ گئی جستجو رہ گئی
بھرے چاک دل مین نمک چارہ گر — اگر احتیاج رفو رہ گئی
میرا سر گیا ایک ہی وار مین — ہوس تجھکو اے جنگجو رہ گئی
نہ دہوئے اگر جانسے اپنے ہات — تو عاشق سے شرط وضو رہ گئی
پھرے ہی تو کچھہ دست نازک سے تیغ — یہہ کیا ہو کے زیب گلو رہ گئی
دکھا کر جھلک کون چلتا ہوا — نظر ڈہونڈتی چار سو رہ گئی

گیا دل گیا داغ اس بزم مین
غنیمت ہوا آبرو رہ گئی

آئینے سے وہ کہتے ہین تیری نظر ہوئی — اے چشم شوق اسکی تجھے بھی خبر ہوئی
جو مجھپہ چشم لطف تھی اب غیر پر ہوئی — دنیا کی طرح یہہ بھی ادھر کی ادھر ہوئی
محشر مین راز عشق خدا سے بھی یون کہا — جسکی نہ کانون کان کسیکو خبر ہوئی

میری بلا سے ٹوٹ کے پیکان جو رہ گیا
حاصل مجھے تو لذت زخم جگر ہوئی

اسکا بھی اعتبار ہے گویا برائے نام
تیری نگاہ لطف بھی تیری کبھی ہوئی

کچھ روز وعدہ یاس کی حالت عجیب تھی
کیا کہیے کسقدر نہوئی کسقدر ہوئی

کرلین گے حور کا بھی نظارہ دم اخیر
دنیا کی تاک جھانک سے فرصت اگر ہوئی

کہتے ہین یار تجھسے مرنہ گئی میرے نام پر
کیا چاہ مین دو چار جو منہ دیکھکر ہوئی

رکھا نگاہ مین جو دل بیقرار کو
اُس دن سے اور شوخ تمہاری نظر ہوئی

کیا امتحان کرون کہ نہ چھوٹے گی جان پر
کسکو خدا نخواستہ الفت اگر ہوئی

اب کہہ رہا ہون اُسکے تصور سے مُدعا
پیغامبر کی یاد بھی پیغامبر ہوئی

دلکو بغل مین پال کے مجبور ہو گئے
دشمن کے ساتھ عمر ہماری بسر ہوئی

جا تو سہی دکھا تو سہی اُسکو خط مرا
آگے سے آگے فکر تجھے نامہ بر ہوئی

بکتی تھی دختِ رز کی حرمت کسطرح
یہ کیا سبب ہے بار کے قاضی کے گھر ہوئی

کو عرض مدعا پہ زبان قطع کیون نہو
اب کیا چھٹے گی وہ جو خطا عمر بھر ہوئی

کہتے ہین بار بار وہ مجھسے شب وصال
ہے ہے اگر نہ تیری دعا سے سحر ہوئی

ہمسایے مین یہہ شور ہے لو داغ کی خبر
کمبخت کو تڑپتے ہوے رات بھر ہوئی

زاہد کو روز حشر بڑی امتحان کی
پیر مغان نے خلد مین جا کر دکان کی

دم بھر مین یار آہ تھی اک نوجوان کی
پیری کسیطرح نہ چلی آسمان کی

قاصد بھی اُسکو دیکھہ کے دیوانہ ہوگیا
پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی

تعریف غیر سنکے جو مین نے دیا جواب
اِس بات پر خفا ہین کہ ہم سے زبان کی

کسکو گِلہ نہین تری بیداد و جور کا
کیونکر زبان بند ہو سارے جہان کی

سر کاٹ کر لگاتے ہین گردن کے ساتھہ پھر
کچھہ رنگتی ہے اُنکو ہوس امتحان کی

گو جانتا ہون جھوٹ مگر اُسکو کیا کرون
کھاتے ہین پیار سے وہ قسم میری جان کی

یہہ شکوہ رقیب پہ مجھکو ملا جواب
لوگون سے تونے کیون مری خوبی بیان کی

آہٹ نہین ہوئی کہ مجھے ڈر سے لیا
پسلی پھڑک اُٹھی تھی مگر پاسبان کی

روکا اِسی بہانے سے اظہارِ شوق پر
معلوم ہے ہمین نہین حاجت بیان کی

کب تک بتا بتا کے کہون ماجرائے دل
فرمائشین ہین روز نئی داستان کی

کیا پھر بھی دل کے دینے مین اے داغ عذر ہو
گر وہ قسم دلائے تمہین اپنی جان کی

کبتک کھنچے رہوگے کبتک تنی رہے گی
کسکی بنی رہی ہے کسکی بنی رہے گی

اُسکی نگہہ سے ہر دم جی پر بنی رہے گی
برچھی مین دل رہیگا دل مین انی رہے گی

ملکر تو اُنسے دیکھین آئندہ جو مقدر
یا دوستی رہے گی یا دشمنی رہے گی

کشتہ کیا ہے اُسکی تیر نگہ نے مجھکو
میرے مزار پر بھی تیر افگنی رہے گی

ہر بندہ خدا پر کب تک ستم رہیگا
یہہ تیرے دل مین کافر کبتک ٹھنی رہے گی

تنگ آکے دلگی سے ہاتون چاہا تھا ہمنے مرنا
یہہ کیا خبر تھی برسون یون جانکنی رہے گی

جلوہ اگر دکھاؤ تو پھر منھہ چھپاؤ	اک صاعقے کی باقی کیا روشنی رہے گی
نبھہ جائے اُنسے اپنی جسطرح بنے غنیمت	یہہ جانتے ہین اکثر بگڑی بنی رہے گی
مر مر کے ہم جئے ہین سو امتحان دئیے ہین	اے بدگمان کبتک یہہ بدظنی رہے گی
ہم سے نظر ملا کر بیتاب دل کو دیکھہ	برقِ جہان ستان کبتک ستمگری رہے گی
لوٹین گی وہ نگاہین ہر کاروانِ دل کو	جبتک چلے گا رستہ یہہ رہزنی رہے گی

اے داغ تیری صورت دیکھین گے وہ نہ ڈرکر
چھائی ہوئی جو منھہ پر یون مردنی رہے گی

جور کی خو تیرے دل سے نہ ستمگر گئی	عمر بھر اپنی وفا سب یونہین بیکار گئی
آتے جاتے مری بالین پہ قضا ہار گئی	آئی سو بار شبِ وعدہ تو سو بار گئی
جسکو کہتے ہین اثر وہ نہ ملا سینہ ملے	کیا گئی آہ فلک تک بھی اگر پار گئی
تاک جھانک اپنی نگہہ کو رہی اُس کو چھپین	روزنِ در سے ہٹی تو سرِ دیوار گئی
جان کیا رکنے کی شی ہے کہ جیسے رک سکین	نہ گئی آج اگر کل یہہ چلن ہار گئی
چین سے بیٹھے ہو کیا تمکو خبر ہے کہ نہین	آبرو آج عدو کی سرِ بازار گئی
رکھہ لئے منھہ پہ عبث ہات حیا سے تمنے	لذتِ وصل ملی لذتِ دیدار گئی
اُسکا منھہ دیکھتے ہی خواب مین ہم چونک اُٹھے	اپنے ہات آئی ہوئی دولتِ بیدار گئی
نگہہ ناز کو ہمنے جو چھپایا دل مین	وہ یہہ کہتے ہین کہ چوری مری تلوار گئی
میرے گھر خوف سے تھم تھم کے قدم رکھتے ہو	کیا ہوا اب وہ کہان شوخیِ رفتار گئی

میرے مرنے کی خبر سن کے کہا خوب ہوا / روز کا قصہ گیا روز کی تکرار گئی

اسقدر پاس ہا عشق کی رسوائی کا / خاک بہی میری نہ اوڑکر سوئے بازار گئی

ضد مجہے سہنے کے لئے ہی ہے توانائی شرط / اب طبیعت غم فرقت سے بہت ہار گئی

نگہہ شوخ مین تمکین بہی کیسی تہی ہی / بیقراری دل عاشق سے نہ زنہار گئی

تمکو نفرت ہو تو ہو دل سے ہمکو لپٹا ہے / چہوڑکر اسکو مری روح نہ زنہار گئی

موت کے آنے سے کس طرحکی راحت پائی / جان کے جاتے ہی تکلیف دل زار گئی

جب اٹہی کوچہ جانان سے قیامت کوئی / چلتے چلتے مرے دہمکانے کو للکار گئی

آمد آمد ہے گلگشت چمن ہی کسکی / پیشوائی کے لئے نکہت گلزار گئی

گالیان دینے لگے پہر عیادت آکر / دل کی تسکین گئی پرسش بیمار گئی

داغ خورشید قیامت نے قیامت کی ہی
آج کیا جانئے کہان اپنی شب تار گئی

جلا تہا دل جب کیا تہا نالہ جلینگے لب جب دعا کرین گے / جو وہ کیا تہا تو کیا کیا تہا جو یہ کرینگے تو کیا کرین گے

مزا اسی مین ہے دل لگی کا کہ شوخیان ہون شرارتین ہون / جو آپ ہمسے حیا کرینگے تو چہیڑکر ہم خفا کرین گے

عجب طرحکا معاملہ ہے وہ سوچتے ہین یہ بات پہرون / کبہی طمع ہے کہ لیجئے دل کبہی یہ ہے فکر کیا کرین گے

عداوت انکو ہے آج جس سے اسی پہ کل مہربانیان ہین / جو دشمنی کرسکین کرین وہ دوستی ہمسے کیا کرین گے

ہزار ہین رنگ عاشقی کے جو انکو برتے وہ انکو جانے / تمہین کو ہم بیوفا کہینگے تمہین سے ہم التجا کرین گے

پیامبر کی مجال کیا تہی جو انسے کہکر جواب لاتا / بہت سنی ہمنے ایسی باتین بہت سی ایسی سنا کرین گے

ہوئے ہین وہ خوگر جفا ہم یہ کہتے پہرتے ہین جا بجا ہم جو کوئی ہم پر ستم کریگا ہم اُسکے حق مین دعا کرین گے

جو رشک لقمان بہی چارہ گر ہو مسیح ثانی بہی وہ اگر ہو کسی سے اچھے ہوئے نہ ہونگے ہم آپ اپنی دوا کرین گے

خطا کروگے جو بوسہ مانگا یہ کیا کہا پہر نہ ہمسے کہنا خطا کرینگے خطا کرینگے خطا کرینگے خطا کرین گے

کوئی سہے رنج و غم کہانتک اٹہائے ظلم و ستم کہانتک
وہ حضرت **داغ** ہی نہین ہین جو تجہسے مہر و وفا کرین گے

وہ دل لیکے چپکے سے چلتے ہوے یہان رہگئے ہاتہہ ملتے ہوے

الٰہی وہ نکلے تو ہین سیر کو سپہ چلے آئین مجہہ تک ٹہلتے ہوے

نہ اترائیے دیر لگتی ہے کیا زمانے کو کروٹ بدلتے ہوے

عدم مین بہی ہم نیند بہر کر نہ سوے گئے حشر مین آنکہین ملتے ہوے

محبت مین ناکامیون سے اخیر بہت کام دیکہے نکلتے ہوے

گلا کاٹ لون مین ہی خنجر تو دو تمہین دیر ہوگی سنبہلتے ہوے

مرے جذبِ دل پر نہ الزام آئے وہ آتے ہین آنکہین بدلتے ہوے

کرین وعدے پر وعدہ وہ ہمکو کیا یہہ چلکے یہہ فقرے ہین چلتے ہوے

داغ کے دل پہ رکہو تو ہات
بہت تمنے دیکہے ہین سب جلتے ہوئے

وہ لیتے ہین چٹکی پہ گفتار ذرا سی کیا دل کو مزا دیتی ہے تکرار ذرا سی

کیون چاٹ نہ لون خاکِ درِ یار ذرا سی اکسیر ہے اکسیر کی مقدار ذرا سی

آتے تو چلے ہین وہ مری راہ پہ لیکن / باقی ہے ابہی منزلِ دشوار ذراسی
اندیشہ ہے اِک صاحب تقوے کی نظر کا / مے چھوڑ دیا کرتے ہین میخوار ذراسی
اے شوخ غضب ہے تری ابرو کا اشارہ / کیا دیکھئے کرتی ہے یہہ تلوار ذراسی
دشنام پسِ بوسہ جو تو دے تو مزا ہے / تلخی بہی ہو اے لعل شکربار ذراسی
اُس فتنۂ عالم سے یہہ کہتی ہے قیامت / دے ڈال مجھے شوخی رفتار ذراسی
موسی کو تو جب بہی نرہی تاب نظارہ / جھلکی تہی پئے طالبِ دیدار ذراسی
اُس شانِ رحیمی نے بہت رنگ دکہایا / جسوقت جھکی چشم گنہگار ذراسی
زاہد مری خاطر سے مسلمان سمجھکر / دِل توڑ نہ تو پی لے میرے یار ذراسی
سو ٹکڑے کرون دل کے تو لے کوئی خریدار / وہ کہتے ہین یہہ جنس ہے درکار ذراسی
کھلجاتے ہین اکثر ترے فقرے تری چالین / باقی ہے کسر تجہہ مین یہہ عیار ذراسی
ہمسائے مین وہ آئے تہے جب جہانکنا چاہا / اونچی رہے سر سے مری دیوار ذراسی
اکثر تو رقیبون سے مرے ہوتے ہین شکوے / تعریف بہی ہو جاتی ہے اک بار ذراسی
جب ہمکو مئے تلخ میسر نہین ہوتی / افیون ہی کہا لیتے ہین ناچار ذراسی
بیدادِ فلک نے تو بہت زور دکہایا / کر تو ہی کمی اے ستمِ یار ذراسی
ساقی مجھے ترسا کے پلاتا ہے مئے ناب / اِک بار بہت سی نہین ہر بار ذراسی

کہتا ہے وہ ہم داغ کو دل مین نہین رکھتے
مین چاہون جگہہ دے مجھے دلدار ذراسی

رہیگا عشق ترا خاک مین ملا کے مجھے ۔ کہ ابتدا مین ہوئے رنج انتہا کے مجھے

دیئے ہین ہجر مین دکھ درد کس بلا کے مجھے ۔ شب فراق نے مارا لٹا لٹا کے مجھے

ہوا ہے مد نظر اس طرح سے ترسانا ۔ بناو کرتے ہین بدگمان بتا کے مجھے

عدو کے شکوے پہ یہہ انفعال بہی ہر نیا ۔ وہ منہہ ہی منہہ مین سناتے ہین سر جہکا کے مجھے

نہ کی شکایت معشوق شرم عصیان سے ۔ کہ اور جہیپ چڑہی سامنے خدا کے مجھے

ہجوم ناز مین گہر کر دو ہائی دی دل نے ۔ یہہ لوٹے لیتے ہین تنہا غریب پا کے مجھے

ارادہ قتل کا ہے یا ہین شکل کے مشتاق ۔ وہ گہورتے ہین بہت سامنے بلا کے مجھے

عجیب غیر کے افسانے مین ہے کیفیت ۔ یہہ حال ہینئے ذرا سی کبہی پلا کے مجھے

مکدر اہل فلک میری مشت خاک سے ہین ۔ بگاڑ ڈال دیا آدمی بنا کے مجھے

طریق مہر و وفا مین کمی کر کئے ہی نہی ۔ خیال تہا وہ نہ پچتائے آزما کے مجھے

بغیر موت کے کس طرح کوئی مرتا ہے ۔ یقین نہ آئے تو وہ دیکہہ جائین آکے مجھے

بلائے عشق تو دشمن کو بہی نصیب نہو ۔ مرا رقیب بہی رویا گلے لگا کے مجھے

کہا یہہ دل نے چلو آج کوئے قاتل مین ۔ اجل کہان سے کہان لیگئی لگا کے مجھے

ہر ایک شخص کو حاصل جدا ہے کیفیت ۔ جفا کے لطف تجہے ہین مزے وفا کے مجھے

ستم تو یہہ ہے کہ پہر اس خوشی کی قدر نہین ۔ تم اپنے دل مین ہو خوش کسقدر ستا کے مجھے

غضب ہے آہ مری **داغ** نام ہے میرا
تمام شہر جلاؤگے کیا جلا کے مجھے

ہم اپنے دل کے ہاتھون مورد صد رنج و آفت ہین	دیگر	یہہ سب حضرت کی خوبی ہے جو کچھہ ہین حضرت ہین
عشق مین دل کہین حواس کہین	دیگر	ایسے رہتے ہین اپنے پاس کہین
کون پردے مین چھپ کے بیٹھا ہے		بھر کے جاتا ہے کیون گلاس کہین
مجھکو ہے اس سے احتمال وفا		نہ غلط ہو میرا قیاس کہین
زہر کھاتے ہین تنگ آکر ہم		یہہ دوا آے دل کو راس کہین
بزم مین داغ گر نہین تو نہو		یہین ہوگا وہ آس پاس کہین

ردیف واو

وہ ہمسے بدگمان تو دل مبتلا نہو		تیری برائی چاہینگے تیرا برا نہو
بے وجہ یہہ نیاز نہین غور کیجیے		کیون التجا کرین جو کوئی مدعا نہو
اول تو یہہ دعا تھی کہ وہ بھی ہو بیقرار		اب کہہ رہا ہون یہہ کہین میرا کہا نہو
دل جا کے جان جا کے قیامت ہی کیون نہ آئے		سب کچھہ مجھے قبول مگر تو خفا نہو
[illegible] زوقت نظارہ	دیگر	آنکھون آنکھون مین کہا گیا دل کو
[illegible] عشم کوئی تباہ نہو	دیگر	کرون گواہ خدا کو تو وہ گواہ نہو
[illegible] خدا جانے آج ہو کہ نہو	دیگر	درست خیر سے اسکا مزاج ہو کہ نہو
[illegible] معشوق کی طلب و غرض		جب آدمی ہے تو پھر احتیاج ہو کہ نہو

ردیف ہاے ہوز

[illegible] ہمسے ایسی توبہ		یا مرے اللہ مری توبہ

میرے دلسے کوئی پوچھے غم ا[illegible] — [illegible] لگار کہا ہم مدت سے اِسے جان کے ساتھ

جھگڑے لگے ہین یون تو بہت آدمی [illegible] — [illegible] نہو کسیکو محبت کسیکے ساتھ

جب یہہ نہو تو کیون نہو دنیا و دین خراب — سارے لگاو رہتے ہین دل کی لگی کے ساتھ

کہدے ایمان سے تو غیر کے گھر جانے کی — کہ فقط جائیگا ایمان ہی انسان کے ساتھ

ردیف یاے تحتانی

بھرے بیٹھے ہو تم محفل مین اے داغ — کہے دیتی ہے خاموشی تمہاری

جو بیٹھی آنکھین تو پلکین ہی کوئی پل کی ہین — رہی ہین بس یہی آنکھون کی سوئیان باقی

دیگر

ہلایا جب مری آہ و فغان نے — زمین پکڑی ہے کیا کیا آسمان نے

دیگر

رقیبون سے ہے دوستداری تمہاری — نبھے گی نہ ہرگز ہماری تمہاری

دیگر

ہر رنگ مین ہے داغ سا ہمرنگ کہان ہے — بوڑہون مین وہ بوڑہا ہے جوانون مین جوان ہے

دیگر

رنج دیتے ہین اُسیکو آپ جو رنجور ہے — یہہ کہان کی رسم ہے کس ملک کا دستور ہے

دیگر

خاک مین تم ملانے آئے ہو — یون بہی کوئی کسی سے ملتا ہے

دیگر

اے داغ یہ کیا بات ہے ہمکو تو بتاؤ — رہتا ہے وہان ذکر تمہارا کئی [illegible]

دیگر

ساقیا چاٹ لگی چاہیئے پیمانے کی — ہم تو لے ڈالین گے مٹی تر[illegible]ے کی

دیگر

کہتے ہین لوگ تیری طبیعت اُلٹ گئی — یہہ جانتے نہین مری قسم[illegible]ٹ گئی

دیگر

غضب ہے اس ستمگر پر دلِ امیدوار آئے — کرم سے جسکو نفرت ہو وفا[illegible] جسکو عار آئے

دیگر

اپنی تقدیر پہ گریان جو شبِ غم ہوگی — گل خورشید قیامت پہ بہی [illegible]بنم ہوگی

غیر پر اُنکی طبیعت آئی | دیگر | اگر ... پیچ ہے تو قیامت آئی

دِل پہ اور ایک یہہ آفت آئی | | یہہ ... ہی اور قیامت آئی

ہم اپنے کاتب اعمال کو ملالینگے | دیگر | گناہ سہل ثبوتِ گناہ مشکل ہے

یہہ کیا ہے حضرت ناصح ذرا سنو تو کہی | دیگر | ہر اک سے کہتے ہو میری ذرا سنو تو سہی

باطن مین کینہ اور بظاہر یہہ بات ہے | دیگر | دنیا کہے کہ داغ پہ کیا التفات ہے

محبوبیت کی شان نہین ہے ستمگری | دیگر | محبوب ہو کے آپ دِل آزار کیون ہوے

گر ہو نہو تو بیخودئ شوق جرم ہو | | کیا جانین ہم سزا کے سزاوار کیون ہوے

اپنے جمال ہوشربا کی خبر ہی ہے | | کہتے ہو ہم سے طالبِ دیدار کیون ہوے

تھوڑے دنو نمین لطفِ اسیری ملا نہ تھا | | ہم کیا کہین کہ چھٹ کے گرفتار کیون ہوے

مِلا کر آنکھ سے اسکو گریان کر دیا کسنے | دیگر | کہ اپنی آنکھ نم کی قطرۂ شبنم سے نرگس نے

اہلِ محفل سے ملائی آنکھ جب اُسنے ذرا | دیگر | مختلف سب سے اشارے ہو گئے بات کیے

بولے وہ ماہِ مصر کی تصویر دیکھکر | | ہان خیر کچھ درست ہے یہہ آنکھ ناک ہے

تنہا جو آئیے مری آنکھون پر آئیے | دیگر | ساتھ اپنے غیر کو نہ کبھی لیکر آئیے

دیکھا نہ وقت ذبح بھی اُس رشک حور کو | دیگر | آنکھین اُلٹ گئین یہہ مصیبت تو دیکھیے

کرتا ہے داغ کوچۂ قاتل مین تاک جھانک | | پردے پڑے ہین آنکھ پہ غفلت تو دیکھیے

ٹھہری آنکھو نپہ دانستہ جو مجنون رکھتا | دیگر | لیلئے پردہ نشین جامے سے باہر ہوتی

اُسنے نگاہ ملتے ہی دِلپر لگی وہ چوٹ | دیگر | بجلی سی اپنی آنکھون کے نیچے چمک گئی

دل کو چھو الیا ہے نگاہونسے اوپر	دیگر	آنکھون مین بیٹھے ہین ہٹائی تو دیکھیے
آپ کی آنکھونمین کس طرح نہ ٹیسو پھولے	دیگر	زردی پہ چہرہ بیمار اثر کرتی ہے
خورشید میرے سامنے یا شمع طور ہے	دیگر	آنکھین جو تیور اگئین یہہ کس کا نور ہے
اُس بدگمان کو نشہ مے کا گمان ہے	دیگر	آنکھین چڑہی ہوئی ہین ہماری بخار سے
ہر طرف مجمع اغیار رہا دیکھا ہم نے	دیگر	آنکھین لڑائین تری بزم مین کیا کیا ہم نے
ہفت افلاک سے تاثیر دعا مانگتی ہے	دیگر	سات گہر بہیک یہ مانند گدا مانگتی ہے
چھپکے بیٹھے ہو مرے دل مین یہہ پردا کیا ہے	دیگر	دیکھنے والے سے پوچھے کوئی دیکھا کیا ہے
جو گھڑی عیش کی گذرے وہ غنیمت جانو		زندگانی کا مری جان بھروسا کیا ہے
بالین سے نہ اُٹھنا تھا کیا تم نے قیامت کی	دیگر	لو بیٹھہ گئین آنکھین بیمار محبت کی
غم حسین مین اُٹھیگا سرخروائی داغ	دیگر	یہہ بوجہہ تو نے اُٹھایا یا علی علی کر کے
تو کرے الطاف دشمن پر ستم یہہ بھی تو ہے	دیگر	غم غلط ہو غیر کا مجھکو الم یہہ بھی تو ہے
کوے جانان مین اڑا لیچل تن لاغر مرا		ایک تنکا اے نسیم صبحدم یہہ بھی تو ہے
کیا تڑپنے ہی کو خالق نے طبیعت دی ہے		صبر دیگا وہی جس نے تری الفت دی ہے
بادشاہونکو ہی لوگ ہین دینے والے		یہہ فقیرون ہی کو اللہ نے ہمت دی ہے

خمسہ بر غزل خود مصنف

کہتا ہے کیا کہ جاہل رندانے آدمی ہین		رندانے آدمی تو فرزانے آدمی ہین
جو آدمی ہو لیکن وہ جانے آدمی ہین		زاہد نہ کہہ بُرے ہے یہہ مستانے آدمی ہین

تجھکو لپٹ پڑینگے دیوانے آدمی ہین

یہہ لوگ وہ ہین انسے الفت بزار کیجے
انکو یہہ فکر ہر دم چوکین تو وار کیجے
اِنسے جو ربط کیجے بیگانہ وار کیجے
غیرون کی دوستی پر کیون اعتبار کیجے

یہہ دشمنی کرینگے بیگانے آدمی ہین

یہہ سچ کہ لوگ جو ہین سو دردو غم سہارے
ظلم و ستم کے کشتے اندوہ و غم کے مارے
منت سے پوچھتے ہین آزار و رنج سارے
جو آدمی پہ گذرے وہ اک سوا تمہارے

کیا جی لگا کے سنتے افسانے آدمی ہین

جب غیر کوئی آئے بے شبہ اُسکو ٹوکے
ہم روز کے سلامی کیون کہائے ہم پہ دہوکے
اب جی مین ٹہن گئی ہے جائینگے جان کہوکے
کیا چور ہین جو ہمکو دربان پہ روکے

کہدو کہ یہہ تو جانے پہچانے آدمی ہین

دے جلد بہر کے ساغر جو کچھہ ہو خم مین باقی
غافل یہہ صحبت مل ہر امر اتفاقی
کم ظرف جو ہون اُنسے کر تو یہہ خوش مذاقی
مے بوند بہر پلا کر کیا ہنس رہا ہے ساقی

بہر بہر کے پیتے آخر پیمانے آدمی ہین

قسمت پر اپنی مجکو کیونکر نہ آئے حسرت
ناکارہ جہان ہون صورت نہ میری سیرت
تمکو ہی کچھہ نرالی ایسی نہین کدورت
مین وہ بشر کہ مجھسے ہر آدمی کو نفرت

تم شمع وہ کہ تمپر پروانے آدمی ہین

بے محنت مکین کب کوئی مکان بنا ہے
دیکھو خلیل ہی سے کعبہ بنا ہوا ہے

ہے گرچہ ایک خوار [illegible] ہماری جا ہے   تمنے ہمارے دل مین گھر کرلیا تو کیا ہے

آ [illegible] تے آخر ویرانے آدمی ہین

ہم عشق کے ہین بندے [illegible] ہے چھوٹا   یہہ عشق کا مزا ہے ہو لب پہ جام صہبا
صہبائے عشق کو بھی کہتے ہین آپ بیجا   اے شیخصاحب اِس جا کیجے ایسا

حضرت کو تا کہ کوئی یہہ جانے آدمی ہین

اِن خدمتونکا اپنی حق لینگے روزمحشر   دنیا مین جانتے ہو جیسے فدا ہین تم پر
پہر بندگی ہماری دیکھوگے بندہ پرور   جب داورِ قیامت پوچھیگا تم پہ رکھکر

کہدینگے صاف ہمتو بیگانے آدمی ہین

اے کشتۂ تغافل اے بسمل جدائی   مجروح ناوک غم مقتول بیوفائی
کب ہوتی ہے کسی سے جو تونے کردکھائی   شاباش **داغ** تجکو کیا تیغ عشق کھائی

جی کرتے ہین وہی جو مردانے آدمی ہین

خمسہ بر غزل حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ

این چہ رفتارست بیجا میروی   بیخودانہ مست صہبا میروی
میروی وبے محابا میروی   سروِ سیمینا بصحرا میروی

نیک بدعہدی کہ بے ما میروی

ثانی نظارۂ روئے نکو   جلوۂ دیدارِ محشر ہو تو ہو

کب ملا یہہ دن کلیم و طور کو	اے تماشا گاہِ عالم [illegible]
تو کجا بہرِ تماشا میروی	
کون کرسکتا ہی تجہسے ہمسری	شب جب [illegible] پہلو بر زری
ہے حجاب و شرم طرزِ دلبری	رو [illegible] پنہانی [illegible] داز مردم پری
تو پرہ یرو آشکارا [illegible] روی	
حُسن تیرا غیرتِ شمس و قمر	ناز تیرا دلکش و جادو اثر
خوش ہو گیا ایسا کسیکو دیکہکر	گر تماشا مے کنی در خود نگر
کے بجو شتر زین تماشا میروی	
آدمی سے بولتا ہے آدمی	فکر یہہ کیسی ہے کیسی خامشی
منتظر ہون دیر سے کہہ تو ہہی	مے نوازی بندہ را یا مے کشی
مے نشینی یک نفس یا میروی	
ہے خرام ناز سے دل شاد شاد	گرچہ پامالی ہہی ہو حد سے زیاد
عاشق پابوس کی آئے مراد	گر قدم بر چشم من خواہی نہاد
دیدہ بر رہ مے نہم تا میروی	
جو ترا شیدا ہوا ر و بخت	تیری فرقت مین رہا کب تندرست
داغ نے اچہا سنایہہ شعر چست	دیدہ سعدی و دل ہمراہِ تست
تا نہ پنداری کہ تنہا میروی	

سلام

انکو مجرا تھے جو زیرِ آسمان بیٹھے ہوئے
بھوکے پیاسے بیوطن بے خانمان بیٹھے ہوئے

شورِ ماتم سنکے اہلبیت کا سب اہلِ شام
شادیان کرتے تھے گھر مین شادمان بیٹھے ہوئے

شاہ اسپر بھی اُٹھا دیتے تھے اعدا کے قدم
تیر تن پر دل پہ داغ جانستان بیٹھے ہوئے

وا دریغا دستِ عابد مین تو ہو اُنکی مہار
اور اونٹوں پر چلین کچھہ ساربان بیٹھے ہوئے

کربلا سے شام تک دم دم کی جاتی تھی خبر
جابجا تھے ڈاک پر سب خطرسان بیٹھے ہوئے

امتِ عاصی کے حق مین شاہ نے مانگی دعا
جانبِ قبلہ زمین پر نیم جان بیٹھے ہوئے

جب مدینہ مین شہادت کی خبر اُڑ کر گئی
کچھہ کھڑے روتے تھے کچھہ پیر و جوان بیٹھے ہوئے

کوفیون نے خود بلا کر یہہ ستم برپا کیا
اپنے گھر تھے چین سے شاہِ زمان بیٹھے ہوئے

[illegible]

حلق پر خنجر چلا سبطِ رسول اللہ کے
کھائی ہین عابد نے غم کی برچھیان بیٹھے ہوئے

بیٹھے بیٹھے پشتِ زین پر بھی پڑی شہ نے نماز
زخم کاری تھے بہت تا استخوان بیٹھے ہوئے

راہِ تسلیم و رضا مین اہلبیتِ مصطفٰے
صبر کا کرتے تھے باہم امتحان بیٹھے ہوئے

کہہ رہے تھے العطش جس وقت سب اہلِ حرم
سب کی سنتے تھے شہِ کون و مکان بیٹھے ہوئے

قطعہ

حضرتِ عابد کو زندان مین بھی تھا اتنا لحاظ
ہمسے غافل ہون نہ در پر پاسبان بیٹھے ہوئے

رات کو چپ چاپ ہوتی تھی کوئی دم کو اگر
پھر بلا دیتے تھے اپنی بیڑیان بیٹھے ہوئے

شاہ کے ماتم مین روئے ہین بہت حور و ملک
دیکھنا جنت مین بھی ہونگے مکان بیٹھے ہوئے

حج زیارت کر چکے اب کربلا کو بھی چلو
داغ مدت ہو گئی تمکو یہان بیٹھے ہوئے

سلام اسکو کیا جسنے نام چار طرف ... انہی کئے نام درود و سلام چار طرف
پڑی تھی گھیرے ہوئے فوج شام چار طرف ... حسین بیچ مین تھے روک تھام چار طرف
خضر بھی لا نہ سکے ایک بوند پانی کی ... یہہ اشقیا کا رہا انتظام چار طرف
نکل کے جائین شہ دین نہ کربلا سے کہین ... پہونچ گیا تھا یہی حکم عام چار طرف
جب اکبار ہی تو ساری سپاہ ٹوٹ پڑی ... کیا ہے شاہ نے کیا قتل عام چار طرف
مدد کہین سے نہ پہنچے یہہ سکو ڈر کا تھا ... حسین ابن علی کا تھا نام چار طرف
یہہ عرض شاہ سے کی حر نے کیجئے اپنا ... نہ بہٹکے یا مرے مولا غلام چار طرف
عدو کی جانپہ گرتی تھی ہر طرف بجلی ... چمک رہی تھی جو تیغ امام چار طرف
اِدہر تو خیمۂ اطہر مین ہر طرف ماتم ... اُدہر خوشی کی پڑی دہوم دہام چار طرف
قضا بھی آئی تو مر مر کے آئی مقتل مین ... عجب طرح کا رہا اژدہام چار طرف
در آیا جب صف اعدا مین ابن شیر خدا ... تو بہاگتے نظر آئے تمام چار طرف
بلا بلا کے کرین کربلا مین شہ کو شہید ... پہونچ گئے تھے یہہ خفیہ پیام چار طرف
ہزار قتل کئے ذوالفقار حیدر نے ... قضا نے خوب کیا اپنا کام چار طرف
کھڑی ہوئی تھین شہیدونکے واسطے حورین ... لئے ہوئے مئے کوثر کے جام چار طرف
محب آل محمد صلعم محب حق ہوگا ... یہہ مشتہر ہے نبی کا کلام چار طرف

[illegible]

مثال خانہ عناصر تھے متفق دشمن
اگرچہ پھیلے ہوئے تھے تمام چار طرف
رہیگا حشر تلک اے داغ ربع مسکون میں
غم حسین علیہ السلام چار طرف

رباعیات

بے مہری سپہر سے دل سرد ہوا
جو حوصلہ تھا پست ہوا گرد ہوا
جو صاحب درد ہو کرے داغ کی قدر
بیداغ ہوا کوئی تو بیدرد ہوا

ولہ

بیفائدہ انسان کا گھبرانا ہے
ہر طرح اُسے رزق تو پہنچانا ہے
قارون کے خزانہ سے بھی ملجائیگا
منظور جو اللہ کو دلوانا ہے

ولہ

صد شکر پہنچ فخر زمان تک تو ہوئی
معراج مجھے ایسے مکان تک تو ہوئی
پستی سے فلک نما پہ آیا اے داغ
اونچی مری تقدیر یہان تک تو ہوئی

ولہ

دریا کو اگر گوہر خوش آب دیا
گردونکو اگر مہر جہانتاب دیا
اے داغ وہ انکا تھا یہہ تیرا حصہ
اللہ نے حاتم تجھے نواب دیا

ولہ

ہیں صاحب اقبال وقار الامرا
ہے مظہر اجلال وقار الامرا
اے داغ عجب کیا ہے بہترین تیرے دن
ماضی کو کرے حال وقار الامرا

ولہ

شہرت ہے بڑی شان سے آئے نواب
جان آگئی اے داغ ہماتن مین

اقبال کے سامان سے آئے نواب
جب ہمنے سنا کان سے آئے نواب

ولہ

دریائے سخا کان عطا کون کہ آپ
داغ اپنی پریشانی دل کس سے کہیے

مشکل ہے کہ مری عقدہ کشا کون کہ آپ
نواب وقار الامرا کون کہ آپ

ولہ

سمجھا نہو دکھہ درد کا سہنے والا
حضرت سے مرا شوق حضوری کہیے

بیفائدہ بیقاعدہ رہنے والا
اب نہین ملتا کوئی کہنے والا

ولہ

ذی مرتبہ ذیشان ہے خانِ خانان
ہر سینہ مین دل ہے اور دل مین اُمید

ہر چشم مین انسان ہے خانِ خانان
قالب مین مری جان ہے خانِ خانان

ولہ

گنجینہ دولت سے سخاوت بڑھکر
نواب وقار الامرا کے اوصاف

ایثار و سخاوت سے شجاعت بڑھکر
بڑھکر ہین زمانے سے نہایت بڑھکر

ولہ

نواب غم و رنج سے آزاد رہے
ای داغ ہمیشہ یہہ دعا ہے اپنی

اللہ کرے صاحبِ اولاد رہے
تا دورِ فلک خوش رہے آباد رہے

وله

مہری کو اگر خیر زبان کہتے ہیں
یا محسن ملک اسکو یہان کہتے ہیں
زیبا ہے کہیں محسن عالم ای داغ
جو چاہیئے کہنا وہ کہان کہتے ہیں

وله

اس خیر کا انسان کوئی ہو تو سہی
ذی مرتبہ ذیشان کوئی ہو تو سہی
ہر شخص کی ملحوظ ہے خاطر داری
یون دل کا نگہبان کوئی ہو تو سہی

وله

ہے باغ شجاعت کا شجر افسر جنگ
ہے بحر سخاوت کا گہر افسر جنگ
ذی شیبہ ذی حوصلہ ذیشان ذی عقل
ای داغ نہین کوئی مگر افسر جنگ

وله

خورشید سے انور ہے تری اے منیر
امید سے بڑھکے ہے ترا فیض کثیر
نواب منیر ملک یکتائے زمان
آپ اپنا جواب اپنی مثال اپنی نظیر

وله

یہ کہکے دعا دیتے ہین مجھے سب اغیار
دلوا دے جو کچھ ہمکو تو ہو وصل نگار
ایمان کی ہے داغ جو پوچھو ہمسے
ہین راشی و مرتشی تو دونون فی النار

وله

سلطان دکن کے ہوئے اشفاق بہت
اشخاص نے مجھسے کئے اخلاق بہت
دلی کو اگر جاؤن تو ملکر جاؤن
مین آپ کے ملنے کا ہون مشتاق بہت

وله

جبتک ہین ضیا بخش مہ و مہر منیر
جبتک کواکب سے فلک پر تنویر
دلشاد رہے خوش رہے آباد رہے
نواب قدیر جنگ یا رب قدیر

وله

جبتک ہے جہان مین دو ساقی باقی
جبتک ہے لذت تلاقی باقی
باقی کی نہ کیون ہو عمر و دولت کو بقا
فانی فانی ہے اور باقی باقی

قطعات

قطعۂ تاریخ تہنیت مسند نشینی جناب مستطاب نواب محمد مشتاق علیخان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ والی ریاست مصطفے آباد عرف رامپور

زہے نشاط زہے خرمی زہے عشرت | بنا ہی غیرت فردوس مصطفے آباد
جہان جہان ہی خوشی عیش انبساط سرور | زبان زبان سے ادا نغمۂ مبارکباد
نگہہ نگہہ سے ٹپکتا ہی بادۂ عشرت | نفس نفس سے یہہ آواز ہی کہ آئی مراد
دہن دہن سے دعاے بقاے دولت و عمر | سخن سخن مین ہی شکر و سپاس حد سے زیاد
عروج دولت و اقبال و شان و شوکت سے | بنا ہی عالم بالا یہہ عالم ایجاد
ہوا وسادہ نشین جو بروز جمعہ کو نواب | نمازیون نے دعا دیکے دی مبارکباد
زہے طراوت آب و ہواے گلشن دہر | قدم جما کے سنبہلتا ہی باغمین شمشاد
وہ جوش رنگ ہی ہو آب نیشتر ہی شہاب | جو فصد لے رگ شاخ نہال کی فصاد
مثال خاطر شگفتہ ہر گل امید | برنگ غنچہ نشگفتہ ہر گل فریاد
سب اعتدال سے ہین اب عناصر اربع | سب اتفاق سے ہین آب و خاک و آتش و باد
مزاج اہل زمانہ مین ہی وہ یکسوئی | مریض کے بہی مرض مین نہ جمع ہون اضداد
چڑہا کے ساغر صہباے عشق کو صوفی | پکار اٹہتے ہین نشے مین ہرچہ بادا باد
قضا قضا کرے لیلیٰ کے ہچکیان پیہم | کسی مریض کو بہولے سے بہی جو آئے یاد

شرارِ برق بھی دانتوں میں ڈر سے لے تنکا | ہوا ہے عدل سے ہو صرصرِ خزاں برباد
تیرے سکونِ طبیعت قیامِ دولت سے | کہے نہ آب سے زمانہ کو کوئی بے بنیاد
فروغ نیّرِ اقبال سے عجب کیا ہے | پڑھے اگر خطِ تقدیر کورِ مادرزاد
تیرے زمانے میں دل ہو گئے ہیں آئینہ | ہوا تھا صاف سکندر کے عہد میں فولاد
گدا کو بھی وہ تموّل ہے عہدِ دولت میں | جو اس زمانے میں ہو خسروی کرے فریاد
ترا اشارۂ ابرو کلیدِ قفلِ امید | تری نگاہ دلِ آرزو سے ہے جانِ مراد
ڈلی ڈلی کو نمک کی ترستے ہیں اعدا | مٹا ہے عہد میں تیرے وہ نام شور و فساد
اب اسکو سہو کہیں ہم کہ حافظہ ٹھیرا ہیں | ہمیشہ تجھکو رہا دیکھے بھول جانا یاد
بہت قدیم نمکخوار معتمد ممتاز | یہہ **داغ** مدح سرا ساکنِ جہان آباد
جگر فگار و دل افگار و مضطر و غمناک | قتیلِ خنجرِ اعدا و کشتۂ حسّاد
اسے خدا نے با عزاز و آبرو رکھا | مدام شاد رہا یہہ بفضلِ ربِ عباد
امیدوار ترحم ہے خواستگارِ کرم | نگاہِ لطف رہے خلد آشیان سے زیاد

دعائیں دیکے یہہ لکھتا ہے مصرعِ تاریخ
جلوسِ خسروِ عالم پناہ نیک نہاد
۱۳۰۴

قطعۂ تاریخ مدار المہامی جنرل اعظم الدین خان بہادر

اعظم الدین خان بہادر کو | جاہ و منصب ملا بآسانی

یہہ مدار المہام عالیجاہ
مستقل ہے بحکم سُلطانی

کیون نہو تا یہہ فوج کا جنرل
ہے شجاعت مین رستمِ ثانی

عدل و انصاف و داد و فیض و کرم
عہد دولت مین با فراوانی

داغ آشفتہ ہو گیا مجبُور
ہے یہہ آزارِ دشمن جانی

تن ہے آلودہ ہزار امراض
دِل ہے مجموعہ پریشانی

مانگتا ہو دعائین صحت کی
پہلو بچھو لو بہ فضل ربّانی

اپنے جرنیل کو دیا عہدہ
ہے یہہ نواب کی ہنر دانی

اِس نیابت کی یہہ کہی تاریخ
آصفِ اعظم جہانبانی
سنہ ۱۳۰۴

قطعۂ تاریخ سالگرہ مبارک حضور پر نور حضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر
بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی دام دولتہ وصولتہ و سلطنتہ و حشمتہ

مسعود و مبارک ہو تجھکو اے خسرو دوران سالگرہ
یہہ سالگرہ ہے سالگرہ کہتے ہین اسے ہان سالگرہ
بڑھکر ہو کلاوہ کاہکشان ہر ایک گرہ نجم تابان
اللہ کرے ہو لاکھہ برس یون لایق و شایان سالگرہ

یہہ چاند ربیع الثانی کا یہہ پیر کا دِن تاریخ چھٹی
ہی بفضل خدا تیسئیسوین ہی اب ایشہ ذیشان سالگرہ

ادریس و مسیح الیاس و خضر دین بہر کلاوہ رشتۂ عمر
تا روز شمار اِسکا ہو شمار ایسی ہو فراوان سالگرہ

یہہ جشن سجا یہہ دہوم مچی عالم کو ملا ہی گنج گہر
ہی عقدہ کشاے بخت جہان دُر بار و زر افشان سالگرہ

وہ شور مبارکبا دہوا سب گونج رہے ہین ارض و سما
کیا حور و پری کیا انس و ملک گاتے ہین خوش الحان سالگرہ

ہر وقت خوشی ہر آن خوشی ہر لحظہ خوشی ہر لمحہ خوشی
ہے عیش کا سامان جشن طرب ہی جشن کا سامان سالگرہ

آراستہ ہین بازار و مکان پیراستہ ہین سب پیر و جوان
ہے زینت بلدہ سالگرہ ہی رونق ایوان سالگرہ

اے داغ دعا سلطان کو دے تاریخ لکھہ اس تقریب کی یون
جاوید ہمایون بیحد ہو محبوب علیخان سالگرہ
سنہ ۱۳۰۶ھ

تاریخ دیگر

سالگرۂ نظام
۱۳۰۷ھ

قطعہ

ہوئی ہے سالگرہ آج شاہ والا کی
خجستہ فال ہے یہہ اور نیک فال گرہ
یہہ جشن وہ ہے کہ کہتی ہے ساری خلق اللہ
کھلے نصیبون کی یارب ذوالجلال گرہ
ہزار دانہ یاقوت کی بنے تسبیح
بڑھے کلاوہ مین ہر سال ایک لال گرہ
لکھا ہے **داغ** نے یہہ اسکا مصرع تاریخ
ہزارون سال مبارک یہہ جشن سالگرہ
سنہ ۱۳۰ھ

قطعہ مبارکباد در تقریب ولادت باسعادت دختر نیک اختر حضور پرنور حضرت میر محبوب علیخان بہادر نظام آصفجاہ دام اقبالہ و ملکہ

اے خسرو جم حشم فلک قدر
ہے عہد ترا بڑا مبارک
اللہ رکھے تجھے سلامت
ہو عشرت بے انتہا مبارک
اللہ نے دی ہے شاہزادی
اللہ کی یہہ عطا مبارک
چلہ ہے سکندر الثانی کا
یہہ رسم کرے خدا مبارک
اس دن کی دعائین مانگتے تھے
یہہ دن ہے بہت بڑا مبارک
ہوتی ہے ولادت اسمین مسعود
ہے ماہ صیام کا مبارک
آئی رمضان مین عید گویا
سب عیدون سے ہے سوا مبارک
دیکھے چھٹی چلے شادیان سب
جلسون کا ہو دیکھنا مبارک

ہے مطرب فلک طرب ساز — آتی ہے یہی ندا مبارک
سب اہل زمین و اہل افلاک — کہتے ہین جدا جدا مبارک
پھولین پھلین نونہال شاہی — مقبول ہو یہہ دعا مبارک
سرسبز رہے ریاض اولاد — اِس باغ کی ہو فضا مبارک
عالم کو خوشی ہے کہہ رہے ہین — سب دوست سب آشنا مبارک
تقریب سعید و جشن فرخ — دنیا مین ہے جابجا مبارک

تاریخ کہی ہے داغ نے آج
نورس تجھے بادشا مبارک
سنہ ١٣٠٥ھ

قطعہ مبارکباد سالگرہ شاہزادی اعلیحضرت حضور پرنور نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ہوئی ہے سالگرہ آج شاہزادی کی — رہے ہمیشہ الٰہی بہار سالگرہ
برائے نذر شہنشاہ داغ لکھہ تاریخ — زیادتا بہ ابد ہو شمار سالگرہ
سنہ ١٣٠٥ھ

تاریخ حصول شرف حضوری حضور پر نور اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

قدمبوسی حضرت کا حاصل ہوا — بڑے شوق سے اور ارمان سے

حضوری کی تاریخ پوچھین اگر — یہہ کہدو ملے داغ سلطان سے
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ تصنیف و طبع دیوان جناب مستطاب خادم حضرت ختمی پناہی حاجی حرمین شریفین مشیر قیصر ہند نواب کلب علیخان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ رئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلائی ستارۂ ہند والی مصطفے آباد عرف رامپور دام ملکہم و اقبالہم

برس دن مین کہا دیوان ایسا میرے آقا نے — سخن ہے نام اسکا طبع نیکو اسکو کہتے ہین
کہین ہین داغ نے اک بیت مین دو اسکی تاریخین — یہہ ہی وہ بیت بیشک بیت ابرو اسکو کہتے ہین
یہہ اول مصرع تاریخ ہے تالیف دیوان کا — زہے معجز بیانی عطر اردو اسکو کہتے ہین
سنہ ۱۲۹۲ھ

جو پوچھے کوئی سال طبع پڑھ دو ن مصرع ثانی
چھپا مطبع مین اچھا نقش جادو اسکو کہتے ہین
سنہ ۱۲۹۳ھ

ایضاً

کیا خسرو آفاق نے دیوان کہا ہے — اللہ رے اللہ رے یہہ دستگہہ نظم
کسطرح یہہ دیوان نہو سامعہ افروز — کہتے ہین اسے مہر سخن ہے یہہ مہ نظم
ہے روح فزا دل کو یہہ عیسی فصاحت — ہے راہنما شوق کو یہہ خضر رہ نظم

اے داغ ہوا طبع کلام شہ والا

اس نظم کی تاریخ کہی مین نے شمع نظم
۱۲۹۵ھ

ایضاً

خسرو عہد کا چھپا دیوان
کیون نہو عرش پر دماغ کمال
سخن تازہ اسکو کہتے ہین
تر و تازہ ہے اس سے باغ کمال
ملگیا اس کلام سے ای داغ
ورنہ معدوم تہا سراغ کمال

یہہ نتیجہ ہے طبع روشن کا
اسکی تاریخ ہے چراغ کمال
۱۲۹۵ھ

تاریخ طبع کلیات میان منیر صاحب

چہ خوب طبع شدا این بے نظیر کلیات
خوشا تجلی طبع جہان فروز منیر
خوش ست مصرع سال شروع طبع ای داغ
طلوع شد بادہ مہر منیر وز منیر
۱۲۹۵ھ

ایضاً

جب یہہ دیوان ہو چکے مطبوع
ہو گئی نظم و نثر عالمگیر
داغ نے اسکی یہہ کہی تاریخ
آفتاب منیر و بدر منیر
۱۲۹۶ھ

قطعۂ تہنیت خلعت ریاست نواب مشتاق علیخان بہادر والی رامپور

نواب کو ہو حصول یارب
دارین میں برتری بلندی
خلعت کا ہے داغ عیسوی سال
تشریف شریف ارجمندی
۱۸۸۸ع

تاریخ وفات فرزند جناب راجہ گردہاری پرشاد بہادر

راجہ بنسی نغز گو باقی تخلص نیک خو
ذی حشم ذی رتبہ عالی منزلت عالی دماغ
ایفلک افسوس یون ہو مبتلائے حادثات
اسطرح برباد ہوجائے یکایک اسکا باغ
سال بہر مین دو نون فرزند آگے پیچہے اٹہگئے
آفتاب خاندان تہا تو یہہ گہر کا چراغ
سچ ہے ہستی کے لئے لازم ہوئی ہے نیستی
تنگنائے دہر مین حاصل نہین ہوتا فراغ
ایکدن عشرتکدہ چالیس دن ہے غمکدہ
اس جہان پر الم مین کوئی کیا ہو باغ باغ
آدمی کو چاہیئے صبر و شکیبائی کرے
جو خدا کے بہید ہین ملتا ہے کب اُنکا سراغ
داغ نے یہہ عیسوی سنہ مین لکہی تاریخ آج
آہ باقی کو ہوا ابدو سرے بیٹے کا داغ
۱۸۸۸ع

تاریخ ناول منشی ریاض احمد صاحب خیرآبادی

یہہ فسانہ کسقدر رنگین ہوا
ہو سکے کیا ہمسے تعریف ریاض
داغ لکہد و اُسکا سال عیسوی
ناول نادر ہے تالیف ریاض
۱۸۸۹ع

تاریخ طبع دیوان مرزا محمد قادر بخش تخلص صابر

تجھے آفرین عاقل خوش بیان — کیا اپنے اوستاد کا حق ادا
یہہ تاریخ اوسکی کہی داغ نے — خوشا پاک دیوان صابر چھپا

سنہ ۱۳۰۴ھ

ایضاً

شہ سخن شہزادہ دہلی — چہا فصیح و بلیغ ست و شستہ و معقول
بگفت داغ چنین سال طبع دیوانش — بسا نتیجۂ افکار صابر مقبول

سنہ ۱۳۰۴ھ

تاریخ وزارت نواب رفعت جنگ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر بشیر الدولہ آسمانجاہ محمد مظہر الدینخان بہادر مدار المہام سرکار عالی

پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک دکن — پھر بشیر الدولۂ عادل امیر ابن امیر
قابل مدح و دعا ہین لایق وصف و ثنا — بادشاہت بے بدل ہے تو وزارت بے نظیر
یہہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر تہمتن — شاہ عالمگیر دستور معظم شیر گیر
حبذا خاقان دوران مرحبا نواب عہد — اوس سے جان آرام مین ہے اس سے دل راحت پذیر
یہہ ہے شمع سلطنت تو وہ چراغ ابہت — مالک اقبال روشن صاحب رائے منیر
یہہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریائے نوال — کیون نہ ہے ملک دکن مین نام کو بہی اب فقیر

داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھہ

مہر و ماہِ آسمانِ نور ہیں شاہ و وزیر
سنہ ۱۳۰۵ ہجری

تاریخ خلعت سر آسمانجاہ بہادر

ملا آج نواب کو خاص خلعت — ہوئی دھوم سی دھوم ماہی سے تا ماہ
کہی داغ نے خوب تاریخ اسکی — وزیرِ شہنشاہ سے آسمان جاہ
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ خطاب میجری نواب میجر افسر جنگ بہادر

قدر دان ہے قیصرِ ہندوستان — کر دیا میجر زراہِ معدلت
ہو مبارک یہہ خطابِ میجری — بخشوانے نواب والا مرتبت
اے بہادر پاکدل پاکیزہ خو — مدح کے قابل ہے تیری ہر صفت
قدر دان تیرا ہے شاہِ دکن دام اقبالہٗ — شاہ کیسا شاہ فخرِ سلطنت

مصرع تاریخ لکھا داغ نے
میجر افسر جنگ عالی منزلت
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ۔ با اختیار شدن راجہ ہر کشن سنگہ بہادر والی کشن کوٹ ملک پنجاب

جیو بیس برس ہر کشن سنگہ جی — سنا ہے ملا اختیار آپ کو
کہی داغ نے آج تاریخ سال — مبارک کشن کوٹ راجہ کو ہو
۱۳۰۵ھ

ایضاً

راجہ صاحب ذرا اسے سُنیئے
آپ کے اختیار سے ملنے کی
یہہ ہزارون مین ایک ہی تاریخ
بخت بیدار و نیک ہی تاریخ
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ تیاری مکان و باغ نواب قادر الدولہ بہادر

میر نور الحسین خان ذی جاہ
کرد قصرِ رفیع و باغ بنا
داغ یک مصرع و دو تاریخ است
خوش جہا قصر — باغ روح فزا
سنہ ۱۳۰۵ھ سنہ ۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ صحت اعظم الدین خان بہادر مدار المہام ریاست رامپور

کرم گستر داغ جنرل بہادر
ترا منصب و جاہ و ثروت مُبارک
شنیدم چو این مژدہ تاریخ گفتم
مبارک ہر آئینہ صحت مبارک
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ انتقال نواب دلاور النساء بیگم

جملۂ نثر تاریخی

نواب دلاور النساء بیگم پاکدامن نے انتقال کیا
سنہ ۱۳۰۵ ہجری

ایضاً

قصر جنت میں ہوئین زینت بخش — بیگم رابعہ اوصاف خصال
بہر تاریخ یہہ کہدے ای **داغ** — پنجشنبہ مہ ذی الحجہ سال

سنہ ۱۳۰۵ھ

ایضاً

شب پنجشنبہ کو ذی الحجہ مین — یہہ واقع ہوا واقعہ جسگھڑی
یہہ تاریخ اِسکی کہی **داغ** نے — دلاور بنا طاغنی جنتی

سنہ ۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ انتقال آفتاب بیگم نور اللہ مرقدہ

بہشت باد نصیب آفتاب بیگم را — کزین جہان بجہانِ دگر خرامان شد
نوشت **داغ** جگر تفتہ مصرع تاریخ — عجیب زیر زمین آفتاب پنہان شد

سنہ ۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ رحلت حضرت محمد عبد النبی شاہ صاحب مجذوب قدس سرہ واقع ہنمکندہ ضلع ملکِ دکن

زہے درگاہِ فیض آثار و پرنور — کہ از ماہی منور گشت تا ماہ
برائے چشم و دل وقتِ زیارت — زعرشش آید صدائے نور اللہ
درینجا ہر کہ حاجتمند آمد — مراد خویش حاصل کرد دلخواہ
بحق **سورہ انا فتحنا** — چہ **فتح الباب** گشتہ باب درگاہ

بعہد میر محبوب علیخان
شہِ دیندار و آصف جاہِ ذیجاہ

بسعی کار پردازان دولت
چہ خوش تعمیر شد الحمد للہ

بگو **داغ** از سرِ اخلاص تاریخ
مزارِ اشرف عبد النبی شاہ
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ رحلتِ حضرت سید حسن رسول نما قدس سرہ العزیز

چو کحل خاک شود زیب دیدۂ بینا
سنہ ۱۱۰۳ھ

بعین عبد بود آشکار مہر سما
سنہ ۱۱۰۳ھ

حبیبِ پاک ببین نورِ شرب و بطحا
سنہ ۱۱۰۳ھ

ز قبر اطہر سید حسن رسول نما
سنہ ۱۱۰۳ھ

ایضاً

افکارِ داغ
سنہ ۱۳۰۷ھ

تاریخ طبع دیوان منشی اقبال حسین صاحب وکیلِ راجہ بیکانیر

عجب رُوح افزا و فرحت فزا ہے
بہار سخن سے گلستان عاشق

تم اے **داغ** یہہ اُسکی تاریخ لکھدو
تصانیفِ اقبال دیوان عاشق

تاریخ طبع دیوان جناب نواب احمد علیخان بہادر شوق

سخن سنج نواب احمد علیخان	سخن را کزو ہست سامان رونق
ہویدا شد اعجاز جادو طرازی	زگفتار او رونق دیوان رونق
ہمہ زیب معنی ہمہ معنی آرا	زہے رنگ رونق خہے شان رونق
چو پرسید از داغ تاریخ طبعش	بگفتہ شمیم گلستانِ شوق
	سنہ ۱۳۰ھ

تاریخ مراجعتِ اعلیٰحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی از ہنمکنڈہ

ہوئے زیب بلدہ جو شاہِ دکن	ملا دیدہ و دل کو نور و سرور
کہو خیر مقدم کی تاریخ داغ	ہنمکنڈے سے آگئے آپ حضور
	سنہ ۱۳۰۷ھ

قطعۂ تہنیت تسمیہ خوانی شہزادہ والاتبار میر عثمان علیخان بہادر ولیعہدِ شاہِ دکن

شہزادہ ہوا ہے زیبِ مکتب		سحبان ہو ثانیِ ولیعہد
سورۂ اقرأ کی آج سن لی		سلطان نے زبانِ ولیعہد
اللہ کرے کہ شاہ دیکھے	آیت	پیری و جوانیِ ولیعہد
اس رسم کی داغ تو یہی تاریخ		لکھ تسمیہ خوانیِ ولیعہد
		سنہ ۱۳۰۷ ہجری

تاریخ وفات محمد تاج الدینخان صاحب شاہجہانپوری رجنٹ میجر افواج سرکار نظام الملک

جمعۂ ثانی مہِ شوال بود	کز جہان شد آہ آن یکتائے عہد
داغ سال ارتحالش در رقم	بود تاج الدین خان دانائے عہد
	سنہ ۱۳۰۷ھ

ایضاً

در مہِ شوال روز جمعہ وائے	این جہان پدرود کرد آن نوجوان
داغ سال رحلت از ہاتف شنید	دید تاج الدینخان حالِ جنان
	سنہ ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ تہنیت عیدِ ذیحجہ

میر محبوب علیخان خسرو ملک دکن	یا الٰہی خوش رہے صبح و مسا شام و پگاہ
عیدِ ذی الحجہ کی یہ تاریخ لکھی داغ نے	عید حج اسعد مبارک ہو شہِ گیتی پناہ
	سنہ ۱۳۰۷ھ

تاریخ سند یافتن فیض محمد خان وکیل ساکن بلند شہر

چون فیض محمد امتحان داد این بار	بگرفت سند برائے کارِ سرکار
بنوشت دو تاریخ بیک مصرع داغ	مختار جزو کل ـــ وکیل مختار
	سنہ ۱۳۰۷ھ ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ دیوان جناب مولوی ممتاز احمد صاحب مقیم جوناگڈہ

بارک اللہ محامد احمدؐ
داغ تاریخ طبع دیوان گفت

کرم متاز چو ان بصدق و اہتمین
جلوہ پرواز نعت سرورؐ دین
سنہ ۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت شہزادہ بلند اقبال بادشاہ دکن طول عمرہٗ وقدرہٗ

ولادت ہوئی شاہزادہ کی آج
کہ جس سے ہوئے شاد سب خاص و عام

اسی دن کی سب مانگتے تھے دعا
دعاگو ہیں اسکے دعاگو تمام

الٰہی یہہ مولود مسعود ہو
بحق محمدؐ علیہ السلام

یہہ سال ولادت کی آئی ندا
کہ اے داغ لکھدے شبیہ نظام
سنہ ۱۳۰۸ھ

تاریخ ہذا در نثر

مبارکباد سالگرہ مبارک بندگانعالی آصف جاہ ادام ملکہٗ
سنہ ۱۳۰۸ھ

ولہٗ

تبارک اللہ اب آئی یہہ ساعت مسعود
مبارک ای شہ عالی تبار سالگرہ

سعید و فرخ و مسعود و سعد و اسعد ہو
حضور کو مرے پروردگار سالگرہ

ہزاروں بارہوں دربار جشن سلطانی
ہزاروں بار ہو ای شہریار سالگرہ

شگفتہ غنچۂ خاطر ہی باغ باغ ہر خلق	ہوئی ہر باغ جہان کی بہار سالگرہ
زمانہ آج کے دن فیضیاب ہوتا ہے	کہ ہے زمانے مین یہہ یادگار سالگرہ
کشود کار کا یہہ دن ہے کیا تعجب ہے	جو کھولے آپکے مری ماہوار سالگرہ

کہا ہے **داغ** دُعاگو نے مصرعِ تاریخ
اِسی رَوِش سے ہون اَسی ہزار سالگرہ
سنہ ۱۳۰۸ھ

تاریخ سرفرازی خطاب نواب داور الدولہ داور الملک داور جنگ داور مرزا علیخان بہادر

یہہ سرفرازی مبارک زیب ہر باعزوشان سنہ ۱۳۰۸ھ	سازگار آئے الٰہی متفق لیل و نہار سنہ ۱۳۰۸ھ
داغ نے زیبا کہا ہی سال اس بہبود کا سنہ ۱۳۰۸ھ	میرزا صاحب مِلا ہی یہہ خطابِ یادگار سنہ ۱۳۰۸ھ

تاریخ سرفرازی خطاب نواب آصف نواز جنگ آصف نواز الدولہ آصف نواز الملک سید عبدالرزاق علیخان بہادر معتمد صرف خاص سرکار نظام دکن دام اقبالہ

اِک خطاب آصف نواز الدولہ آج	شاہ نے بخشا نہایت اِنتخاب
دوسرا آصف نواز الملک بھی	جسکی قدر و منزلت ہر بیحساب
اِن خطابون کے تھے شایان آپ ہی	سید والاحسب عالی جناب

داغ نے تاریخ اِسکی یہہ کہی

معتمد صاحب ہوئے زیبا خطاب
سنہ ۱۳۰۸ھ

تاریخ سرفرازی خطاب نواب انتصار جنگ وقار الدولہ وقار الملک مولوی مشتاق حسین خان بہادر

از انتصار جنگ بہادر وقار ملک	دایم وقار دولت و زیب وسادہ باد
تاریخ این عطای خطابات داغ گفت	افزایش خطاب مبارک زیادہ باد

سنہ ۱۳۰۸ھ

تاریخ صید افگنی حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی بادشاہ ملک دکن

میر محبوب علیخان خسرو آفاق کو	بخت اسکندر دل رستم دیا اللہ نے
داغ اس شیر افگنی کا سال اگر پوچھے کوئی	کہدے اچھا شیر مارا شاہ آصفجاہ نے

سنہ ۱۳۰۸ھ

ایضاً

رستم دوران شہ ملک دکن	کز نہیبش شیر چرخ آمد ستوہ
کرد چون شیر افگنی بنوشت داغ	بادشاہ شیر افکن باشکوہ

سنہ ۱۳۰۸ھ

ولہ

ایک ہفتہ کا ہے حساب شکار	داغ کی تم زبان سے سن لو

کہی گِنتی کی ایک ہی تاریخ	شاہِ آصف نے شیر مارے دو
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخی ترتیب دیوان شہزادہ رحیم الدین حیا

طبع شہزادہ رحیم الدین
ہست کان آداوجانِ حیا

کرد نواب قدردان محمود
تا ابد شہرۂ زبانِ حیا

زیب ترتیب دادہ جملہ کلام
کہ بماند از و نشانِ حیا

داغ بنوشت سالِ دیوانش
شاہد شوخی بیانِ حیا
۱۳۰۸ھ

ایضاً

خوشا توجہ نواب قدردان محمود
سخن کی قدر یہہ ہی قدر کی بنا یہہ ہے

کیا ہے جمع کلام حیا بسعی بلیغ
کلام کیا ہے کہ معشوق دل رُبا یہہ ہے

کلام صاف پہر اسطرحکا فصیح و بلیغ
کسی نے آنکہہ سے دیکہا ہی دیکہنا یہہ ہے

کہا ہے داغ نے سُن لو یہہ مصرعِ تاریخ
سخن طرازی شہزادہ حیا یہہ ہے
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ تصنیف اسوخت منشی نجیب الدین صاحب نجیب ملازم ریاست کوہ وائی

نجیب الدین کیا کہنا تمہارا | بنا دلبرز مانیکا یہہ واسوخت
کہی ہے داغ نے تاریخ اسکی | ہوا جلنے جلانیکا یہہ واسوخت
سنہ ۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخ تقویم میر حیدر علی صاحب حیدرآبادی

کنون حیدر علی استاد کامل | نوشتہ دور شمس و ماہ و اختر
بگفتم مصرع تاریخ اے داغ | زہے نقش جہان تقویم حیدر
سنہ ۱۳۰۹ھ

تاریخ طبع دیوان مشفقی میر ضامن علیصاحب جلال

دیوان با مذاق سخن سنج طبع شد | یارب رسد نوید بہر صاحب کمال
برجستہ گفت مصرع تاریخ طبع داغ | آہنگ طبع نازک ضامن علی جلال
سنہ ۱۳ھ

قطعۂ تاریخ رحلت طوبی آشیان مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ فخر الدین ولیعہد بہادر گورگانی انار اللہ برہانہ

غم فتح ملک سلطان چہ بلا بجان و دل شد | دہدش مقام جنت ز کرم کریم غفار
چو ز داغ سال رحلت دل دردمند پرسید | بکشید آہ حسرت دو صد و دوازدہ بار
سنہ ۱۲۷۲ھ

قطعۂ تاریخ مقتول شدن جنرل محمد اعظم الدینخان بہادر جنرل ریاست رامپور

محمدؐ اعظم الدّین خان بہادر
وزیر رامپور و جنرلِ فوج
حکیمے ماہرِ طرز زمانہ
سوم تاریخ ماہِ صوم در شب
بعمر چہل و پنج افسوس افسوس
عجب نبود اگر تا عرشِ اعلیٰ

عظیم الشان معظم اعظمِ عصر
امیر با وقار و اکرمِ عصر
فہیمے واقفِ کیف و کمِ عصر
بغفلت کشتہ شد آن ضیغمِ عصر
رہائی یافت از قیدِ غمِ عصر
رسد فریادِ اہلِ ماتمِ عصر

بفکرِ سال داغ از ہاتفِ غیب
ندا آمد مزارِ رستمِ عصر
سنہ ۱۳۰۸ھ

تاریخ رحلت مانی بیگم مرحومہ صبیۂ محمدؐ ابراہیم خان المسردار لونی ضلع میرٹھ

گشت این حادثہ در ماہ ربیع الثانی
سالِ مرحومہ و مغفورہ چنین داغ نوشت

در دو شنبہ بشمار آمد بست و چارم
کاملہ رفت بفردوس زِ مانی بیگم
سنہ ۱۳۰۸ھ

برائے نواب محبوب یار جنگ بہادر نوشتہ شد

اے داغ آج دیدہ جوہر شناس میں
اس سے زیادہ ہو سر و سامان و آب و تاب

جو آبرو ہے بیش بہا در کے واسطے
محبوب یار جنگ بہادر کے واسطے

تقریظ مثنوی ضیائے دکن مصنفہ مولوی سید باقر حسن خان صاحب المتخلص بہ ضیا معتمد مجلس عالیہ سرکار عالی

وہ عالی نسب میر باقر حسن
وہ سید وہ آل شہ ذو المنن

وہ داماد دستور شاہ جہان
مخاطب بہ نواب اسلام خان

وہ سرکار آصف میں ہیں باوقار
معزز مکرم بڑے عہدہ دار

عدالت کی مجلس میں ہیں معتمد
نہیں عدل و انصاف کی جنکی حد

طبیعت منور تخلص ضیا
کہیں جنکو کا شمس و بدر الدجی

وہ شیرین زبان اور شیرین مقال
کہ پانی بھرے جسکے آگے زلال

ہنرور ہنرمند کے جوہری
شفیق و کرم گستر داغ بھی

کہی مثنوی کیا عدیم المثال
محرم کے لشکر کا ہے جسمین حال

وہ چمکی جہان مین ضیائے دکن
کہ ہر بیت سورج کی ہے اک کرن

یہہ تاریخ بھی قابل دید ہے
اسی جام مین جام جمشید ہے

ہر اک سطر گیسوے دلدار ہے
ہر اک نقطہ خال رخ یار ہے

ضیائے دکن پر پڑے گر نگاہ
تو قربان ہون روز و شب مہر و ماہ

بیان صاف صاف اور ایسا متین
پھسلتا ہے جسپر دل سامعین

زبان وہ زبان جو فصاحت کی کان
بیان وہ بیان جو بلاغت کی جان

نہین اسمین مضمون الجھے ہوئے
ہزاروں بکھیڑے ہین سلجھے ہوئے

ہزارون ہین مضمون جدّت کے ساتھ ‏ ‏ الٰہی پھر ایسی فصاحت کے ساتھ
ہر اک لفظ بیساختہ دلنشین ‏ ‏ مگر پھر کوئی بے رعایت نہین
مضامین کی ایسی بندھی ہے لڑی ‏ ‏ کہ ساون کی گویا لگی ہے جھڑی
مرصع وہ ترکیب الفاظ کی ‏ ‏ کہ جیسے جواہر جڑے جوہری
پری بھی ہے حورِ خوش انداز بھی ‏ ‏ یہہ جادو بھی ہے اور اعجاز بھی
فسون ساز ہے ہر اک ڈھنگ مین ‏ ‏ یہہ ہے شعبدہ باز ہر رنگ مین
کوئی اسکا مصرع بگڑتا نہین ‏ ‏ حریفون سے بھی اپنے لڑتا نہین
ہر اک مصرع شوخ ایسا کہا ‏ ‏ ادھر منھہ سے نکلا ادھر دل مین تھا
کہین کچھہ کہین کچھہ کہین کچھہ ہے رنگ ‏ ‏ مگر ہے زبان کا وہی ایک ڈھنگ
سنو کیا کہا اور کیسا کہا ‏ ‏ بچا کر کہا سب سے جتنا کہا
گل اسپر ہے بلبل یہہ ایسا ہے باغ ‏ ‏ چراغ اسکا پروانہ یہہ وہ چراغ
طبیعت روان ایسی دیکھی نہین ‏ ‏ روانی مین رو ہے کہ رکتی نہین
کہین رستمی کر گئے رزم مین ‏ ‏ کہین خسروی کر گئے بزم مین
جو ہے عیش کی شکل جنت کی ہے ‏ ‏ مصیبت بھی ہو تو قیامت کی ہے
نرالے مضامین نئے رنگ ڈھنگ ‏ ‏ طبیعت عجب چلبلی شوخ و شنگ
چھلاوہ ہے بجلی ہے طبع روان ‏ ‏ ابھی یہہ یہان تھی ابھی ہے وہان
طبیعت کی طرّاریان دیکھیے ‏ ‏ عمرو کی سی عیّاریان دیکھیے

کسیکو میسر یہہ خوبی نہین
نہین اسکی بندش مین سستی نہین

نزاکت مین گل سے بہی بڑہکر ہے یہہ
رسائی مین بخت سکندر سے بہہ

بلندی مین ہے آسمان بلند
منور مہ و مہر سے بہی دو چند

زبان سے ہر اظہر بیان کی صفت
بیان سے ہر باہر زبان کی صفت

دل صاف ہے آئینہ منفعل
زبان پاک ایسی کہ مؤمن کا دل

سخنور اگر قدر اسکی کرین
ضیا کا دہن موتیون سے بہرین

سزاوار اسکا نہین ہر کوئی
دکہائے تو وہ شعر لکہکر کوئی

جو کاغذ فلک کہکشان ہو قلم
سیاہی شب قیر کی ہو بہم

صفت اسکی لکہین فرشتے اگر
نہ پوری ہو یہہ توصیف المختصر

یہہ کیونکر نہ مطبوع و مرغوب ہو
جب اسکے سے لئے عہد محبوب ہو

سلامت رہین پادشاہ و وزیر
رکہے جمع اہل ہنر بے نظیر

سنین اسکی تاریخ اہل سخن
منور مبین ہر ضیاے دکن

۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخ میلاد شریف مصنفۂ وزیر الدین صاحب تحصیلدار

اللہ کرے قبول اسکو
کیا خوب وزیر دین نے لکہا

اے داغ یہہ لکہدے اسکی تاریخ
میلاد شریف خوب وزیبا

۱۳۰۹ھ

قطعہ مبارکباد جشن عید الفطر در مدح حضرت بندگان عالی حضور پرنور رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان ابن السلطان میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و دام اقبالہ

اے شہ عالی همم — بادشہ ذی حشم
مالک ملک و سپاہ — خسرو گیتی پناہ
بخت میں اقبال میں — جاہ میں اجلال میں
آج تری نیکیاں — کس سے گنی جائینگی
بارش ابر کرم — جیسے ہوئی دمبدم
مصلحت خاص اگر — صلح پہ ہو رہنموں
پرتو نور نظر — چھائے جو قطبین پر
شیر فلک خوف سے — ماہی بے آب ہے
تو جو حمایت کرے — وہ ہو قوی ناتوان
شیوۂ حضرت نظام — ہے یہہ پئے انتظام
عہد میں تیرے ملے — راحت عیش و سکون
شہر ہی گلزار یوں — خلق ہی گلرنگ یوں
بلدہ کا اک اک مکان — امن میں دارالامان

تو ہے جہان کرم — تجھسے جہان فیضیاب
رستم دوران نظام — آصف ثانی خطاب
آپ ہی اپنا عدیل — آپ ہی اپنا جواب
کل یہ مقرر ہوا — اسلئے روز حساب
کون پریشان ہے — کسکی ہے مٹی خراب
شیر و شکر ہو رہیں — رستم و افراسیاب
ایک بنے آفتاب — ایک بنے ماہتاب
شہرۂ شیر افگنی — سنکے ہوا زہرہ آب
باد مخالف سے ہی — سینہ سپر ہو حباب
قہر و سیاست بدیر — رحم و عنایت شتاب
دہر کو پھر کیا ہیں — جب نہ رہے انقلاب
جیسے چمن در چمن — باغ میں پھولے گلاب
شہر کی اک اک گلی — جادۂ راہ صواب

شاہ کے بدخواہ کو | گر نہ جلا کر ڈبو دئے
ہات دشمن کے گُم | دولت دُنیا ہو یون
کثرت اولاد سے | پھولے پھلے بادشاہ
رزم مین ہو دلنواز | نعرۂ تکبیر و حمد
عید کا دربار ہے | ہوتی ہین اکثر عطا
ایک زمانہ ہوا | آج ترقی پذیر
شاہ سلامت رہے | تا بقیامت رہے

بحر مین کیون موج ہو | نار مین کیون التہاب
آنہ سکے جسطرح | جا کے دوبارہ شباب
اے مرے رب کریم | ہو یہ دعا مستجاب
بزم مین ہو دلفریب | نغمۂ چنگ و رباب
منصب و جاگیر و زر | خلعت و جاہ و خطاب
داغ ہوا خواہ بھی | ذرہ سے ہو آفتاب
عدل و سخاوت سے روز | لوٹے ہزارون ثواب

جشن شہنشاہ کا مصرع تاریخ ہے
عید مبارک تجھے اے شہ آصف جناب
١٣٠٨ ہجری

قطعۂ تاریخ مبارکباد ولادت باسعادت فرزند ارجمند نواب رفعت جنگ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر بشیر الدولہ سر آسمانجاہ محمد مظہر الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی

دیا آسمان جاہ کو حق نے بیٹا | یہہ عالی نسب فخر ہے خاندان کا
اس اختر سے ہر برج اقبال روشن | یہہ ہے روشنی بخش کون و مکان کا
یہہ بحر کرم کا دُر بے بہا ہے | یہہ ہے پھول اُمید کے گلستان کا

کھلا غنچۂ آرزوے خلایق
کھلا عقدۂ بخت پیر و جوان کا

ملے اسکو عمر ابد یا الٰہی
یہہ لوٹے مزا عشرت جاودان کا

پھلے پھولے یہہ نونہال امارت
تر و تازہ جبتک ہے گلشن جہان کا

جب اے داغ ہاتف سے تاریخ پوچھی
ندا آئی۔ خورشید ہے آسمان کا
سنہ ۱۳۱۰ ہجری

قطعہ تاریخ سالگرہ مبارک حضرت بندگان عالی متعالی حضور پرنور دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ

محبوب علیخان شہ ملک دکن کو
اللہ سلامت رکھے دنیا کی بقا تک

ہو عمر دراز اس شہ والا کی الٰہی
دیتے ہین دعا پیر و جوان و زن و کودک

یہہ روز وہ فیروز ہے وہ ساعت مسعود
منضم ہے خوشی دل سے غم و رنج ہے منفک

دربار دُربار ہے سلطان دکن کا
سب اہل حشم جمع ہین فرزانہ و زیرک

گر دیکھتا جمشید بھی یہہ جشن تو کہتا
ایسا نہین سامان میسر مجھے بیشک

دیکھا نہین ایسا تو زمین کو کبھی پرنور
کرتا ہے فلک چشم کواکب سے یہہ عینک

ہاتف نے کہا داغ سے یہہ مصرع تاریخ
سب نیک گھڑی سالگرہ جشن مبارک
سنہ ۱۳۰۹ھ

ایضاً

وہ آج دن ہے مبارک وہ ساعت مسعود
جہان کیوں نہ رہے منتظر یہ دن سے
کسیکی سرخ قبا ہے کوئی گلابی پوش
خطاب و منصب و جاگیر آج ملتے ہیں
زمین سے تا بفلک دھوم دھام ہے اسکی
مرے حضور کو یارب یہ ہیں مبارک ہوں

شہ دکن کی ہوئی ستا ہوار سالگرہ
کہ جسکی آپ تھی امید وار سالگرہ
دکھا رہی ہے یہہ رنگین بہار سالگرہ
ہوئی ہے باعث عز و وقار سالگرہ
سعید تر ہو یہہ پروردگار سالگرہ
ہزار سالگرہ سو ہزار سالگرہ

لکھی ملا کے ستہ الف داغ نے تاریخ
ہمیشہ شاہ کو ہو سازگار سالگرہ
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ صحت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی حضور پرنور دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ

رہے شاہ دکن یارب سلامت
ضیا حاصل ہے جب تک مہر و مہ کو
لکھی یہہ داغ نے تاریخ صحت
مبارک دور صحت بادشہ کو
۱۳۰۹ھ

دیگر

مرے حضور الٰہی جئیں ہزار برس
شفا سے جنکی سکون ہے دل زمانہ کو
لکھا ہے داغ نے یہہ سال صحت سلطان
خدا نے دی ہے شفا عادل زمانہ کو
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ انتقال حکیم محمود خان دہلوی نوّر اللہ مرقدہٗ

خان محمود مسیحا دم و لقمان حکمت	رفت ازین دارِ فنا از طلب ربِّ ودود
داغ این مصرع تاریخ شنید از ہاتف	جائے محمود شود خوب مقامِ محمود

قطعۂ تاریخ شکار شیر افگنی اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی حضور پرنور دام اقبالہ وخلد اللہ ملکہ

سلطان دکن رستم دوران و دلیر	ایسا ہے زبردست کرے شیر کو زیر
لکھا سر آغاز سے یہہ داغ نے سال	بالفعل جہاندار نے مارے دو شیر
	سنہ ١٣٠٩ھ

قطعۂ تاریخ ولادت باسعادت شاہزادہ نامور بلند اقبال طول عمرہٗ

شاہزادے کی ولادت کا ہمایون سال ہر	یا فروغ دیدہ لکھون یا چراغ دودمان
	سنہ ١٣٠٩ھ سنہ ١٣٠٩ھ
مجھسے ہاتف نے کہا اے داغ یہہ تاریخ لکھہ	چاند سا بیٹا مبارک اے شہ کیوان مکان
	سنہ ١٣٠٩ھ

قطعۂ تاریخ ولادت باسعادت شاہزادہ دیگر طال اللہ عمرہٗ

چاند سا فرزند اور شاہ کو حق نے دیا	غلغلہ تہنیت چار طرف ہے کمال
ربّ کریم اسکو دے سایۂ محبوب مین	بخت سکندر کی طرح عمر خضر کی مثال
خسرو ملک دکن دیکھے بہار چمن	پہولے پہلے تا ابد عیش مین یہہ نونہال

شاہ کا ہے فیض عام ہین متمول تمام	کوئی نہین خستہ دل کوئی نہین خستہ حال
داغ دمِ فکر سال غیب سے آئی ندا	یہہ کہو پیدا ہوا اخترِ جاہ و جلال
	سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ تعمیر پنج محلہ

شاہ محبوب کا مکان بنا	غیرتِ قصر و قیصرِ فغفور
اِس سے بہتر ہے اور کیا تاریخ	کہدے اے داغ سیرگاہِ حضور

قطعۂ تاریخ طبع دیوان معزؔ

ہر کہ بیند این کلامِ نغز را گوید ہمین	وہ چہ خوش ترکیبِ الفاظ است و اندازِ سخن
مصرعِ تاریخِ طبعش گفت داغ دہلوی	چاپِ دیوان معز شد از اعزازِ سخن
	سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان خفیؔ

واہ عصمت مآب کیا کہنا	کیا ہی اچھی کہی ہے نعتِ نبی
تپشِ دل کی آگ ہے اِس مین	اور اِک لاگ ہے محبت کی
کیا فصیح و بلیغ ہے یہہ کلام	کہین تمکین ہے تو کہین شوخی
جسطرح رنگ و گل ہون نشہ و مُل	یون ہے چسپیدہ لفظ سے معنی
بندش اچھی زبان اچھی ہو	یہی شعر و سخن کی ہے خوبی

رگ گل سبز و بے خط اُسکا | کاغذ اِسکا ہے یا دلِ صوفی
ہے دوات اِسکی یا ہے دیدۂ حور | خامہ اِسکا ہے یا ہے بالِ پری
حق تعالیٰ اِسے کرے مقبول | بطفیلِ محمدِ عربی

طبع دیوان کا سال تو اے داغ
کہدے ــ مطبوع عشق پاک خفی
سنہ ۱۳۱۱ھ

قطعہ تاریخ تعمیر مسجد حاجی جہانگیر بخش صاحب واقع کانپور

مسجد بنائی خوب جہانگیر بخش نے | حاجی کو ہے رب سے محبت جو ہے کمال
اللہ اکبر اسکی عمارت ہے وہ بلند | پہنچے نہ جسکے طاق تک اندیشہ و خیال
فرزند پانچ اسکو خدا نے عطا کیے | با بخت و جاہ و طنطنۂ و عزت و جلال
مثلِ حواسِ خمسہ رہیں اتفاق سے | مسجد میں بیچگانہ پڑھیں پانچون نونہال

اے داغ گر زمانۂ تاریخ کی ہے فکر
لکھ ــ کعبۂ جدید جہانگیر بخش ــ سال
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تہنیت تسمیہ خوانی فرزند قاضی حسین میان صاحب بہادر رئیس منگروں ملک کاٹھیاوار

اے زہے شادمانی و شادی | جسکو فرحت فزائے جان کہیے
اے زہے بزم انبساط و سرور | جسکی خوبی جہان جہان سے کہیے

خوب شادی کا یہہ منڈھا چھایا — نور کا جسکو آسمان کہیئے
بیتر اقبال کیجیے تحریر — ابر رحمت کا سائبان کہیئے
تختۂ گلستان اسے لکھیئے — چادر ماہتاب لان کہیئے
یہہ سلیمان کا تخت اور ستون — سبز پریان ہین بیگمان کہیئے
لالہ کہیئے ہر اک کنول کو اگر — چوب کو شاخ ارغوان کہیئے
کیا کمانون سے بہر گیا منگرول — غیرت خانۂ کمان کہیئے
ابروون کی ہین دو ہلال کی ایک — سو کمانین ہین یون کمان کہیئے
ہر کمان مین ہے روشنی ایسی — جسکو ہمشکل کہکشان کہیئے
جلوہ برق و مہر و مہ لکھیئے — غیرت بخت خسروان کہیئے
فرحت افزا ہے ہر گلی کوچہ — غیرت کشت زعفران کہیئے
بدر دین کی ہوئی ہے بسم اللہ — کہ جسے بدر آسمان کہیئے
اُس سے پوچھون جو ہو بڑا سیاح — کہین دیکہا ہے یہہ سمان کہیئے
آئے ہین اپنا گہر سمجھہ کے رئیس — میہمانون کو میزبان کہیئے
بٹ رہا ہے طعام کوسون تک — وہین موجود ہو جہان کہیئے
عطر بزم طرب کی خوشبو کو — نکہت گلشن جنان کہیئے
بینڈ باجے کی ہے صدا دلکش — ایسے نغمہ کو دلستان کہیئے
رقص کرتی ہے چرخ پر زہرہ — اُتر آئے ابہی یہان کہیئے

ایسے دربار کی صفات وثنا
جاودان سنئے جاودان کہئے

اسکا چرچا کہان کہان کیجیے
یہہ حکایت کہان کہان کہیئے

یہی سنئے جو داستان سنئے
یہی کہیئے جو داستان کہیئے

مین کہے جاؤن یون مبارکباد
دوست فرمائے جائین ہان کہیئے

جلوہ گر ہین یہان حسین میان
جنکو خورشید آسمان کہیئے

یہہ ہے وہ میزبان خدا رکھے
داغ کو جسکا میہمان کہیئے

ایضاً

ہم تجھے دیتے ہین نوشاہ مبارکبادی
کرے مقبول یہہ اللہ مبارکبادی

دہوم سی دہوم ہی شہرت سی ہی شہرت اسکی
پہونچی ماہی سے تا ماہ مبارکبادی

چہچہے بلبل گلشن کے سنے تو کوئی
شادیانہ ہے کبہی گاہ مبارکبادی

تن پہ ہر مو ہو زبان اور زبان سے ہر وقت
دون تجھے نوشہ ذیجاہ مبارکبادی

آج شب گشت مین ہین نغمہ سرا اہل طرب
گاتے جاتے ہین سر راہ مبارکبادی

تمکو اللہ کی درگاہ سے ہو عیش نصیب
دے ہر اک بندۂ درگاہ مبارکبادی

کیا تعجب ہے کہ گلشن مین چٹک کر غنچے
گائین بلبل کے جو ہمراہ مبارکبادی

وجد کیونکر نہ کرے سنکر اسے اک عالم
داغ بے مثل ہے واللہ مبارکبادی

دیگر

مبارک ہو یہہ سنت اور بسم اللہ کی شادی
ہوئی ہے آج بدرالدین بشکل ماہ کی شادی

خوشی اسکی زمانے کو ہوئی ہے عید سے بڑھکر
بڑے ارمان کی ہے آرزو کی چاہ کی شادی

کرے اللہ عمر و دولت و اقبال روز افزون
خدا دیکھلائے دن وہ لوگ دیکھین بیاہ کی شادی

قیامت تک حسین یاور کا نام ہو یارب
کہ جسنے خوب ہی کی ہے لکھ دلخواہ کی شادی

فلک پر شادیانے زہرہ گائے قاف مین پریان
زمین سے آسمان تک ہو مہر نوشاہ کی شادی

دعا ہے **داغ** کی یہہ رات دن ہر وقت ہر لحظہ
مبارک ہو تمہین فرزند عالی جاہ کی شادی

مبارکباد ولادت باسعادت فرزند دلبند نواب رفعت جنگ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر کبیر بشیر الدولہ سر آسمان جاہ محمد مظہر الدینخان بہادر مدار المہام سرکار عالی دام ظلہ تعالی

شادیان روز ہون سرکار مبارک تمکو
طالع فرخ و بیدار مبارک تمکو

آسمان جاہ تمہین حق نے دیا ہے فرزند
ماہ اقبال کا دیدار مبارک تمکو

وہ دن اللہ کرے لائے دلہن یہہ دولہا
وہ سہاگ اور ہو وہ پیار مبارک تمکو

بزم جشن طرب و عیش ہمایون ہو تمہین
روز دربار گھر بار مبارک تمکو

صدوسی سال ہے گلبن باغ اقبال
پہلا پہولا ہوا گلزار مبارک تمکو

تم سلامت رہو اللہ سلامت رکھے
اور فرزند پر انوار مبارک تمکو

داغ مداح یہہ دیتا ہے مبارکبادی
تہنیت نامہ کے اشعار مبارک تمکو

تہنیت شادی مرزا سراج الدین احمد خان صاحب نبیرہ نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر انار اللہ برہانہ

جب ہوئی لایا اُدہر لاتی ہے مالن سہرا
مایۂ کان گہر حاصل گلشن سہرا

ہو مبارک تجھے نوشاہ سراج الدینخان
دے رہا ہے رخ پرنور پہ جوبن سہرا

مردم دیدہ کو بھی تاب نظارہ نہ رہی
دیکھیں غمگین کی نہ کیوں ڈال کے چلمن سہرا

اس سائی سے بڑہی عمر گل و گوہر کی
آگیا ہے جو ترے تا سر دامن سہرا

ہر لڑی گوہر و یاقوت و زمرد کی گندہی
چشم بد دور جواہر کا ہے معدن سہرا

شجر طور کے کیا پہول گندہے ہیں اسمین
ہمنے دیکہا نہیں اسطرحکا روشن سہرا

سب یہی جانا کہ یہہ چلتا ہے زمین پر خورشید
رخ نوشہ سے جو سر کا سر توسن سہرا

حور کو بھی یہہ تمنا ہے کہ مالن بہشتی
اسمین یہہ شرط ہے گوندہے گی سہاگن سہرا

پہر دیئے داغ نے گلہائے مضامین اسمین
کیا عجب گائے اگر بلبل گلشن سہرا

دیگر

بنتا ہے نوشہ ذیشان کا سہرا
سراج الدین احمد خان کا سہرا

سر نوشاہ پر ہے تاج اقبال
یہہ شاہانہ سروسامان کا سہرا

یہہ ہر چشم تماشائی کی حسرت
کہ بن جائے مری مژگان کا سہرا

نہیں پہولا سماتا آپ مین آج
ہوئی ہے یہہ گل خندان کا سہرا

ہوا مقیش کے سہرے سے ظاہر
شعاع نیّر رخشان کا سہرا

رخ نوشاہ پر نور علی نور
سجا ہر گو ہر غلطان کا سہرا

ثریا طرہ یہ ہی کہکشان ہے
منور اختر تابان کا سہرا

مبارک سب عزیزون کو الٰہی
بڑی چاہت بڑے ارمان کا سہرا

نہ کہتا **داغ** تو پہر کون کہتا
نہال باغ عارف خان کا سہرا

سہرا
بتقریب شادی نواب محمد ممتاز حسین خان بہادر دام اقبالہ رئیس پاٹودی

عید آئی ہر کہ آئی ہر گہڑی سہرے کی
کیا گلے ملتی ہر ایک ایک لڑی سہرے کی

خان ممتاز حسین آج بنا ہر دولہ
ہو گئی اس لئے توقیر بڑی سہرے کی

موئے کاکل رگ دل رشتۂ جان تار نظر
سبکو حسرت ہر نہیں آج لڑی سہرے کی

جوہری کو ہر جو دعوی تو ہر مالن کو بہی ناز
گفتگو ہو گئی آپس مین کڑی سہرے کی

کیا عجب لے رخ نوشہ کی بلائین چٹ چٹ
بنکے انگشت جو ہر ایک لڑی سہرے کی

مٹ گئی تاب قمر تاب گہر کے آگے
چاندنی رات مین جب چہوٹ پڑی سہرے کی

نظر بد نہ پڑے تاکہ رخ نوشہ پر
ہو گئی بیچ مین دیوار کہڑی سہرے کی

ہر فرون کان جواہر سے جواہر خانہ
گل نے بلبل سے کہا نغمۂ شادی سنکر

نہین رہنے کی کسیطرح اڑی سہرے کی
منہہ ہر چھوٹا سا تر ابات بڑی سہرے کی

ہے دعا داغ کی نواب کی ہو عمر دراز
سب عزیزون کو مبارک ہو گھڑی سہرے کی

ایضاً

مبارک ہو نوشہ کو زیبا ہے سہرا
یہہ دولہا ہے دولطا یہہ سہرا ہے سہرا

نہین پہول پہولے سماتے خوشی سے
کہ مشکل سے مالن نے گوندہا ہے سہرا

یہ کہتی ہین کہل کہل کے پہولونکی کلیان
ہمین فخر ہے یہہ ہمارا ہے سہرا

گہر لعل یاقوت ہیرا زمرد
جواہر لگا کر سجایا ہے سہرا

کرن سے جو سورج کی اِسکو ملایا
فرشتے پکار اُٹھے اچھا ہے سہرا

دکہاتی ہین لڑیان ہی لہرا کے موجین
عجب آب گوہر سے دریا ہے سہرا

ہوا شمع کا نور کا فور کیسا
مگر روے نوشہ سے سرکا ہے سہرا

خط کہکشان سے جو بالا ہے تدہی
تو عقد ثریا پہ طرا ہے سہرا

تمنا ہے نوشاہ کے پانون چومے
کہ قدمون سے لپٹا ہی جاتا ہے سہرا

پہلے پہولے نواب ممتاز یارب
یہ ممتاز ممتاز اِسکا ہے سہرا

ہر اختر بنا روزنِ در فلک پر
یہہ ہے تاک حورونکو کیسا ہے سہرا

یہہ کہتا ہے اے داغ جوشِ محبت
تمہارا ہی حق تہا جو لکہا ہے سہرا

قصیدہ مدحیہ حضرت بندگان عالی متعالی حضور پر نور رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ و دام اقبالہ

چمن ہوا بادیہ پیما طرف ملک دکن
سرمۂ چشم غزالاں ہوئی گرد دامن

نازنینوں کی کمر بید کی شاخ لرزاں
موجۂ ریگ رواں زلف پریشاں کی شکن

بستر قاقم و سنجاب بنا سبزۂ دشت
تکیۂ مخمل و کمخواب ہر اک خشت کہن

قطرۂ شبنم ہر خار سے گوہر بے آب
زرد رو لالۂ کہسار سے ہر لعل یمن

شاخ آہو پہ گماں پیچ و خم کاکل کا
سبزۂ دشت میں ہر سبزۂ نوخط کی پھبن

ذرے ذرے سے نمودار فروغ انجم
جادے جادے سے عیاں کاہکشاں کا جوبن

دیکھیے کوسوں سے مسافر کہ یہہ آئی منزل
صبح صادق کیطرح شام غریبی روشن

خاک اس دشت میں اڑتی ہے کہ اڑتا ہے عبیر
آگئے اس خاک کے مٹی اثر مشک ختن

قوت نامیہ اس جوش پر اللہ اللہ
دانہ موتی کا جو بوئیں تو ہو خرمن خرمن

چوکڑی بھولے جو اس دشت کی سونگھے خوشبو
کہ یہاں آہوے تاتار کا ہو نشہ ہرن

خار صحرا اسے انگلی کے اشارے سے بتائے
راہ بھولے جو مسافر کوئی آوارہ وطن

دیدۂ غول بیاباں نے جلائی مشعل
ہر بگولے سے عیاں رقص بت نسرین تن

زندہ رہتا ہے تن عابد مرتاض کی شکل
خشک ہو کر جو بیاباں میں یہاں نخل کہن

شجر طور کے مانند منور ہر نخل — ملگیا کیا کہین اس شان سے دشت ایمن

آسمان سبز قدم ہو کے بنا سبز اختر — عکس افگن جو ہوا سبزہ کہسارون مین

ندیان کوہ کی ہین رشک دہ جوئے شیر — جسسے پہیکی پڑی فردوس کی بہی نہر لبن

موجین کرتی ہوئی پہرتی ہر صبا مثل نسیم — لہلہاتے ہوئے سبزہ کا نرالا جوبن

حورین پانی بہرین پنگہٹ کا جو دیکہین جمگہٹ — ہے اس انداز کا ہر ایک بت سیمین تن

ایسے جہرمٹ کیے باہم ہین ثریا تمثال — کہ زمین پر نظر آنے لگے پروین و پرن

اشہب خامۂ چالاک کی پہرتی ہر عنان — صفت دشت و جبل سے طرف شہر و چمن

قوتہ باصرہ و شامہ تمکو ہو نوید — باغ کی مدح مین گل کہلتے ہین گلشن گلشن

مطلع ثانی

وہ طراوت کا اثر ہے کہ دم سیر چمن — پانی دینے لگے یوسف کا یہان چاہ ذقن

برگ برگ گل و گلزار یہانتک پہیلا — جس سے کوتاہ ہر گلچین کا سراسر دامن

لالہ و گل نے جو پہنی ہے قباے رنگین — دیتی ہے خلعت نوروز بہار گلشن

قلقل شیشہ کی آواز ہے لب تا بستان — توبۂ مے پہ تقاضا ہر کہ بشکن بشکن

نوعروسان چمن مست ہوئے ہین کیا کیا — کہینچتی ہے کمر سرو کو بہی شاخ سمن

وہ رطوبت کا اثر ہے کہ چمن مین خورشید — گوہر شبنم شاداب سے بہر لے دامن

بوئیے تخم محبت کو تو پیدا ہو وفا — ڈالیے پرتو رخ کو تو اُگے سیب ذقن

لائیے گر فصل خزان کو فلک نیلی فام — نیلی پیلی ہو غضب دیکہہ کے اُسکو سوسن

پر پروانہ جلے پھولوں کا پنکھا ایسا
کہ دیئے شمع کی بھی دل کی لگن دل کی جلن

کیا تب پہونچے وہاں تک اثر فیض ہوا
فلس ماہی بھی کہیں صورت گلہائے چمن

گر یونہیں فصل بہاری کو رہا جوش عروج
شاخ طوبیٰ میں عجب کیا ہے کہ لائے ثمرون

اس طرح دست حنائی نگرے نخل حنا
تیغ ابروی سے بہا پھرتا ہے خون چمن

شہر اس شہر کا ہے نام ہی بلدہ ہے
فخر کلکتہ و مدراس نظیر لندن

ثانی خلد و ارم بانی تزئین و حشم
روکش چین و ختن غیرت بغداد و دکن

چھپ گئی سقف فلک یون تھے ایوان بلند
مشتری ڈوبا کہ جیسے طشت کو زیر لگن

روشنی ایسی جواہر کی دکانون میں عیان
جنکے نظارے سے [illegible]

ایسے عشرتکدے میں کیون نہو خلقت دلشاد
آ ایسے [illegible] میں نہ کیونکر [illegible] زمانہ آئین

شحنۂ عدل کا وہ خوف ہے بازار و زمین
نہیں ممکن کہ جو ہرتن سے ہی کھڑکے بدن

ہاتھ باندھے ہوئے پھرتے ہیں یہان دست دراز
لب سیئے رہتے ہیں بیہودہ سرا وقت سخن

ذی خرد اتنے ہیں ذی فہم ہیں اتنے کہ یہان
کیا قباحت ہے اگر ما کی جگہہ بولے لیے من

ناظم و ناثر و فرزانہ و دانا و ادیب
عالم و عاقل و علامہ ہر اک ماہر فن

حیدرآباد کا بجتا ہے جہان میں ڈنکا
نوبتیں کیون نہ بجیں دھوم سے باون باون

طفل مکتب بھی پڑھاتا ہے فلاطون کو سبق
خلق ہوتا نہیں اس شہر میں کوئی کودن

حیدرآباد سے کیون جائے کہیں عیش ابد
خوشتر از ملک سلیمان نہو کیون حب وطن

دشت و کوہ و چمن و شہر کی مداحی سے
ہیں تشبیب کو زیبا ہی کہیں چار چمن

چمن آرائے دکن خسرو فیاض و جواد	جسنے شاداب کیا آب کرم سے یہہ چمن
مدح مین اُسکی پڑہون مطلع رنگین ایسا	جس سے لے ہی **داغ** ہو شرمندہ بہار گلشن

مطلع ثالث

خسرو تیر فگن تیغ فگن شیر فگن	میر محبوب علیخان ملک ملک دکن
دادگر داد ده و دادرس و دادرسان	فخر دین فخر نگین فخر زمان فخر زمن
پاک دل پاک نفس پاک نظر پاک نہاد	نیک خو نیک سیر نیک روش نیک چلن
قدردان قدر کن و قدر فزا قدر شناس	حاکم علم و عمل بادشہ فہم و فطن
آفتاب شرف و اوج مہ عز و علا	شمع کاشانۂ دین اختر بخت روشن
قاطع بغض و حسد قامع بیداد و ستم	بانی عیش و طرب ماحی آلام و حزن
مجمع جود و سخا مصدر الطاف و عطا	معدن حلم و حیا مخزن اوصاف حسن
صاحب جاہ و حشم وارث دیہیم و سریر	مالک سیف و قلم ظل قدیر ذو المنن
تیرے انوار کا پرتو ہے کہ ہے پرتو مہر	تیرے اخلاق کی خوشبو ہے کہ خوشبوی چمن
بات ڈالی ہے محالات مین بخشش نے تری	کہہ سکے کون عطا کو ترے مہما امکن
وہ گہر بار ترا دست کرم ہے شاہا	آگے اس فیض کے پانی بہر بہا دو نکی بہرن
ہن برستی ہے دکن مین یہہ مثل ہے مشہور	تو نے برسائے گہر فیض سے معدن معدن
فیض ہے کوہ و بیابان کو بہی ہنگام نثار	لیتے ہین لعل و گہر دونون بچہا کر دامن
کوئی سختی کرے اس عہد مین کیا ممکن ہے	موم سے بڑہ کے ہوا نرم مزاج آہن

عہد مین تیرے جو معدوم ہر کیا ہی یہہ ہے | کاوش و کینۂ و آزار و غم و رنج و محن
جود سلطان نسے وہ ممنوع ہوے طرز سوال | زخم پہیلاے جو دامن تو جب نے تردامن
وہ بہی چہپ چہپ کے یہان دیکھتا ہی اُمّیت | زخم مین ٹانکے ہین یا درد کے در پر چلمن
حکمت آموز فلاطون ہی تری عقل سلیم | بات پختہ ہے تری راے تری مستحسن
ریشۂ بیخ ز قوم اسکو نباتی ہی زمین | تیرے اعدا کا نہ بیکار گیا تار کفن
آتش قہر سے رستم کا بہی ہو زہرہ آب | شمع کی طرح سے گہلجائے تن روئین تن
تیرے مداح ہین سب اہل نظر اہل کمال | آنکہہ مین گہر ہر ترا تو ہے زبان پر مسکن
سو زبانین گل صد برگ سے لے قرض مزا | تو کرے لاکہہ طرح سے وہ تری مدح سخن
ہین ترے عہد عدالت مین شکن ایہال | دل شکن عہد شکن توبہ شکن روزہ شکن
سنگدل مومنین ہر یہہ ماتم تری دینداری سے | بانگ ناقوس پہ ہوتا ہے یقین شیون
جہریان پڑگئین آخر کو رخ توبہ پر | عصمتی اُسکو سمجہتے ہین جو ہے توبہ شکن
سنہہ چڑھے کون تری تیغ کے یہہ کونسا گات | سر شکن صف شکن آہن شکن البرز شکن
ایک ہی وار مین تلوار کرے دو ٹکڑے | مغفر و بکتر و چار آئینہ خفتان جوشن
اتنی حاصل ترے اعدا کو سبکدوشی ہے | تیری تلوار اُڑا دیتی ہر تن سے گردن

تعریف اسب

کیا ترے اسپ پریوش کی کرون مین تعریف | خوب ہے خوب خوش اُسلوب سراسر ہمہ تن
سینہ چوڑا ہی نلی چوڑی ہر سم چوڑے ہین | جتنی چہوٹی ہر کمر اُتنی بڑی ہے گردن

یال و دم پانون شکم کان کنوتی پٹھے — ڈھلگئے حسن کے سانچے مین سب اعضائے بدن

جست مین برق ہی اُڑنے مین کبھی گشت مین چرخ — پھر سکے وصفِ بوئے بہارِ گلشن

نہ بند ہے اسپ فلک سیر فلک سے ہرگز — گر بنے قوس قزح اسکی پچھاڑی کی رسن

اللہ اللہ رے اس تیز روی کی تاثیر — نام لے اسکا تو ہو وصاف زبانِ الکن

اتنی سرعت سے نہ ہرگز خبر آتی جاتی — تار برقی مین ہے آمیزشِ نعلِ توسن

صفت فیل

فلک آسا ہو ترا پیل کہ جسکے آگے — ریزۂ سنگ و خزف سے ہین سحاب کوہ و دمن

ہین ترے فیل کے دانتون پہ سنہری چوڑے — یا سرِ طور پہ کافور کی شمعین روشن

یون سرِ فیل سیہ زرد عماری تابان — شبکو جسطرح سے ہو چرخ پہ مہ جلوہ فگن

ڈر کے رکھتا ہی قدم برجِ اسد مین خورشید — دیکھکر فیل شکاری کو ترے شیر فگن

طمطراق اور تری فوج کا وہ زرق و برق — ایسی ہے ہر طرح سے ہر ایک رسالہ پلٹن

دکنی و عربی کابلی و پنجابی — ہر سپاہی ترے لشکر کا ہی رشکِ پشن

داغ مداح و ثناخوان و ستایش پیرا — اس دعا پر تری کرتا ہی بس اب ختم سخن

جبتلک آفاق مین ہو دولت و ثروت کی نمود — جبتلک افلاک پہ ہون اختر و انجم روشن

جبتلک انداز پہ ہے حسن و جمال دلکش — جبتلک اظہار پہ ہی رنگِ گل و نسترن

جبتلک آوازۂ اقبال ہو آویزۂ گوش — جبتلک اندازۂ عشرت ہو باندازِ حسن

جبتلک انجام کو پہونچے فلکِ پیر کی عمر — جبتلک آفت سے ہون محفوظ زمین اور زمن

جبتک اسلام کا ہے نام جہان مین قایم
جبتک اس نام سے آباد ہے یہہ دارِ کہن

بلبلین شیفتہ جبتک ہون بہارِ گل پر
اور پروانہ نثار سرِ شمعِ روشن

حسن معشوق مین جبتک ہو کمالِ تاثیر
دلِ عاشق مین کبھی جاتی ہو تیکھی چتون

تو سلامت رہے آباد رہے شاد رہے
زار ہو خوار ہو ناچار ہو تیرا دشمن

تیری اولاد کی کثرت ہو تری نسل سے یون
جیسے اک دانہ سے پیدا ہون ہزارون خرمن

سرخرو داغ ہو یون ظلِ کرم سے تیرے
پرتو مہر سے جس طرح بنے لعل یمن

قطعہ مدحیہ در تہنیت عید الفطر بنام حضرت بندگان عالی متعالی رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ واقبالہ

آج وہ روز مبارک ہے وہ ہے یوم سعید
کو گلے ملتی ہے خود شاہ کے اقبال سے عید

دہوم سی دہوم مچی ہے خوشی سی ہے خوشی چار طرف
تشنگان مے گلگون کی برآئی امید

آج میخانہ پہ رندون کی چڑہائی دیکھو
توڑ ڈالین نہ کہین میکدہ کی سدِ سدید

آج یون قفلِ درِ میکدہ سے وا ہوتا ہے
دستِ زاہد مین عوض پیر مغانکے ہے کلید

آج وہ دن ہے کہ پیتے ہین اسے می آشام
کی ہے دو چار برس پہلے جو ساقی نے کشید

ہان ہیو بادہ کشو دیکھین تو کیسا دم ہے
خود ہے ساقی کے طرف سے یہی تاکید اکید

تلخی بادہ ہی وہ آج کے دل لذت بخش — ہونٹ چاٹا کرے اک گھونٹ جو پی جمشید
زاہد خشک کے منھہ مین بھی بھر آئے پانی — دست ساقی مین بھرا دیکھے اگر جام نبید
حسن مین تلتے ہین یون ڈالکے جھولا مہوش — جسطرح برج مین میزان کے فلک پر ناہید
اعتدال آب وہوا کا ہے عجب روح فزا — زہر بھولے سے کوئی کھالے تو وہ بھی ہو مفید
ذہن کیا کند ہو ہوتے نہین ہتیار بھی کند — مثل یونان نہین بلدے مین کوئی شخص بلید
خبث نفس اہل دکن مین نرہا نام کو بھی — نہ ملے بہر دوا ڈھونڈئے گر خبث حدید
نبض خورشید مین پائے جو حرارت تو فلک — تخم سے قطرۂ شبنم کے بنائے تبرید
دیدنی ہی یہہ بہار چمن بوقلمون — دیدۂ دل سے کرے غور جو ہو فرصت دید
چمن دہر مین سوبار خزان آئے تو کیا — نہو پژمردہ وافسردہ گل وصف حمید
جو ہے بیگانہ تعلق سے یگانہ ہے وہی — کہ عجب شی ہے زمانہ مین تفرد تفرید
نیک و بد کا ہو ہر اک بات مین انسان کو خیال — دوست سے وعدۂ واثق ہو تو دشمن سے وعید
وہی شہزور رہا جسنے دبایا اسکو — نفس سرکش کو سمجھیے کہ یہہ ہی دیو مرید
بس خبردار ہوا ہی داغ ذرا ہوش مین آ — پند عطار کی اس مدح مین کیسی تقلید
دیدۂ دل سے اٹھا پردۂ غفلت غافل — دیکھہ سامان شہانہ کہ یہہ ہی قابل دید
آج دربار گہربار شہ والا ہے — چھائی ہی کیا در و دیوار پہ دربار مین عید
ہوش آتے ہی یہہ مطلع مرے لب پر آیا — کی فرشتون نے بھی مضمون کی جسکے تائید

مطلع ثانی

جشن آراستہ شاہ کی مدت سے مدید — کیا عجب دیکھے اگر جیسے کے دوبارہ جمشید
شاہ وہ شاہ سلیمان حشم و آصف جاہ — شاہ وہ شاہ فریدون فر و ضحاک عبید
صاحب بخت خوش اقبال و فرخ و فیروز و سعید — **میر محبوب علیخان** شہ یکتا و وحید
غصہ و قہر ہے کم سہو و خطا اُس سے بھی کم — رحم و الطاف فزون داد و دہش اُس سے مزید
گُم ہوا عہد عدالت مین تشدد ایسا — نہ لکھین رسم کتابت مین بھی کاتب تشدید
وقت انصاف کرے تھوڑی خطا پر بھی نظر — وقت الطاف و کرم عفو کرے جرم شدید
سیدھے ہو جاتے ہین اِس عہد مین بانکے ترچھے — کہین ٹیڑھے نہ ابروے حسینان کی کشید
شمع اقبال سے یون چہرۂ زیبا روشن — جیسے والشمس کی تفسیر سے قرآن مجید
تیرہ باطن نظر آئے نہ کوئی کور سواد — دل کی قندیل مین روشن ہی چراغ اُمید
حیدرآباد ہے شاہ کے دم سے آباد — جس سے ہے صوت اسلام نمودار و پدید
مسجدون مین ہے یہان شور اذان و تکبیر — خانقاہون مین یہان سلسلۂ حمد حمید
کہین تعلیم و تعلم ہے بدرس و تدریس — کہین قرآن کی تلاوت ہے بحسن تجوید
ہے کہین تذکرۂ عینیت ذات و صفات — ہے کہین مشغلۂ ذکر شہود و توحید
کیون نہو محکم و مضبوط بنائے اسلام — شاہ دیندار کو ہر دم ہے لحاظ تشدید
مدح حاضر مین پڑہون مطلع روشن ایسا — کہ چمک جائے مرا بخت بھی مثل خورشید

مطلع ثالث

یون سلاطین دکن مین ہے ترا دور سعید — جسطرح سارے مہینون مین مبارک ہے عید

چار آنکھین ہین زمانے کی زمانے مین ترے
چشم لطف ایک پڑی ایک پڑی چشم اُمید

مانؔ جاتے ہین تری اے جہان آرا کو
اہل تفہیم مین ہوتی ہے جہان گفت و شنید

یون تری رائے کے پیرو ہین تمام اہل خرد
جسطرح اہل تسنن ہین سب اہل تقلید

دس سے دس لاکھ جو بنجائین عقول عشرہ
کر سکین وہ نہ تری رائے کی ہرگز تردید

ہوگیا تیرے زمانے مین فلک کم آزار
درد ہوتا نہین عشاق کے دلمین بھی شدید

چرخ کانپ اُٹھے لرزجائے زمین ہیبت سے
الامان وقت سیاست جو کرے تو تہدید

رسیان باندہ کے رکہے جو عدو اپنی عمر
تو بھی ہرگز نہ بنے حبل متین حبل ورید

تیرے بدخواہ کو دولت بہی اگر حاصل ہو
جب بہی مردود ہو ملعون ہو مانند یزید

قطعہ

آج وہ طنطنہ و دبدبہ شاہی ہے
یون نفر ہون ترے نام سے بدخواہ و عنید

سنکے لاحول و لا قوت الا باللہ
جسطرح بھاگ کے فی النار ہو شیطان پلید

تیرے بدخواہ تہیدست ازل ایسے ہین
کنجفہ مین بھی حریفون کو نہ ہرگز ہو رسید

تیری تلوار بھی مقراض اجل ہے گویا
جامۂ ہستی اعدا کی کرے قطع و برید

در صفت اسپ

ہو بھی جائے جو سوار مین ترے اسپ پہ شطر
پیچھے مڑ مڑ کے کرے بادصبا دیر تاکید

چھو سکے دامن زین کو نہ کبھی ست خیال
طے کرے مشرق و مغرب کی وہ یون رہ بعید

قطعہ

جس زمین پر ترے گھوڑیکا قدم پڑتا ہے / پاٹ لے خاک وہانکی جو کوئی پیک و برید

اُسکی تاثیر سے ہے وہ تیزروی حاصل ہو / برق و صرصر سے بھی ممکن نہین جسکی تقلید

ابلق لیل و نہار اور بہی جو بن لایا / تیرے اصطبل مین جاری ہوئی جبسے وقت خرید

خلد سے باہر اسیواسطے گندم نکلا / رلتی رہتی ہے تری لید مین جو گھوڑونکو خوید

در صفتِ فیل

فیلخانہ مین ترے جمع ہین عالم کے پہاڑ / ایک اک فیل زمین پر ہے مگر چرخ جدید

ایک مہرہ میرا اوڑادے وہ اُسے صورت کاہ / گر مقابل مین ترے فیل کے ہو کوہ حدید

اُسکے خرطوم کا مضمون درازی ہے بندہا / دونون کوتاہ ہوئین بحر طویل اور مدید

تو وہ ممدوح معرف ترے شاہان زمین / ہین وہ مداح کہ قایل مرے سحبان لبید

تجہہ سے آسایش مخلوق خدا کا ایجاد / مجہسے ہے آرایش انداز سخن کی تجدید

ہین سپہدار ہزارون ترے منقاد و مطیع / سیکڑون اہل سخن سحر بیان میرے مرید

اسطرح حکم مین تیرے نہین ہوتا اجمال / جسطرح شعر مین میرے نہین ہوتی تعقید

تجکو شایان ہے مری رتبہ فزائی کے امور / مجکو زیبا ہے تری مدح و ثنا کی تمہید

نہین جنچتے مجھے اشراقی و مشائین کچھ / ہے فلاطون ارسطو مرے شاگرد رشید

ہے وہ ٹکسال سے باہر جو کسوٹی نہ چڑہے / نقرۂ ماہ نہ لون مین نہ طلاے خورشید

شاہ سے مرتبہ و منصب و خلعت کی عطا / داغ سے حسرتِ نعمت شاہی کی رسید

بنگیا داغ حزین کا دل پر داغ ایسا / جسطرح پہولنے گلزار بنے قبر شہید

خسروا تجھسے پہونچتی ہی زمانے کو مدد ... تو مؤید ہے من اللہ برائے تائید
شاہ کا لطف و کرم اُسکے لئے ہی درکار ... سب ہین آسودہ نمکخوار قدیم اور جدید
تیری سرکار سے کوئی نہین جاتا محروم ... تیرے دربار سے کوئی نہین پہرتا نومید
حدِّ اوصاف اگر ہو تو کرے حصر کوئی ... میرے امکان سے باہر ہین تیرے وصفِ حمید
روز نوروز ہو ہر شب ہو شب عیش و نشاط ... رات دن جشن ہون فرخندہ و فیروز و سعید
دلِ عارف مین ہون اسرار نہانی جبتک ... تیرے چہرے سے ہون اقبال کے آثار پدید
تجھسے عشرت کو بہی ہر وقت ہو عشرت حاصل ... تجھسے اُمید کی ہر لحظہ بر آئے اُمید

تو رہے تا بہ ابد نامور و نامآور
تیری اولاد ہو سب صاحب اقبال و سعید

قصیدہ در مدح حضرت بندگانعالی متعالی حضور پُر نور رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

کیا جوان بخت و جوان سال ہوا ہے عالم ... فلک پیر بہی کہاتا ہے جوانی کی قسم
ہو گئی فصل بہاری مین بہی آکے برسات ... جوش سے ابر بہاران کے ہوا یہہ عالم
چرخ پر چہائی ہین اسطرح گہٹائین کالی ... جسطرح ہون رخِ معشوق پہ زلفین برہم
ہر سفینہ ابر مین اس روپ پہ بگلون کی قطار ... انجم کاہکشان کی ہو لڑی جیسے بہم

گرد افلاس سرِ کوہ کو بھی ابر کرم دھوتا ہے
تارِ بارش مین ہر موتی کی لڑی کا عالم

جوش پر رحمت باری ہے تعجب کیا ہے
چاہ بابل کا دھوان بھی جو بنے ابر کرم

کہین بادل کی گرج ہی کہین بجلی کی کڑک
کہین بوندونکی پھوارین کہین برسے چھم چھم

نعرہ مست کا بادل کی گرج مین انداز
نگہ شوخ کا بجلی کی تڑپ مین عالم

ابر نیسان سے ہوئی ایسی تری خشکی مین
گائین دیپک تو اُٹھے شعلہ کی جا موجۂ یم

آب شمشیر مین جوہر ہے بشکل ماہی
آب آئینہ مین غواص ہے عکس آدم

پسلیان اب نہین دریا کی دکھائی دیتین
خوب تن تنکے روان ہونے لگے موجۂ یم

کشتیون مین کہان جلسے ہین چڑہے دریا کے
ہو رہی ہین کہین تیراکو نمین شرطین باہم

قوت نامیہ ہغلری ہی تو کچہہ دور نہین
دوڑین اُٹھہ اُٹھہ کے زمین پر سے اگر نقش قدم

خاک مین جان ہی ایسی کہ نہین اسکا عجب
زندہ ہو جائین اگر زیر زمین اہل عدم

نار و ونرخ بھی بنے آج گلستان خلیل
اخگر سوختہ بھی ہون گل گلزار ارم

بات کی شاخ مین بھی آج وہ ہی استحکام
توڑنا چاہین تو ٹوٹین نہ کبھی قول و قسم

اثر باد بہاری سے تعجب کیا ہے
گلفشان صورت گلزار ہو نخل ماتم

ارض کو فوق سما پر ہے اسی موسم مین
کہ زمین لوح زمرد ہی فلک ہی نیلم

وقت انشاء اثر تازگی مضمون سے
شاخ سر سبز بنے ہات مین کاتب کے قلم

خط گلزار ہو قرطاس پہ کھینچین جو لکیر
ہو برنگ رگ گل ریشۂ سوراخ قلم

ہے وہ بالیدگی سبزہ سر راہگذر
زور سے جسکے اُکھڑ جاتے ہین ہر کے قدم

شوخیِ رنگ سے مہندیکے ہی رنگِ شفق | لالۂ باغ پہ ہے لال پری کا عالم

کہین طاؤس چمن کی ہی نوائے دلکش | کہین آتی ہین پپیہون کی صدائین پیہم

ہی کہین گل کی مہک تو کہین بلبل کی چہک | کوک کویل کی ہی ارگن سے بہی خوشتر ہردم

نگہت گل کا اثر ہو نفسِ مطرب مین | گائین اس فصل مین گر زمزم کلی اہل نغم

بہینی بہینی ہی وہ خوشبو کہ معطر ہو دماغ | ٹہنڈی ٹہنڈی وہ ہوائین ہین کہ دل ہو خرم

بوسے لیتا ہے شگوفے کے شگوفہ کہلکر | شاخ سے شاخ گلے ملتی ہی کیا کیا باہم

روز ہر باغ مین ہین گلبدنون کے جلسے | چندریان ساڑیان سرخ اسپہ تر شیع کم

یہہ ہی موجود وہ معدوم یہہ تازہ وہ کہن | باغ محبوب کہان اور کہان باغ ارم

بزم عشرت کا عجب رنگ ہی اس موسم مین | گاتے ہین گونڈ ملار ابہی اہل نغم

سبعہ سیارہ کو بہی مین شرف حاصل ہی | معتدل آچکے دن چارون عناصر باہم

نہ ہے گرمی نہ کہین حد سے زیادہ سردی | حیدرآباد مین ہی فصل کا ایسا عالم

روز نوروز ہی وہ فرخ و مسعود و سعید | کہ زحل کی بہی سعادت نہین جس سے کم

عکس ہی اسکا کرے بیضۂ فولاد کو چور | بیضۂ بازی نوروز ہے وہ مستحکم

آج وہ قدر ہی انکے جو مقابل کیجے | تاج پرویز کے موتی نہ خریدے عالم

بیضۂ مرغ کو گر بیضۂ گردون سے لڑائین | خط محور سے لکیر اس مین ہو ثابت ہردم

شور ہی قلقل مینا کا چلو آؤ پیو | مغبچون نے بہی پکار کہی ہی کیا کیا دم

لائے میخانہ پہ کیا آج قدم ہی پہلے | پہلے مومن کا جو ایمان تو ہندو کا دہرم

محو و بیخود ہی کوئی آپ سے اُٹھ سکتا ہے
محفلِ عیش میں جم جائے یہاں بیٹھ کے جم

جشنِ نوروز ہے دربارِ شہِ والا ہے
اہلِ دربار ہزاروں ہیں یہاں کس سے کم

منصب و خلعت و جاگیر و خطاب و خدمت
خیر خواہوں کو عطا آج ہوئے ہیں پیہم

عکس بھی نذر گزاروں کا ہوا نذر گزار
جا بجا آئینے ایوان میں ہیں قدِ آدم

شاہ کے نام سے ہوتی ہے محبت پیدا
کیوں نہ محبوب دلِ خلق ہو اسمِ اعظم

نام لیجے اگر اس کا تو اُسی دم کھل جائے
عقدۂ کار ہو کیسا ہی جو دشوار و اہم

خسروِ نامور بادشہِ نام آور
شان میں جسکی کیا **داغ** نے مطلع یہ رقم

مطلع ثانی

صاحبِ طبل و مالکِ شمشیر و قلم
میر محبوب علیخان شہِ فرخندہ شیم

مالکِ مملکت و مال و منال و حکمت
صاحبِ دبدبہ و طنطنہ و جاہ و حشم

کوکبِ ملک و کلاہِ منیرِ دولت
مہرِ اقبال و حشم چشم و چراغِ عالم

بخت و اقبال و حمل مگہہ و دل روشن
فہم و ادراک و ذکا و عمل و علم و علیم

جسکے جلوے سے ہے ہر جہاں تاب کی ماند
جسکے چہرے سے ہے رنگ ماہِ فلک کی مدہم

بذل میں عدل میں حاتم و کسریٰ کی مثال
رزم میں بزم میں ہے ثانی اسکندر و جم

ایسی سطوت ہے کہ لرزے ہیں اہل آزار
موت بھی ڈھونڈتی ہے اپنے لئے راہِ عدم

شاہ کا حرفِ سیاست ہے مشہور
خوف سے دانت نکالے ہوئے ہے بیشِ ستم

ہیبتِ شاہ سے کھینچا پانی پانی
اگر آذر بھی تراشے کبھی تیشے سے صنم

بازوے بازمین ہو پرورش بچۂ قاز — اور بز غالہ کو آغوش میں ... کا عصا پالے ضیغم

گنج سلطان کی اگر دیکھ لے کثرت قارون — تو وہین سانپ ہو ولے ... صدا ئیت نکلجاے بہم

اہی زہے جود کہ ہی خوان عطا خوان خلیل — اہی زہے فیض کہ ... ہی ز دست سخا ابر کرم

قدر ایسی ہی سپاہی کی جو پاتا ہے قدر — چھوڑ کر خدمت کا ... کلک دوس کو آمار شتم

نیکیان شاہ کی لکھی ہین ازل مین جو بہت — کچھ تعجب نہین فرسودہ ... ہون گر لوح و قلم

مدح حاضر مین لکھا ہی داغ وہ مطلع ثانی — سنکے احسنت کہے ... ہر ایک کو زبان عالم

مطلع ثالث

کیا عجب ناموری سے تری ای بحر کرم — فلس ماہی پہ ترا سکہ ہو مانند درم

جمع ہین ایک تری ذات مین کتنے اوصاف — بذل و انصاف و ہنر پرور ... لطف و کرم

نور ایمان سے وہ روشن ہی دل پاک ترا — دیکھے یہ جلوہ تو ... نہ بنے شمع حرم

اور بہی دوسری پیدا ہو برابر کی اجل — ملک الموت بہر قتل کا ... تلوار کا دم

تو جو چاہے نہ رہے دہر مین کہٹکا باقی — ماہی بحر کا بہی ذات نہین خالی ہو شکم

گر کسی نرخ پہ ٹھہرے تری جنس حسنات — تو فرشتون کو یہ زحمت ہو کرین بیع سلم

ہی دم معرکہ حاصل تجھے وہ استقلال — قطب تارے کی طرح ... نہ ہٹے تیرا قدم

کعبۂ مقصد آفاق ہے تیرا دیدا — مردم دیدہ ہون قربان صفت طوف حرم

تیرے ہی دست سخاوت کی کرامت کہیے — یون جو بے پانو کے چلتا ہی زمانے مین درم

تیر حکمی ہے ترا حکم کہ ٹلتا ہی نہین — قدر اندازی تو مثل قضاے مبرم

تیرے ... غمگین پایا
حشر پر ... یہہ صدا آمین آمین
یوں ... رو بارگہ عالی سے
سامری فن بھی عدو ہو تو نہو اُسکا گذر
ہے ازل سے یہہ ترے در کا سلامی شاہا
دخل کیا ہو جو ترے عہد مین کوئی برباد
حیدرآباد ہے جنت سے سوا دارالامن

اُسنے الٹا ہی الم کو تو ملا وہ ہی الم ہو
ہاے غم ولے الم ہاے غضب ہاے ستم
جسطرح رکھہ نہ سکے چرخ پہ ابلیس قدم
چوب دربان مین ہے موسیٰؑ کے عصا کا عالم
پشت ہے پیر فلک کی اسی تسلیم سے خم
کہ بُرے کاہ کو رکھتی ہے بھگوکر شبنم
کھاکے گندم نہ یہان سے کبھی نکلے آدم

تعریف اسپ

شاہ کے اسپ کی کیا تیزروی ہو تحریر
صورت کاغذ بادی وہ اُسیدم اُڑ جاے
خامہ کاغذ پہ نہ پہنچے کہ یہہ مانند خیال
چاٹ لے خاک قدم کی اگر اسکے وہ کبھی
جاے سکہ جو ترے اسپ کی صورت ہوتی

ہاتھہ سے کاتب اعمال کے چھٹتا ہے قلم
کھینچے گر صفحہ قرطاس پہ نام اسکا رقم
طے کرے آن مین صد و محیط عالم
پشت ماہی پہ جمے گا وہ زمین کا نہ قدم
گنج قارون مین ذرا نام کو تھمتا نہ درم

تعریف فیل

فیل وہ فیل جسے کوہ جواہر کہیے
وقت رفتار دہلتا ہے دل گاو زمین
چلتے چلتے جو ٹھہر جاے پڑے بوجھہ ایسا

رود الماس ہین دانت اور بدن ہے نیلم
مست ہوکر جو چلے وہ تو ہو عالم برہم
ماہی پر زمین کا بھی تو دھنس جاے شکم

سر چشم ہی رنگ اسکا مگر صانع نے | جبلِ طور ترا شا ہی ز سر تا بقدم
مدحتِ خسروِ آفاق ہو کیونکر پوری | اتنی طاقت نہ زبان مین نہ ہی یارا ے قلم
سایۂ عاطفتِ شاہِ دکن (دام اقبالہ) ہی جب سے | کھاتے ہین قیصر و فغفور ہے سر کی قسم
بابِ عالی کی حضوری سے وہ حاصل ہی شرف | جبین آتا ہی کہ خود چوم لون مین اپنے قدم
اے جبین فرشِ رہِ خسروِ دوران ہی بجا | اے سرِ عجز جل اُس راہ مین تو بنکے قدم
اے زبان تو ہی ثنا ساز و ستایش پیرا | اے دہن تو ہی ہے مداح خدیوِ عالم
اے نگہ تجھکو میسر رہے انوارِ جمال | اے مژہ دستِ دعا بنکے دعا کر پیہم
حوصلہ میری دعا کا تو یہی کہتا ہی | اور اونچا ہو کسیطرح سے عرشِ اعظم
وہ دعا جس سے ہوئے زینتِ گفتار و کلام | وہ دعا جس سے شرف ہو کے قرطاس و قلم
وہ دعا جسکو فرشتے کہیں سنکر آمین | وہ دعا حرزِ دل و قوتِ جانِ آدم
وہ دعا جسکے شجر سے ہین حجر تک مشتاق | وہ دعا جسکا اثر آج ہے عالم عالم
وہ دعا یہ ہی خدا تجھکو سلامت رکھے | تختِ شاہی پہ رہے شاد بصد ناز و نعم
تجھکو اے ظلِ خدا عیش خدایگا ملے | تیرا حامی و مددگار رہے شاہِ امم
خضرؑ و الیاسؑ و مسیحاؑ سے ہی ہو عمر دراز | قیصر و خسرو و جم سے ہو سوا جاہ و حشم
زیرِ فرمان حکومت رہے ربعِ مسکون | اور منقاد رہین اہلِ عرب اہلِ عجم

اِس دعا گو کی دُعائین ہون الٰہی مقبول
داغ مداح رہے مورد الطاف و کرم

قصیدہ در تہنیت عید الفطر و فتح اعلیحضرت بندگانعالی متعالی حضور پر نور رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان ابن السلطان میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ہے عید کے دن دلکشا — صحن زمین سطح فلک
اے حبذا صلّ علیٰ — صحن زمین سطح فلک

پاک ابر رحمت نے کیا — صحن زمین سطح فلک
ہے شامل اہل صفا — صحن زمین سطح فلک

رخصت سے ماہ صوم کی — بدلے یہہ تحت و فوق ہی
عید آتے ہی کچھہ اور تہا — صحن زمین سطح فلک

ہے عید کا سامان مے و چنگ — آئینہ جیون پست و بلند
کر صاف اے بادِ صبا — صحن زمین سطح فلک

ہر ذرہ اک خورشید ہے — خورشید کو بہی عید ہے
ہے کسقدر رونق فزا — صحن زمین سطح فلک

خوش جیسے آدم زاد ہین — قدسی بہی سب دلشاد ہین
ہے عید سے کیا پر فضا — صحن زمین سطح فلک

یہہ سبز سبزے ہیں ہرے — رنگ آسمان کا اخضری
تخت زمرد کا بنا — صحن زمین سطح فلک

یہہ سبزے کی روئیدگی — اللہ رے بالیدگی
ہر برگ بڑہکر ہوگیا — صحن زمین سطح فلک

اسمین کہلے گلہاے تر — اسمین ستارے جلوہ گر
ہے اک بساط خوشنما — صحن زمین سطح فلک

ہمرنگ مے گل کا ورق — تو زعفرانی ہے شفق
عشرت فزا فرحت فزا — صحن زمین سطح فلک

ہے خوشۂ گندم یہان — ہے خوشۂ پروین وہان
سامان ہے کیا کیا رزق کا — صحن زمین سطح فلک

دربارِ آصف جاہ ہے — روشن جمال شاہ ہے
جلوے سے جسکے بہر گیا — صحن زمین سطح فلک

فرش مقیش سے عیان — اک چاندنی کا سا سمان
ہے آج کیا کیا خوشنما — صحن زمین سطح فلک

روشن ہین فرشی جہاڑ و مہر	عقد ثریا ہے اودہر	پر نور اک اک سے ہوا	صحن زمین سطح فلک
مسند نشین ہے بادشہ	ہے شامیانہ رشک مہ	کیونکر نہ اترائین بھلا	صحن زمین سطح فلک
وہ شاہ کا نور نظر	پر تو سے جسکے سر بسر	شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ	صحن زمین سطح فلک
بحر کرم ہے موج پر	سلطانکا طالع اوج پر	کرتے ہین فخر اسکا بجا	صحن زمین سطح فلک
اسکو ہے تمکین تخت سے	اسکو تعلی بخت سے	تہے درحقیقت ورنہ کیا	صحن زمین سطح فلک
محبوب سلطان دکن دام اقبالہ	ہے ظل رب ذو المنن	پر تو سے جسکے پر ضیا	صحن زمین سطح فلک
مطلع بمضمون سمیع	اک لکھون باشان رفیع	جسپر ہون شیدا و فدا	صحن زمین سطح فلک

مطلع ثانی

چمکا فروغ شہ سے کیا	صحن زمین سطح فلک	اب ہے جبین مہ لقا	صحن زمین سطح فلک
اول تو ہے تیرا مرتبہ	پہر اسپہ تیرا حوصلہ	اتنا بڑا جیتنا بڑا	صحن زمین سطح فلک
اسپر ترا نقش قدم	اسپر ترا خط علم	کیسا نگارین بن گیا	صحن زمین سطح فلک
یہہ تیرے گوہر کے لئے	وہ تیرے اختر کے لئے	اسواسطے پیدا ہوا	صحن زمین سطح فلک
گوہر کی اسمین آب ہے	اختر کی اسمین تاب ہے	روشن ہین اپنی اپنی جا	صحن زمین سطح فلک
بدخواہ کی ہین تاک مین	ملکر ملائین خاک مین	ہین گرچہ ظاہر مین جدا	صحن زمین سطح فلک
قہر عدو ہو اسمین گر	سر پر گرے وہ ٹوٹ کر	پاتے نہ کیون نشو و نما	صحن زمین سطح فلک
منظور ہو گر شاہ کو	پیسین سر بدخواہ کو	ملکر برنگ آسیا	صحن زمین سطح فلک
شاہ دکن کی نیکیان دام اقبالہ	لکھی نہ جائین بے گمان	گر صفحہ ہو قرطاس کا	صحن زمین سطح فلک

یون شہ کا آفتاب صباحت ہے	یون آپ لب شگفت ہے	جیسے لبِ ابر و ہوا	صحن مین سطح فلک
دستِ قلب شاہ کی	کوڑی کو سے کیا زر کشتی	چھپے ہین ذرے سے پیدا	صحن مین سطح فلک
کیسے پشنگ و شیر نر	لے نسر طائر کی خبر	دو وصیلہ گہر ہین جا بجا	صحن مین سطح فلک
دستِ کرم ہے زر فشان	بخت سا اختر نشان	ان دی ولتون نے بہر دیا	صحن مین سطح فلک
کم ہو گئی ہے مفلسی	محتاج بھی ہین اب غنی	کیونکر ہون بے برگ و نوا	صحن مین سطح فلک
دستِ سخاوت دیکھکر	پھیلا ہوا ہے کسقدر	ہے دامنِ حرص و ہوا	صحن مین سطح فلک
اس دور مین علت کہان	ہے جا بجا امن و امان	رکھتے ہین تاثیر شفا	صحن مین سطح فلک
آب ہوا کا ہے اثر	پھیلی ہے حکمت کسقدر	خود مین اشارات و شفا	صحن مین سطح فلک
عالم مین تیری خوبیان	آخر سمائینگی کہان	کیا بڑھ گئے ہوگا چوگنا	صحن مین سطح فلک

تعریف اسپ

وہ اسپ چالاک ہے	بجلی سی جسکی ہاک ہے	اک آن مین طے کر گیا	صحن مین سطح فلک
جب گرم ہو تیر اسمند	اڑ جا سب پست و بلند	ہے اسکے آگے چیز کیا	صحن مین سطح فلک
گشتِ سمندِ باد پا	گر ہو نہ دم مین جا بجا	بیکار ہے کس کام کا	صحن مین سطح فلک
نعل سم توسن یہان	ظاہر مہ نو ہے وہان	روکش ہے کیا کیا دیکھنا	صحن مین سطح فلک

در تعریف فیل

ہاتھی ہی لیسا زور مند	اسپر عماری بھی بلند	نیچا ہوا اونچا ہوا	صحن مین سطح فلک
یہ سرخ و مری فوج کی	جسوقت عکس افگن ہوئی	مانند لالہ کھل گیا	صحن مین سطح فلک

مشق تواعد جب ہوئی
خاک غبار عدو ہی
فوارۂ خون عدو
دیگر دعا از داغ
ای بادشہ سر پر ترے
ہو ربع مسکون پر عمل
زر کے یہان انبار ہون
سر پر ترے بدخواہ کے
خاک تن بدخواہ ہے
اس شش جہت مین با خدا

لشکر سے ایسی گرد اٹھی
ہر چرخ تک پہیلی ہوئی
کیا جوش ان ہر چارسو
تاثیر کر حق سے طلب
اس نور کا سایہ رہے
آئے نہ تا گردون خلل
حاصل وہان انوار ہون
انگارے برسین چرخ سے
دشمن کے دود آہ سے
ہو دور دور شاہ کا
یہہ بادشا دایم رہے
جبتک ہین حاجت روا

آپس مین اکثر مل گیا
چوڑا ہو یارب تا کجا
مثل شفق رنگین ہوا
باندھا کریگا تا کجا
جس نور سے پیدا ہوا
تیرے ہون ای ظل خدا
پہیلا کے دامن ہین دعا
اسکو ہو دوزخ سے سوا
بن جائیگا یارب یہہ دوسرا
ہو زیر حکم بادشا
یہہ سلطنت قایم رہے
صحن زمین سطح فلک

صحن زمین سطح فلک
صحن زمین سطح فلک
صحن زمین سطح فلک
صحن زمین سطح فلک
صحن زمین سطح فلک
صحن زمین سطح فلک
صحن زمین سطح فلک
صحن زمین سطح فلک
صحن زمین سطح فلک
صحن زمین سطح فلک
صحن زمین سطح فلک

قصیدۂ مدحیہ در تہنیت عید اضحی بنام اعلیحضرت بندگانعالی متعالی خسرو پرتو رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان ابن السلطان میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

شب کو مین فکر مین تہا خلوتی خلوت گاہ
جلوۂ شاہد معنی نظر آیا ناگاہ

بارک اللہ زہے حسن خداداد ہو مہتاب — نوحشن اللہ جیے جلوہ کہ ٹھیرے نہ نگاہ
زنگ وہ رنگ نہ پائیں گل و ریحان جسکو — نور وہ نور کہ ہو نیچے جسے مہر نہ ماہ
اُس پری چہرہ خوش انداز کا وہ حسن و جمال — حور بھی جسکو کہے دیکھ کے ماشاء اللہ
غمزہ وہ تیر کہ نخچیر ہوں ترکان ختن — عشوہ وہ سحر کہ تسخیر ہوں گردان ہرات
عشوہ وہ ناوک دلدوز نہیں جس سے امان — غمزہ وہ تیغ جہانسوز نہیں جسکی پناہ
شوخ گفتار کہ بلبل بھی کہے صل علیٰ — تیز رفتار کہ محشر بھی کہے بسم اللہ
بانکے انداز سے کیا ترچھی ادائیں ہیں وہ کش — ہو گیا گوشۂ ابرو سے طرف طرف کلاہ
سرو و شمشاد و صنوبر سے بھی زیبا قامت — سرخ تر لالۂ گل سے بھی قبا اور کلاہ
تن نازک کو گران ہو جو چھوئے باد صبا — چہرۂ صاف ہو میلا جو پڑے گرد نگاہ
نوک منقار سے لے فصد رگ گل بلبل — اِس نزاکت کا ہو سودا اگر اُسکو ناگاہ
رخ پر نور وہ روشن ہی کہ جسکے آگے — مہر تابان ہو تو آ جائے بہ میں خال سیاہ
اللہ اللہ وہ تجلی ہی رخ روشن کی — دیکھکر سورۂ والشمس پڑھیں اہل اللہ
دولت حسن کی کرتی ہیں حفاظت زلفیں — اِس خزانہ کے نگہبان ہیں یہ دو مار سیاہ
اُسکے عشق رخ پر نور کا دل شاہد ہے — اُسکے حسن نظر افروز کی آنکھیں ہیں گواہ
اُسکے خوشبو سے معطر ہے دماغ دل و جان — اُسکے رنگ گل رخسار سے رنگین ہے نگاہ
شوخیوں میں وہ شرارت کہ الٰہی توبہ — چتونوں میں وہ قیامت کہ عیاذاً باللہ
ترک چشم آپکا۔ جنکا مہ نو ہے یا ترک فلک — فوج مژگان ہی کہ چنگیز کی خونریز سپاہ

نرگسِ چشم کی تسخیر بعینہ جادو
خط عارض مین سراسر اثرِ مہر گیاہ

ساتھ لاکھے کے وہ مسّی کی دھڑی اُس لب پر
شفقِ شام شبِ وصل بہم سرخ و سیاہ

رخ پرنور ہے خورشید تو ابرو ہین ہلال
جو ہرِ فرد دہن ہے تو کمر تارِ نگاہ

دِل کو اُس چاہِ زنخدان سے وہی اندیشہ
پہلے گرنے سے جو یوسفؑ کو خطر تھا لبِ چاہ

سامعہ اُسکی حکایت سے بشارت اندوز
باصرہ اُسکے نظارہ سے منوّر دلخواہ

نہ وہ بیرحم نہ بیدرد نہ بے مہر و دغل
صاف چہرے سے ٹپکتے تھے وفا اور نباہ

ہوش افزا طرب افزا خرد افزا کیا کیا
حیلہ و مکر و دغا تھے نہ جفاے جانکاہ

لطف و اخلاص و محبت سے نہایت رغبت
کینہ و بغض و عداوت سے بغایت اکراہ

مہربانی سے وہ دے اُسکو دلاسا کیا کیا
حال دیکھے کسی مشتاق کا اپنے جو تباہ

اپنے ہاتھون سے بڑھائے اُسی جانب دامن
دستِ مشتاق پڑے گر کسی صورت کوتاہ

حور جنت ہے مگر عالم اسباب مین ہے
وصل اسکا ہے ثواب اور فراق اسکا گناہ

اُسکی شوخی وہ قیامت کہ جسے دیکھتے ہی
لوٹ جائے دِلِ مشتاق تڑپ جاے نگاہ

مینے دیکھا جو یہہ جلوہ تو نرہے ہوش بجا
لب سے نالہ دلِ بیتاب سے نکلی اک آہ

متحیر متعجب متفکر ہو کر
اُڑ گئے ہوش کہ یہہ کون ہے یایا الٰہ

دِلربائی کے سب انداز ادائین دلکش
اُس سے پوچھا کہ ترا نام ہے کیا کر آگاہ

زہرہ ہے یا ہے قمر برق ہے یا ہے خورشید
حور ہے یا ہے پری جلد بتا دے للہ

زیرِ لب ناز و ادا سے متبسّم ہو کر
اُسنے یہہ مجھسے کہا مین ہون نویدِ دلخواہ

بیخبر تجکو خبر بہی ہر کہ عید آئی ہے ۔ عید حج کہتی ہر اس عید کو سب خلق اللہ

حج ہر کیا چیز یہہ وہ چیز ہر وہ نعمت ہے ۔ مدت العمر کے ہو جاتے ہین سب عفو گناہ

نہین عالم مین خوشی حج کی خوشی سے بڑہکر ۔ کہ مسلمانون کو دیتا ہر یہہ دولت اللہ جل شانہ

آئے ہین مکہ مین باہر سے مسافر لاکہون ۔ اہل اسلام کا کیا جوش ہے اللہ اللہ

حق تعالی کو ہوا جامۂ احرام پسند ۔ ایک ہی وضع ہر درویش سے تا شاہنشاہ

نیت عمرہ سے احرام کسینے باندہا ۔ اور یہہ شوق کہ طی جلد ہو تنعیم کی راہ

شور لبیک کہین ہر تو کہین شغل درود ۔ بانگ تکبیر کہین ہر تو کہین بانگ صلوٰہ

سنگ اسود کا کبہی بوسہ کبہی لب پہ دعا ۔ ہے طواف و کبہی داخلۂ بیت اللہ

گشت کرتا ہر کوئی تن کے صفا مروہ کا ۔ کسی مشتاق زیارت کی حرم پر سے نگاہ

رہتے ہین چارون امامونکے مصلے آباد ۔ ہوتے ہین ورد و صلوٰۃ آٹھہ پہر شام و پگاہ

کوئی ہر دولت عقبی کا خدا سے طالب ۔ کوئی کہتا ہر مرے بخشدے اللہ گناہ

ظلمت پردۂ کعبہ سے مگر سرمۂ چشم ۔ ہوتی ہر اہل زیارت کی منور جو نگاہ

چلکے کعبہ سے ٹہرتے ہین منا مین شبکو ۔ اور سوئے عرفات آتے ہین پہر وقت پگاہ

فاصلہ کعبہ سے نو کوس کا ہر تا عرفات ۔ اس مین نو لاکہہ سے ہوتی ہر سوا خلق اللہ

ظہر کے بعد سے ہوتا ہر وہان خطبہ شروع ۔ عصر کے بعد سے لدجاتے ہین خیمے خرگاہ

مسجد مزدلفہ بین منا و عرفات ۔ پہر حجاج ہر اک رات کی وہ طاعتگاہ

پڑہتے ہین ساتہہ وہان آکے عشا و مغرب ۔ اہل حج کرتے ہین تحمید و مناجات الٰہ

جب چلے مزدلفہ سے تو منا مین پھر آئے | تین دن کے لئے ہوتی ہے وہی منزلگاہ
رجم شیطان لعین کے لئے کنکر مارے | پڑھ کے لاحول ولا قوۃ الا باللہ
شتر و دنبہ و بز ذبح ہوے ہین اتنے | آسمان شفقی رنگ بنی قربان گاہ
قابل دید ہے بازار منا کی خوبی | اسلحہ اقمشہ اشیاے فراوان لخواہ
ہفت اقلیم کے ہین اطلس و دیبا موجود | ہے یہہ بازار کہ گلزار ہے رنگین سر راہ
حج کے ارکان و مناسک کی یہی ہے تکمیل | کرتی ہے طوف حرم جا کے جو پھر خلق اللہ
یون چلا قافلہ بطحے سے بسوے یثرب | نغمہ پیرا خوش الحان ہین حدی خوان ہمراہ
دل مشتاق کو یہہ شوق کہ اڑ کر پہنچون | مجھسے پیچھے ہی رہے بڑھ نہ سکے پیک نگاہ
آمد آمد کی خبر سنتے ہی مہمانون کی | رہتے ہین لوگ مدینے کی سبھی چشم براہ
غل ہوا صل علی صل علی کا پیہم | دور سے قبۂ انور کو جو دیکھا ناگاہ
جا بجا روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے | پاک ہوا اشک ندامت سے وضو کر کے نگاہ
چرخ اخضر ہے کہان قبۂ اخضر کا نظیر | ہفت افلاک نہین جسکے مثال اشباہ
کعبہ کرتا ہے طواف اسکا یہہ ایسا ہے مقام | اسکے قدسی بھی مجاور ہین یہہ ہے وہ درگاہ
یہہ مقام متبرک وہ ادب کی ہے جگہہ | دل لرزتا ہے جہان کانپتے ہین پاے نگاہ
پہلے حمام کیا پھر وہین بدلی پوشاک | سب بسے عطر مین یون جیسے عروس نوشاہ
مسجد احمد مرسل مین ہوے سب حاضر | خاک اس مسجد انور کی ہوئی زیب جباہ
روضۂ نبی صلی علیہ اوس کا مزار اقدس | چادرین نور کی پڑتی ہین جہان شام و پگاہ

اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم

واسطے نعتِ نبی کے متقاضی ہو کر
دل نے جب مجھسے کہلیجئے کہا بسم اللہ

شانِ حضرت میں پڑہون مطلعِ غرّا ایسا
سنتے ہی انس و ملک سب کہیں سبحان اللہ

فخرِ انسان و ملایک شہِ کونین پناہ
سیدی احمدِ محبوب و حبیب اللہ

مِلک ہو مُلک ہو یا کوئی مَلِک ہو کہ مَلَک
زیرِ فرمانِ محمد ہیں وہ ہے شاہنشاہ

ہر رخ و موے مبارک ہی کے پرتو کا اثر
تا قیامت جو رہیگا یہہ سفید اور سیاہ

قابَ قوسین کا پایا ہی مقامِ عالی
اللہ اللہ رے یہہ مرتبہ و رفعتِ جاہ

آپ کی ذات ہی وہ ہادیِ دین و ایمان
آگئے راہ پر اسلام کے لاکہون گمراہ

آپ سا کون ہی عالم میں شفیقِ امت
کہ سوا رہتی ہی ماں باپ سے شفقت کی نگاہ

شافعِ روزِ جزا ہی وہی ذاتِ اقدس صلعم
بخشوائینگے وہی امتِ عاصی کے گناہ

آپ کی وجہ سے ہی دولتِ عقبیٰ حاصل
آپ کی وجہ سے فردوس بنا نعمت گاہ

ناتوانون کو قوی دل جو کرے آپکا لطف
لے اُڑے کوہ کو بھی اپنی ہوا میں پرِ کاہ

صاحبِ علمِ لدن واقفِ اسرارِ خفی
حالِ کونین سے ہی قلبِ مطہر آگاہ

آپ ہی تو ہیں مددگارِ ملوک و ملکوت
آپ ہی شاہِ دکن کے بہی تو ہیں پشت پناہ

شاہ وہ شاہ سکندر حشم و قیصر بخت
شاہ وہ شاہ فریدون فر و جمشید کلاہ

شاہ وہ شاہ تہمتن تن و برزو بازو
شاہ وہ شاہ فلک منزلت و کیوان جاہ

شاہ وہ شاہ عطا پاش خطا پوش و شفیق
شاہ وہ شاہ جہان پرور و آفاق پناہ

آج دربارِ دُرر بار میں سب حاضر ہیں
شاہزادے اُمرا اہلِ قلم اہلِ سپاہ

[illegible]

مدح سلطان میں پڑہون مطلع روشن ایسا
رشک خورشید جہانتاب ہو جو غیرت ماہ

مطلع

خسرو ملک دکن پادشہ ظل اللہ
میر محبوب علیخان نظام آصف جاہ

مشتری جاہ و عطارد رقم و ماہ خدم
شاہ خورشید علم خسرو سیارہ سپاہ

شان وہ شان کہ بیقصد جہکے فرق نیاز
نام وہ نام کہ قربان ہو دل خواہ مخواہ

عدل وہ عدل نہیں جسمین رعایت مطلق
بذل وہ بذل کہ لاکہون ہون عطا بحر رفاہ

لطف وہ لطف کہ ہون رام رمیدہ خاطر
خُلق وہ خُلق کہ بدخواہ بہی ہون نیکی خواہ

عزم وہ عزم کہ لے آن مین ربع مسکون
نظم وہ نظم کہ عاشق کا بہی دل ہو نہ تباہ

جاہ و اقبال کو ہے ظل سعادت سے شرف
دست امید کو ہے دامن دولت مین پناہ

جسقدر بخت بلند اُسقدر اقبال بلند
دل بہی اُتنا ہی بڑا جتنا بڑا دامن جاہ

یہہ فلاطون زمان ہے تو ارسطوئے زمن
حال روشن ہوا سے دیکہتے ہی نبض نگاہ

روبرو اُسکے ہے سامان سکندر ایسا
مختصر جیسے ہو درویش کا رخت بنگاہ

چشم ہے نقش قدم شوق مین وا رہتی ہے
جب گذرتی ہے سواری بہ تجمل سر راہ

نیزہ بردارون مین خورشید سے ہے تارمریخ
چتربردارون مین برجیس سے لیکر تا ماہ

یہہ وقار اور یہہ تمکین یہہ جمال اور یہہ حسن
روکشی اُس سے کرے کب ہے مجال بدخواہ

مہر پُر نور کہان اور کہان ذرۂ خاک
کوہ البرز کہان اور کہان حبۂ کاہ

ڈہونڈکر تیر کی بخت مٹا دیتا ہے
اِس لئے روز جلاتا ہے فلک مشعل ماہ

خیر خیرات سے انعام سے جاگیرین ہین	چشم بد دور یہہ سرکار ہے کیا عالی جاہ
صرف خاص اور ملازم ہین جو دیوانی کے	سب کو انتیس سے دون ملتی ہے پوری تنخواہ
قید ہر امر زبون کی ہے یہان تک منظور	اڑنے پاتے نہ کبھی ملک مین جھوٹی افواہ
مدح حاضر مین پڑھون مطلع ثانی پیدا	سب کہین اہل زبان سنتے ہی اک مرتبہ واہ

مطلع ثانی

خون اعدا جو بہاتے تری خونریز سپاہ	وہ اٹھے موج کہ طوفان زدہ ہو کشتی ماہ
جنگ اسکندر و دارا مین قواعد یہہ کہان	ایک بازی گہ اطفال تھی وہ معرکہ گاہ
مانتے ہین اسے روم سے تا انگلستان	یہہ جری اور یہہ باقاعدہ ایسی ہے سپاہ
چاندماری نہ سمجھہ جائین اسے اہل تفنگ	چرخ ڈرتا ہے جو پڑتا ہے کبھی ہالۂ ماہ
تیغ سے فوج ظفر موج کے کانپ اٹھے برق	تتق گرد سے لشکر کے ہو گرد ابر سیاہ
پہل ہے شمشیر سیہ تاب کا یا بال پری	حلقہ جوہر کا ہے یا حور کی ہے چشم سیاہ
گرد معرکہ ہو تیغ شہنشاہ علم	اسد و ثور فلک کو نہ ملے جائے پناہ
ضرب شمشیر سے ہر وقت لب اعدا پر	نالہ با نالہ ہو دمساز اگر آہ بہ آہ
کہین کم کبھی ہی نہین کرتی ہر اک وار مین دو	آہن و سنگ سبھی مانگتے ہین اس سے پناہ
اسکے جوہر کو وہ دیکھے نظر بد سے اگر	چشم اختر مین اتر آئے وہین آب سیاہ
خوف سے عجز سے لے دانتو مین تنکا سنجر	رکھدے فغفور سر معرکہ قدمو نپہ کلاہ
نگہ گرم سے ہو جاتے ہین دشمن فی النار	اڑتے ہین مثل شرر فرق شرر یہ جو اہ

دیکھکر صورت بدخواہ خود ابلیس لعین — کہے لا حول و لا قوۃ الا باللہ
فیل وہ شام برن اور وہ شبرنگ ہرا — سایہ پڑجائے جو انکا رخ کافر ہو سیاہ
کان تک اسکے جو پہنچے ترے اشقر کی ہنہل — بہاگ جائے اسد چرخ بہی مثل روباہ
اثر اپنا جو کرے شاہ کی ہیبت کا پہل — کیا تعجب ہی جو مثمر ہو ہر اک برگ گیاہ
ماہیِ زیر زمین بہی جو لگائے غوطے — نہ ملے اسکو ترے بحر سخاوت کی تھاہ
کیون نہ مخلص ہو رعایا کہ دلون پر انکے — لکہدے جب سورۂ اخلاص ترا کلک نگاہ
نور ایمان کے لئے قلب ترا ظرف وسیع — فیض قران کے لئے سینہ ترا منزل گاہ
تجہکو مسعود و مبارک ہو شہا عید سعید — مدعی خوار رہین شاد رہین دولت خواہ
قلزم فکر مین اب غرق ہوا جاتا ہون — ڈالدے مجکو کنارے پہ تری موج نگاہ
کس طرح اس سے ادا ہوئین ترے پورے اوصاف — ہے زبان خامہ کی میری بہی زبان سے کوتاہ

داغ کی ہے یہہ دعا تیرے مساعد ہون مدام
بخت و اقبال و حشم سلطنت و دولت و جاہ

قصیدہ در مدح نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا بہادر دام اقبالہم

نواب ہے تو نشان اقبال — اقبال جہان جہان اقبال
اقبال الدولہ نام آور — ہے روح وروان و جان اقبال
ہے زینت خاندان شوکت — ہے رونق خاندان اقبال
تیرے ہی نصیب کی قسم کہائے — پیدا ہوا گر زبان اقبال

قسّامِ ازل نے روزِ اول | بخشا تجھے ارمغانِ اقبال
وہ دیکھہ لین ترا مصحفِ رُخ | لین فال جو نکتہ دانِ اقبال
پیشانی اگر ہے آسمانِ قدر | خط اُسپہ ہے کہکشانِ اقبال
دیدار امیر ہے فرح بخش | سرمست ہین میکشانِ اقبال
ہاتھہ آئے نہ کیون گلِ تمنا | گلزار ہے بوستانِ اقبال
اِسکندر وجم کا سر جھکا دے | سرور ترا آستانِ اقبال
چٹکی مین تری خدنگِ نصرت | مٹھی مین تری کمانِ اقبال
تو گوہرِ کانِ سروری ہے | تو اخترِ آسمانِ اقبال
دیکھا تجھے جسنے بول اُٹھا | کہتے ہین اسیکو شانِ اقبال
کہتے ہین اسے قرانِ سعدین | تجھسے جو ہوا قرانِ اقبال
القاب ترا جو ہم عدد ہے | خوشحال ہین ترجمانِ اقبال
دارا ہے کہان کہان سکندر | ہو جائے اب امتحانِ اقبال
آنکھون سے ہیہ کاتبانِ اعمال | ہین تیرے نگاہبانِ اقبال
کرتا ہے مطیع سرکشونکو | سرکار کا قہرمانِ اقبال
چرچا ہے ترا زبان بانیر | ہر لب پہ ہے داستانِ اقبال
گر جامہ زر ہے تو ہے بیکار | جتبک نہو طیلسانِ اقبال
جیسے ہے گرانِ قدر کے پاس | قیمت مین گران ہے کانِ اقبال

کیونکر نہ بہاگے اِس سے ادبار | ہشیار رہے پاسبانِ اقبال
لاکہوں مین تری ہی بندگی کا | اقبال کرے زبانِ اقبال
اِکسیر ہو خاک کو جو چہو لے | اللہ رے امتحانِ اقبال
بدخواہ جو ہو ترے مقابل | نخچیر کرے سنانِ اقبال
ایوان رفیع و سعد و فرخ | گویا ہے اک آسمانِ اقبال
کہتے ہین فلک نما اِسیکو | کس اوج پہ ہے مکانِ اقبال
اِس کوہ پر اِسقدر عمارت | معمور ہے اصفہانِ اقبال
ہر ایک ستون ستونِ ثروت | ہر صحنِ مکان جہانِ اقبال
اے شہسوارِ اشہبِ جاہ | قابو مین رہے عنانِ اقبال
اقبال ہے لازوال تیرا | ہے فضلِ خدا ضمانِ اقبال
اقبال کی دیکہکر ترقی | کچہہ کہتے ہین رازدانِ اقبال
کونین کی نعمتین ہون موجود | آراستہ ہو جو خوانِ اقبال
تا دورِ فلک رہے میسّر | یہہ نعمتِ جاودانِ اقبال
اللہ کرے کہ تا قیامت | دیکہے نہ کبہی خزانِ اقبال
اقبال ترا ہو روز افزون | ہرآن سوا ہو شانِ اقبال
یاور رہو فروغ مثلِ اختر | شوکت ہو معین بسانِ اقبال
ہمت رہے ہمعنانِ دولت | دولت رہے توامانِ اقبال

سو پشت بہ پشت ہو امارت | یون طول کرے زمان اقبال

ہے باغ جہان کا تازگی بخش | تیرا ہی تو باغبان اقبال

دنیا مین ترے ہی دم قدم سے | آباد ہے خانمان اقبال

محتاج بیان نہین ترے وصف | مین کیا جو کرون بیان اقبال

گر زیر قدم ہے فرش دولت | تو سر پہ ہے سائبان اقبال

برسون کی مٹا دے کلفتین کو | مل جائے جو ایک آن اقبال

ساحل پہ لگا دے میری کشتی | نواب کا بادبان اقبال

زیبا ہے اگر تجھے کہون مین | کیہان و خدایگان اقبال

اولاد کی تو بہار دیکھے | پھولا رہے گلستان اقبال

روشن مہ و مہر سے فزون تر | دن رات ہو دودمان اقبال

حاصل ہوا اسے بہی دولت عیش
یہہ **داغ** ہے مدح خوان اقبال

تمت

دیوان جناب داغ اختتام یافت



تقریظات دیوان مہتاب داغ از نتایج افکار سخن طرازان عالی دماغ بحساب حروف تہجی

تقریظ از طبع وقاد جناب سید وحید الدین احمد صاحب بیخود تخلص دہلوی شاگرد جناب مصنف

کون ہے دو جہان مین ایسا
مانتا ہے جسے بڑا چھوٹا

کسنے میدان شاعری مارا
کسکا بجتا ہے آجکل ڈنکا

لایق مدح شان ہے کسکی
مستند اب زبان ہے کسکی

کسنے مضمون نئے نکالے ہین
کسنے سانچے مین شعر ڈہالے ہین

یون بڑہائی ہے کسنے شان سخن
لوگ کہتے ہین کسکو جان سخن

آجکل کسکا نام ہے ایسا
کون شیرین کلام ہے ایسا

کسکے حصہ مین آج یہہ فن ہے
کس سے دلی کا نام روشن ہے

کسکا سکہ دلون پہ ہے جاری
زخم کسکا جگر پہ ہے کاری

کسکا مضمون ہے برتر و عالی
کسنے پائی زبان ٹکسالی

کسکا ایسا کلام رنگین ہے
جو حسین ہے وہ محو تحسین ہے

کسنے اپنا بنا لیا سبکو
کسنے دل سے بہلا دیا سبکو

اگلے لوگون مین تہی یہہ بات کہان
اسکو مانے ہوا ہے ایک جہان

جو خلاف اس زبان کے جانا
اسکو اہل زبان نے کب مانا

دہوم اہل سخن مین تہی کسکی
ایسی شہرت دکن مین تہی کسکی

شاہ آصف دام اقبالہ نے کسکو مانا ہے
آج کسکی طرف زمانہ ہے

جانتا جو نہو بتاؤن اسے
نام استاد کا سناؤن اسے

اسکا چہپتا ہے تیسرا دیوان
آج جو خسرو سخن ہے یہان

لوگ معجز بیان کہین جسکو
فخر ہندوستان کہین جسکو

میرے استاد داغ کے آگے
ہو جو عرفی بہی تو قلم رکہدے

ہر ورق اسمین بیاض نامہ ہے — لنترانی صریر خامہ ہے

کیا بچین حاسدان خستہ جگر — کلک کیا ہے سنان ہین جوہر

سخت دشوار ہے امان پانی — ہے سیاہی مین تیغ کا پانی

سننے والے کا ہوش پران ہے — نقطہ نقطہ مین نکتہ پنہان ہے

اسکو دیوان کون کہتا ہے — یہہ فصاحت کا اک صحیفا ہے

ماہ کے دل مین داغ ہے اسکا — مہ جبین اسکے نام پر ہین فدا

ماہتاب سخن ہے یہہ دیوان — آفتاب سخن ہے یہہ دیوان

ہے ترانہ لب معنی کا — ہے یہہ نوشہ عروس معنی کا

شاعرون کے لئے وثیقہ ہے — لب زاہد پہ بہر وظیفہ ہے

اک جہان اسپہ جان دیتا ہے — جسکو دیکھو وہ اسکا شیدا ہے

اس کی شوخی کا مبتلا ہے کوئی — طرز گفتار پر فدا ہے کوئی

ایک رنگینیون پہ مرتا ہے — سادگی اک پسند کرتا ہے

کوئی مطلع پہ جان دیتا ہے — کوئی مقطع پہ پیٹ لیتا ہے

گرم مضمون کو کوئی سنتا ہے — کوئی پڑھ پڑھ کے سر کو دھنتا ہے

ہے کسیکی زبان پر نالہ — ہونٹ پر ہے کسیکے تبخالہ

کہین معشوق کی زبانی ہے — کہین گذری ہوئی کہانی ہے

شادی وصل کا بیان ہے کہین — غم فرقت کی داستان ہے کہین

شکر دیکھا کہین گلا دیکھا — عاشقانہ معاملا دیکھا
شکوہ جور پاسبان ہے کہین — ظلم افلاک کا بیان ہے کہین
کہین غیرون کی کچھہ حکایت ہے — کہین قسمت کی بھی شکایت ہے
شکر کرنا کہین شکایت کا — کہین رونا ہے درد فرقت کا
تذکرہ ہے کہین رقابت کا — ذکر ہے کچھہ کہین محبت کا
شمع و پروانہ کا بیان ہے کہین — گل و بلبل کی داستان ہے کہین
کہین صیاد کے ستم کا بیان — کہین بیداد آسمان سے فغان
کہین کچھہ کہکے جھٹ پلٹ جانا — کہین شکوہ زبان پر لانا
کہین معشوق کی طرفداری — دل بیتاب کی کہین خواری
کہین چٹکی جگر مین لے لینی — کہین چبھتی ہوئی سی کہدینی
کام اک بانکپن کا کرجانا — خود کہین سادگی سے مرجانا
کہین تہمت کا اپنے سر لینا — کہین شکوہ پہ اسکو دھر لینا
کبھی دشمن سے بات کرلینی — کبھی مٹی پلید کردینی
کبھی اپنے سے بھی بگڑ جانا — اور ناصح پہ منھہ کبھی آنا
کہین جنت کے نام پر مرنا — اور کہین حور سے حذر کرنا
کہین توہین بادہ خوارونکی — اور کہین مدح میگسارونکی
کبھی صحرا سے باغ کو جانا — کبھی گلشن سے دشت مین آنا

کبھی جنت مین جی کا گھبرانا
کوچۂ یار یاد آجانا

گل و بلبل پہ گر نظر کرنا
درد فرقت مین رشک سے مرنا

کبھی ناسازی مزاج کا ذکر
اور کبھی ہو وصال یار کی فکر

نامہ بر کی کبھی مدارائین
اور کبھی اُس سے رشک کی باتین

کبھی مژگان کا خون چکان ہونا
کبھی اپنے سے بدگمان رہنا

راہبر سے کبھی کھٹک جانا
اور کہین راہ سے بھٹک جانا

جان دیکر بھی بوسہ لے لینا
گالیان کھا کے دل کہین دینا

کہین ارمان دل بیان کرنا
راز الفت کہین نہان کرنا

حسن لیلی پہ منھہ کبھی آنا
طرز وحشت نئی دکھا جانا

کبھی مجنون کے حال کی تقلید
کبھی کچھہ ساربان سے گفت و شنید

کہین الفت کی گرم بازاری
کہین یوسف کی وہ خریداری

کبھی زندان مین نالہ و فریاد
اور کبھی قید زلف سے دل شاد

شوق دیدار کو نوید کہین
وعدۂ حشر کی امید کہین

شوخیان ہین کہین جو آفت کی
دہمکیان ہین کہین قیامت کی

کبھی کوچہ مین اُسکے گھم جانا
کبھی محفل مین اُسکی جم جانا

بات اُسکی کبھی اوڑا دینی
اپنے مطلب کی کچھہ سنا دینی

کہین ہنسنا کہین ہنسا دینا
کہین رونا کہین رولا دینا

کہین تعریف ظلم کی کرنا
کہین اپنی وفا کا دم بھرنا

وصل اُنکے خیال سے گاہے
ناامیدی وصال سے گاہے

کبھی نالون سے ہوش کہو دینا
اور کہین بیکسی سے رُو دینا

کہین ممنون لطف بیحد کے
ذکر جھوٹے کہین خوشامد کے

یا دشوخی مین فابیقرار کہین
جبر پر بھی بے اختیار کہین

کہین تکرار کا مزا لینا
لنترانی کہین سنا دینا

کہین توحید کا بیان کرنا
غیر پر یار کا گمان کرنا

دیکھہ لینا وہ ہر کہین اُسکا
کبھی اپنے پہ بھی یقین اُسکا

کہین تشبیہ ہے مثال کہین
عاشقانہ ہی ہین خیال کہین

کہین اوستاد ذوق کے انداز
طرز غالب کہین بہ راز و نیاز

کہین جرأت کے ڈہنگ ہین سارے
کہین سودا کے رنگ ہین سارے

کہین انداز میر و مُؤمن کا
اور پہر خاص طرز سب سے جُدا

حمد مین خوش ادا بیان کہین
نعت مین گل فشان زبان کہین

دین و ملت کا ہے کہین جھگڑا
مسئلہ ہے کہین تصوف کا

کبھی بتخانہ مین چلے جانا
کبھی کعبہ مین اُسکو دیکھہ آنا

کہین [illegible] [illegible] [illegible]ال کہین
سحر چشم بتان حلال کہین

کہین [illegible] [illegible] ستین چمن
کہین تازہ ہے داغ گلگشن

کہین فصل بہار کا ہے سمان | اور کہین جلوہ گر ہے صاف خزان
کہین وامق کے حال پر تحسین | کہین وہ ذکر الفت شیرین
کوہکن کا لکھا ہے حال کہین | پیرزن کا ہے اور جال کہین
اسطرح کی کوئی کتاب نہین | سر سے پا تک کہین جواب نہین
جتنی غزلین ہین بے مثال ہین سب | جتنے مضمون ہین وہ جمال ہین سب
جو رباعی ہے لاجواب ہے وہ | جو قصیدہ ہے انتخاب ہے وہ
کون ہے وہ جو مدح خوان نہوا | ختم بیخود پہ وصف دان نہوا
ایسا جادو زبان نہین دیکھا | یہہ زبان یہہ بیان نہین دیکھا
سیکڑون اس زبان پہ مرتے ہین | مدح مین اسکی گل کترتے ہین
کر سکے مدح جو زبان میری | اتنی تاب و توان کہان میری
ہے پلاتا نہین ہے کیون ساقی | فکر تاریخ ہے ابھی باقی
لکھون جو کچھ وہ انتخاب لکھون | اسکی تاریخ لاجواب لکھون
مینے صنعت رکھی ہے کیا ہمین | تخرجہ ہے جواب کا ہمین
١٣ ٢٢
کسنے پایا ہے اسطرحکا دماغ | تیسرا ہے یہہ کارنامۂ داغ
سنہ ١٣١٠

تقریظ نکتہ فہم و نکتہ سرائے بے عدیل سید محمد بشارت علیصاحب دہلوی متخلص بہ [illegible]

کھولی ہے کسنے کاکل مشکین اے صبا | آتی ہے بو دماغ مین مشک تتار کی

حمد خدائے سخن آفرین و نعت رسول ختم المرسلین ایک دریائے بے کران ہے جسمین بڑے بڑے شناورون کا دم پہول جاتا ہے اور منقبت آل اکرم و محمدت اصحاب معظم ایک وادی بے پایان ہے جہان خضر جیسا رہبر رستہ بہول جاتا ہے۔ مجہہ بیچ مدان کو کہان یارا جو گوہر مطلب کو بمدد غواص فکر تہ سے ہاتہہ مین لاؤن یا جادۂ مقصود کو برسائی عقل رہبر پاؤن۔ الحق جہان قلم بالکل عاری ہے اور زبانون پر یہہ شعر جاری ہے۔

زلاف حمد و نعت اولی است برخاک ادب خفتن
سجود ہی میتوان کردن درودی میتوان گفتن

آج قلم کا دماغ ساتوین آسمان کی خبر لاتا ہے۔ اور کاغذ اپنے جامۂ حریری مین پہولا نہین سماتا۔ عروس بہار بصد شان رعنائی و انداز دلربائی مسند حسن و جمال پر جلوہ افروز ہے۔ ہر نظارگی صورت زیبا بہرہ اندوز ہے۔ گوہر گرانمایۂ سخن کے جوہریون اور متاع زبان کے مشتریون کو وہ زہرہ جبین مژدہ سنا رہی ہے۔ محاورۂ چست پر مرنے والون اور طلیق اللسانی کے دم بہرنے والون کے دلون کو لُبہا رہی ہے۔ کہ اِن ایام میمنت فرجام مین رونق ایوان سخن ناسخ دیوانہائے کہن روشن کنندۂ دل و دماغ اعنی مہتاب داغ جو شہسوار عرصۂ سخنوری شمع محفل ہنرپروری بہار پیرائے گلشن معانی انجمن آرائے بزم نکتہ دانی ناظم عذب البیان اُستادی جناب نواب مرزا خان صاحب التخلص بہ داغ دہلوی کا تیسرا دیوان بلاغت عنوان ہے چہپ کر تیار ہو گیا ہے

دیوان کیا ہے دیباچہ کتاب الفت و لوح بیاض محبت ہے۔ قتیلان خنجر ابرو کے لئے بخشش کا پیام بسملان تیغ نگاہ کے واسطے مرہم زخم التیام مہجوران دل افگار کے لئے مژدۂ آمد دلدار یارانِ بادہ گسار کے واسطے شراب بے خمار عاشقانِ دور از حبیب کے لئے قاصدِ صبا رفتار۔ دوستان خوش نصیب کے واسطے آمد آمد فصل بہار۔ ہر مطلع مطلع آفتاب سے زیادہ نورانی۔ ہر غزل مین مضامین تازہ کی گل افشانی۔ ہر بیت بیتِ ابروے خوبان اور ہر مصرع رشک قدِ محبوبان۔ ہر شعر کا نرالا ڈھنگ۔ ہر بیت مین نیا رنگ۔ ہر شعر فرقت زدگان دور از یار کو تسلی بخش پیام۔ ہر بیت مقیمان کوئے دلدار کو شراب مواصلت کا جام۔ ہر فرد لطافت مضمون مین طاق۔ ہر شعر نزاکت مین شہرۂ آفاق۔ شوخی اس انداز سے جھلک دکھاتی ہے کہ ہر شعر پر نکتہ فہمانِ معنی رس کی جان جاتی ہے۔ جسنے کوئی مصرع سنا سر دُھنا خصوصًا عاشقانِ دل از دست دادہ کی تو جان ہے غزل کی غزل وِرد زبان ہے ایک طرف بندش مضمون واہ واہ کہواتی ہے۔ دوسری طرف سلاستِ زبان تڑپاتی ہے۔ کلام کیا عنبر بار ہے جسنے دلی سے کلکتہ تک سبکو معطر کردیا ہے شمالی ہند سے دکن تک ہر کہ و مہ کا دماغ اپنی خوشبو سے بھر دیا ہے۔ اعجاز کہون تو بجا ہے سحر سامری لکھون تو روا۔ مخمس کیسکے پنجۂ حنائی سے بھی زیادہ روشن۔ مسدس ہر صنف آرایش سے مزین۔ قصیدہ بلندی

شان و شکوہ سے فلک ہفتمین پر ٹکراتا ہے - ہر مصرعہ رباعی اپنے آپ کو بجائے خود ایک عنصر بناتا ہے - غرض اس صاحب کمال نے قلم توڑ دئیے اوسکے ادنے شاگرد صاحب دیوان کرکے چھوڑ دیتے - بھلا جب ایسا کلام فصاحت نظام ہو تو کیون نہ خریدارون کا اژدحام ہو - الٰہی جب تک بلبل کی زبان پر نالۂ آہ ہے - ہم شاگردون کے سر پر سایۂ اوستاد عطوفت پناہ رہے - این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد فقط

تقریظ از نتائج افکار جناب سید جلال عظیم آبادی عاشق کلام فردوسی طلعتی شاگرد جناب مصنف مظلہ العالی مقیم قصبہ بھیری ضلع مبئی

بنام ایزد بخشایندہ بخشایشگر

اوستادے گرامی نامہ عنادل داغ کہ از اسم نامی فرخیشوران فرخیشور فرزانہ آباد دانش پژوہ کہن ہستوران زبان اردو جہان جہان اوستا دیش را اختتو کالبد سخنوری را روشن روان - نغمہ آموز ہزاران گلستان ہندوستان کیوان ایوان روشن دل و روشن دماغ نواب مرزا خان داغ دہلوی ہستیش را ایزد برتر روز افزون گرداناد از ننگ شاگردانش سید جلال عظیم آبادی

سرنامہ چون خامہ سر مے کنم	ستایش تو دادار در مے کنم
خدائیکہ مہتاب را تاب داد	بسیمین ایاغ آن مے ناب داد

نمایان یکی داغ بر روی او | که باشد ورا بنده نیکخو
بلند آسمان برین جای او | یکی گردگان گرد پهنای او
نه این داغ تنها گزین خداست | همانا که مهر نگین خداست
بگل تر توش باغ باغ آمدست | دل اهل دل داغ داغ آمدست
تو گوئی دل ماه تابان شده | ز خیبر بجا او نمایان شده
ازو آسمان راست آرایشی | وزو این جهان راست آسایشی
چراغی برافروخت بر آسمان | فروغش فروزنده روی جهان
خدارا که همتا و مانا بود | بنا بود و نیها توانا بود
اگر مهر و ماه است گیتی فروز | یکی را شب آمد یکی راست روز
دو روی و دو سوی است هنگام را | یکی بهر چالش یک آرام را
ز کیوان و برجیس و بهرام و تیر | ز ناهید ز بینندهٔ چرخ پیر
ز فرنوش و ارنوش و چار اسپنج | ز تری و خشکی و کوه و خلیج
دگر هر چه از نیستی هست شد | بفرمان او بر تر و پست شد
بد و نیک پیهم ازو آمدست | اگرچه بد از دو نکو آمدست
ستایشگرش نیک جا [illegible] | نیایشگرش هر دل روشن است
زهی آن گزین جهان [illegible] | [illegible]ستاده از آسمان بر زمین
هر آن کس بنزد خدا بهتر است | [illegible] پیمبر هاشمی که بهتر است

نهم ماه تابنده بر زمین | که خاکش ببوسد سپهر برین
زمین خاک پایست خورشیدش را | نهم چرخ جاے بزرگیش را
چه او راستائی توانی چو دستای | بدشوار راهے منه پیش پاے
تو موسی نئی هے که با هوش باش | زبانت بگیرند خاموش باش
پراگنده شد پیچ دستار ما | ز پرکار افتاد پرکار ما
درود از خدا وند گیهان برش | بود فرّهٔ ایزدی بر سرش
بیاران و بر پیروان سترگ | بر آن نامبردار تخم بزرگ
بمانا د آن سایهٔ پایدار | که پیغمبرانرا ابُد از کردگار
تماشاے خوابیده ره دلکش است | شب ماه شد بزراندن خوش است
کشایم زبانرا برنگ نوی | دری اندره و گونهٔ پهلوی
بپخشم جهانرا هم از پنج گنج | که شادی گداراست شه راست رنج
بیا ای بتِ ماه پیکر بیا | کر از رنج و اندوه گردم رها
چمانی بیا ساده پُر کار من | به پهلوے من آسے و شو یارِ من
یکے بلبلی از مےِ ارغوان | بده تا دلِ پیر گردد جوان
چو بینم مے و ماه هوش را بکام | نخستین خورم بوسه پس تر زجام
چو بینم بدستِ تو ساغر خورم | زسوز کیان و کے بیاد آورم
سیه مستیم دور دارد ز رنج | یکے آسایم اندر سراے سپنج

تراشیده ام خامه از مشک بید — نویدے بامیدواران نوید
زخوبان هندی و ترکان چین — ز دوشیزهٔ وریدک نازنین
زبالابلندان افغانیان — زخوش رو جوانانِ ایرانیان
زنازک نهالان باغِ فرنگ — ز رومی پریزادگان شوخ و شنگ
هم از سرو سیمینه شیرازیان — ز خُلّخ ز کشمیر و از تازیان
کنون نام بُردن ز بی آگهی است — دگر نه دو چشمان ز بینش تهی است
نماند زباغ جهان با بهشت — نگه کرده باید بدین خوب و زشت
که مهتاب داغست مینو سرشت — همانا جهانا زراست خُرّم بهشت
بهشت اندرون کاخهای بلند — که از گرم و سردش نیاید گزند
سراسر همه رنگ و بوے و نگار — پرستار مهرو هزاران هزار
بگرد اندرش باغها پُر بهار — ز گلبن هزاران بر آن صد هزار
خیابان گل و یاسمن — چمن در چمن لاله و نسترن
خزان اندرین باغ ننهاده پی — که اُردی بهشت است اینجا نه دی
شگفته هوا بشگفاند همے — ز هر رنگ گلها دماند همے
بهر سو ز جوے مے و انگبین — لبالب بدستِ بتان ساتگین
نه در روزِ تابش نه شب تیرگی — خرد چشم پوشیده از خیرگی
کسے را که هست اخترِ ارجمند — نه واژونه اختر نه بختِ نژند

سزد کو تماشاے مینو کند | وزان پس بدیدارشان خو کند
چه خوش گفت گوینده در رزم سور | جهانے نیرزد بیک موے حور
جهان این پری را خریدار شد | چه گویم چسان گرم بازار شد
فروهشته گیسوے او از سرست | سراپاش مشکین پرند اندرست
سفیدست گردن چو دندان پیل | نمایان یکے فرسخے از دو میل
به پیشانیش ماه را بوسه گاه | گدا را کند بوسه اش بادشاه
وز ابروانش که پیوسته اند | تو گوئی دو خنجر بیک دسته اند
چه مژگان سنانها برافراشته | هزبران ازو روے برگاشته
سیاهان خونی دو چشم سیاه | ستاره بریزد به تیز نگاه
زبینی دو بالاست خود بینیش | ازین رو نگوید کسے چینیش
چنان گوشش از آویزهٔ گوش او | همے ریزد اختر بآغوش او
رخانش تر و تازه چون لاله زار | لبانش شگفته گل اندر بهار
دهانش یکے جام پر گوهرست | هم از شاخ طوبی زبان کیسرست
زنخدان چو خوش رنگ سیب بهشت | گلویش خوش آواز ایزد سرشت
چگویم سر و بازوے و دوش او | جوانی زند جوش در آغوش او
نگارین هم آن پنجهٔ نازنین | خوش آینده گلدستهٔ فرودین
دو پایش بچشم و دل دوستان | نماید چو سرو اندرون بوستان

چو نخل بهشتی بست بالای او | ز بالا بلندان نه همتای او
چنانش جهان آفرین آفرید | که کس در جهان هیچ نشنید و دید
بکاهش بسا سال پرداختند | سراپا ز ناز و ادا ساختند
خوشا آنکه یوسف بزر میخرند | خرنده بجان و بسر میخرند
گداز دل و سوز و سازِ منش | بصد سوگواری سرزنش
ابا سوگوارش خوش آینده تر | که مهرش همانا ست پاینده تر
یکی مژده آوردم از بوستان | برآمد اُمید دلِ دوستان
که این نامهٔ نامبردار گنج | فراهم نموده به بسیار رنج
ز پرکار استاد مرد کهن | سرانجام شد کارِ این انجمن
زباندان آسیم روشنروان | بهین پیشوای سخن پروران
بهوش آورد پیکر هوش را | ز کرسان دهد آگهی گوش را
خدایش که چالاک و چست آفرید | ز هوش نخستین نخست آفرید
که دستور اردو زبان آمدست | زمینش بلند آسمان آمدست
بخوانند نواب مرزا ورا | برای دشوار اندیشه زا
سخنور بخوانند استاد داغ | دماغ خرد را بدانش چراغ
خدا ارجمندش چنان آفرید | نگون شد سرش هر که زو سر کشید
هم از تخمهٔ مرزبان زادهٔ ایست | جوانمرد و خوشخوی و آزادهٔ ایست

نژادش پدر بر پدر نامدار   نهادش بخوبی خداوندگار
بگیتی ز نام و نشان روشن ست   تهمتن تن ست و بدل بیژن ست
ز شیوا بیانی بدفتر گذاشت   نه زاید هنر نه جنید هنر نه تید هنر بد اشت
که از بیم دریاے کولاک زن   گریزد بابر اندرون کرگدن
بمردی گنگا و ربر انگیخته   که از ریخته سنگ ره ریخته
جهانے ز خاشاک و خس سوخته   چراغ دلے را برافروخته
چه گل گل شگفت ست گلشن ازو   وزو آرزوے دل آرزو
ازو میرزا میرزائی بماند   که در نامه اش دلکشائی بماند
وزو میرزا دست فرزانگی   وگرنه چه بودے بدیوانگی
ازو نام مظهر هویدا شدست   وزو در درا نام پیدا شدست
هم او نازش خاندان نصیر   هم او روکش شاه اُستاد پیر
چو دیدش سخن راست ویژه چو   بنازید خاقان هندی بدو
چو گلبرگ داغش که بد ششهزار   سخن باغ باغ اندرو پر بهار
بتاراج رفت ست ز آشوب هند   نشانش نه پیدا به بنگال و سند
دریغا که سرمایهٔ نازِ ذوق   نهان شد چنان گشت ابنا ز ذوق
از آن پس بگفت ست گلزار داغ   که راهِ سخن راست روشن چراغ
دگر آفتابست با داغ نام   که خورشید رخشنده او را غلام

چو فرّ باغ آمد از کلکِ او — شد از نالهٔ بلبلان رنگ و بو
کنون این مهِ آسمان جایگاه — کلاهش ز خورشید و تختش ز ماه
بگردند گردون بگردِ سرش — درخشنده اختر ببر اندرش
خدایش نگهدار از چشم بد — پناهش ز دادار یزدان رسد
درین نامه گوئی روان گردهاست — که این جشن آباد و مینو فزاست
به افرنجه و جرمنش خواستار — کزو دانش آموز شد هر دیار
زهے اوستادِ سخن آفرین — نگارش بود رشکِ ارژنگ چین
بهر رنگ هستو رنگ آمدست — کجا زهره و ندانش سنگ آمدست
به اختر اگر ہے خرد چرخ پیر — بسرمایه‌اش دشت ناکرده گیر
چو شاگرد شد شهریارِ دکن — یکے چشم بکشا بکارِ دکن
که از خانه پروردگان بدکنش — گشاده زبان از درِ سرزنش
که این تا چه شاه است و استادِ شاه — اگرچند باشند با فرّ و جاه
در آن آتشِ رشک می‌سوختند — دهان دریده نه می‌دوختند
بصد گر پزی دیده‌ها دوختن — یکے آتشِ فتنه افروختن
چو پیچند زینگونه شد روزگار — بر آمد از آن روسیاهان دمار
در آمد به بخشایش بے نیاز — نیایش کنان سرکش سرفراز
همه سرکشان تا خمیده بسر — ستایش کنان دست بر سینه بر

ز ناگفتنیها بیک سو شدند — بنادانی خویش خستو شدند

از آن لیک گشتی فرد پایگان — پدر بر پدر خوار و کم پایگان

ز بد دست هر چند بر داشتند — نهالی ازین دست برکاشتند

دم عیسوی را شمارند باد — دل مرده خویش را زنده باد

ازین سو دست کز سیلی روزگار — فتادند در پنجه گیر و دار

بزرگی و بد گوهری کردگار — نکوهنده او بود خوار و زار

چه خوش گفت آموزگار این سخن — بجای بزرگان دلیری مکن

بزرگی سراسر بود داد او — هم او داور داد و بر باد او

زهی داغ چرخ برین جای او — دل ماه تابان ته پای او

بهترای آوازه کوس او — مهین چرخ باشد زمین بوس او

بدان از در فربهی رانده اند — به کوز بر گنبد افشانده اند

به بد گفتن چند بدگوهران — کجا بد شود نام نام آوران

ستایش سگان را بود همچنان — که سگ پاک گردد نه از گازران

نه سگ را توان گفت انباز شیر — که قالینه بافند از پشم گیر

به تندر نماناست بانگ جرس — چه خفته چه بیدار گیر مگس

چه ماند به آذرگشسپ اخگری — خر لنگ و شبدیز چالشگری

یکی بی هنر کودکی خردسال — چه داند که استاد سید جلال

که باشند کدام است و آن مرد کیست — چه دارد هنر پایگاهش ز چیست
شگفتی نباشد بغوغاے سگ — دلیران ما را نجنبید رگ
که ما شیر مردان یزدان پرست — بخون پلیدان نشوییم دست
نوازیدن کهتران خوے ما — چو گلها شگفته بود روے ما
بما هر چه آید هما نازماست — مبادا سر ما بدانند پاست
چه خوش گفت فردوسیِ رازین — خداوندِ دانش خداے سخن
سرِ ناسزایان برافراشتن — وز ایشان امید بهی داشتن
سر رشتهٔ خویش گم کردن ست — بجیب اندرون مار پروردن ست
درختیکه تلخ ست وے را سرشت — گرش در نشانی بباغ بهشت
ور از جوی خلدش بهنگام آب — به بیخ انگبین ریزی و شهد ناب
سرانجام گوهر بکار آورد — همان میوهٔ تلخ بار آورد
بعنبر فروشان اگر بگذری — شود جامهٔ تو همه عنبری
وگر تو شوی نزد انگشت گر — ازو جز سیاهی نیابی دگر
ز بدگوهران بد نباشد عجب — نشاید ستردن سیاهی ز شب
بناپاک زاده مدارید امید — که زنگی بشستن نگردد سفید
ز بد اصل چشم بهی داشتن — بود خاک در دیده انباشتن
به ایزد کنون خاکساری کنم — سرانجام ازو خواستگاری کنم

خدایا نکوئی دها داور را / پناهنده و مهتر یاور را
سرانجام بهبه بادا این نامه را / مبادا انکوهش بود خامه را
دهد ماه را داغ مهتاب داغ / خوش آینده گرد چو زرین ایاغ
نگارنده گونه گونه نگار / بود تا بود مهر و مه برقرار
بنام که وری و زبان آوری / ببر دز گیهان پی داوری
جهان داورا مر ستایش تراست / که بندگران را گشایش تراست
مرا پاک کردی ز ناخواندگی / توانا نمودی ز درماندگی
به بیچارگیها نیایش کنم / بهنگام شادی ستایش کنم
همیدون که خشت ست بالین من / ز خار و ز خاشاک قالین من
خرد را سوی تیرگی راه شد / ازین و ازان دست کوتاه شد
پریشان دماغ و پراگنده دل / فرو مانده یکباره پایم بگل
دریغ این بر و بازوی حیدری / دریغا دریغا ز والا سری
کجا آن همه ناز و آزادگی / خداوندی و مرزبانزادگی
اگر خود ظهوری بباشم چه سود / هم او را نگویند بود انچه بود
پریشان گهرها نیارست سفت / مگر انچه استاد دیرینه گفت
سخن گفتن و بکر جان سفتن است / نه هر کس سزای سخن گفتن است
نگهدار آهنگ سید جلال / خدا را تو یارست چندین مثال

زانجامش سال وسال شمار	شمردم باندیشۂ روزگار
سرانجام نامہ درین سال بد	مۂ چاردہ چند ہر ہفت شد
	سنہ ۱۳۰۹ ہجری

تقریظ از نتیجۂ فکر میرزا محمد مشرف یار خان صاحب متخلص بہ (شرف)
از عمایدِ ریاست جاورہ شاگرد حضرت داغ مدظلہم

یہہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہین
وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے نہین

اِسوقت مین اپنے نامی گرامی اوستاد حضرت نواب میرزا خان صاحب داغ دہلوی مدظلہم کے تیسرے دیوان اسمی مہتاب داغ پر ایک سرسری خیال ظاہر کرنا چاہتا ہون - میرا پہلا فرض یہہ ہوگا کہ عام طور پر مہتاب داغ کو ایک لاجواب کتاب لکھکر اپنا اطمینان نہ کرلون بلکہ ایک ایسی تصویر کہینچون جو اپنا ظاہری اور باطنی جوبن ایک ہی جلوے مین دکہادے -

مہتاب داغ ایک وسیع بازار ہے - اسکی ہر عالیشان - اسکی شاندار المایرونکا سجا ہوا قیمتی سامان - درد - عشق - سوز - عبرت - معاملہ - زبان اور اسکے بے انتہا سڈول سانچے - غزل - قطعہ - رباعی - مسدس وغیرہ دلپر ایک عجیب قسم کا اثر کرتے ہین - اونچی اونچی میزون کے اچھے اچھے سامان اسلئے مکلف غلافون سے ڈہک دیئے گئے ہین کہ اُنکی حسرت دیدار

خریدار کو آگے قدم نہ بڑھانے دے — الماریون کے دروازے کھولکر دیکھیے ؎

گھٹا مین برق جو چمکی تو یاد آئی مجھے   ادا کسیکی وہ پردہ اُٹھاکے آنے کی

تو ہر شئی اپنے نظارہ کی مقناطیسی قوت سے دل کو کھینچ لیتی ہے اور دیکھنے والی کی آنکھہ کا یہہ نقشہ ہے کہ اُسی حد مین ایک عرصہ تک چکر کھانے مین

مزا کا بھنور بنجاتی ہے شرف ؎

پھرا کرتی ہین حلقہ مین شب و روز   مری آنکھین مسافر ہین وطن مین

لیکن اب تک یہہ امر تنقیح طلب ہے یعنی ہنوز کامل طور پر اس امر کی تشریح نہین ہوئی ہے جسکے اظہار کا وعدہ ہو چکا ہے اسلئے دوبارہ مین مہتاب داغ کو کسی اولی العظم بادشاہ کی میز کا خوشنما گلدستہ قرار دیتا ہون اور یہہ کہنے کی قدرت رکھتا ہون کہ کوئی مسکرانے والا غنچہ ایسا نہین جو اس مین نہو اور نہ کوئی ہنسنے والا پھول ایسا جو اِس سے باہر ہو حقیقت مین ہر پھول کی قدر اُسی مالی کو ہے جسنے اِسے تیار کیا یا اُس ذیجاہ کو جسکے لئے تیار کیا گیا مصرع ہے ؎ قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری ؎ مگر مین جسقدر خیال کرتا ہون تو میرے اُستاد مدظلہم کی بانکین تصنیف اپنے دلچسپ مضمون دلکش اشعار اور نازک خیالات کی داد مین مجھہ سے وہ لفظ مانگتی ہے جو میرے پاس موجود نہین اور نہ شاید آئندہ مین مہیا کر سکون الغرض اِس اَمر پر ایک عالم کا اتفاق ہے کہ ہندوستان مین آجتک کسی کتاب

کو ایسا فروغ نہوا سچ ہے! سچ ہے!! سچ ہے!!!

الحمد للہ کہ یہہ ملک کا سرمایہ ہماری بے انتہا خواہشون سے آجکل زیر طبع ہے
اور عنقریب ہمارے گلون کی حمائل بننے والا ہے آخر مین بارگاہِ صمدی
مین یہہ دعا ہے کہ اِس یگانۂ روزگار کو عمرِ خضر عطا فرمائے اور تہوڑے
ہی زمانہ مین ہم پہر سنین کہ حضرت داغ مدظلہم کا چوتہا دیوان جلوہ آرائے
جہان ہونے والا ہے فقط

اُردو ہے جسکا نام ہمین جانتے ہین داغ ہندوستان مین دہوم ہماری زبان کی ہے

تقریظ از جناب عالم باعمل فاضل اکمل مجمع علوم معقول و منقول منبع فروع واصول ماہرِ ہر فن مولوی منشی ابو الجمیل محمد عبد الجلیل صاحب شیفتہ بہگوانپوری مظفرپوری ضلع ترہت

جہان مثلِ زلیخا مشتری تہا جن مضامین کا
تماشا ہی وہ یوسف بنکے ہین بازار مین آئے

اللہ اللہ کیا کلام فرحت التیام ہے جو منتخب ولاجواب لاکلام ہے سبحان اللہ
دیوان ہے یا بلاغت کی کان ہے ہر شعر بے نظیر ہر ایک غزل دلپذیر
ہر قطعہ خوش قطع گویا زبان ہزار داستان قطع کرتا ہے بندش چست عبارت
صاف و درست فکر بلند زبان شستہ و دلپسند سراپا آمد آورد ندارد۔

تکرار الفاظ کیا خوب روزمرہ کیا ہی مرغوب کہین نعرہ عاشقانہ ہے۔
کہین نشہید مستانہ ہے کہین آتش و ناسخ و اسیر و صبا کا رنگ ہے۔
کہین غالب و ذوق و نسیم و سودا کا ڈہنگ ہے۔ کہین میر تقی میرزا
و میر درد کا انداز کہین مومن و آباد و میر حسن و رند کا پرداز
ہر فرد بشر قطعہ زمین پر مسرور ہے اس بہجت و انبساط کا شہرہ دور دور ہے
ہر مصرع بادہ سخن کی ایک بوتل ہے جسنے ایک جام پیا وہین مست و بیخود
ہوا جو اس سے محروم رہا ہمیشہ کف حسرت و افسوس ملتا رہا کیون نہو
یہہ اُس شاعر عالی شان بلیغ البیان حضرت داغ دہلوی کا کلام بلاغت نظام
ہے جسکی اطراف عالم مین دہوم دہام ہے آج کون ہے جو آپ کے کمالات
شاعری سے واقف نہین اور سوسن وار ہزار زبان سے آپ کے فصاحت و بلاغت
کا واصف نہین حضرت مدظلہ کو ابتدائے شعور سے ذوق و شوق شعر و سخن ہوا
بفضلہ اس فن مین ید طولی حاصل کیا کبہی فکر شعر و سخن مین دقت نہ پڑی
اِدہر احباب کی باتون پر کان اُدہر مضمون رنگین کا دہیان اِدہر باتون کا جواب
اُدہر شعر لاجواب غرض دیوان اول و دوم آپ کا تو مدت ہوئی کہ چہپکر
ہدیۂ ناظرین ہوا اب یہہ تیسرا دیوان ہے فعززنا بثالث جسکا زیب عنوان
ہے کہان ہین مشتاقان زلیخا نگاہ اِدہر تشریف لائین عزیز مصر شاعری کی
گرم بازاری ملاحظہ فرمائین شش جہت مین غلغلۂ شادمانی بلند ہے اس

نوید سے ہر اہل دل خرسند ہے المختصر اس شاہد ہوش ربا کی تعریف حد امکان
سخن سے محال ہے مجھ ایسے کج مج زبانون کی تو کیا مجال ہے تعریف ...
حضرت داغ کی آتش زبانی کہان شیفتہ دلخستہ کی شکستہ بیانی ...
مین قطع کلام کرتا ہون اور اس قطعہ تاریخ پر اختتام ـ

تقریظ نتیجۂ طبع عالی جناب مولوی حکیم کمیل احمد صاحب عاجز سکندرپوری نائب صدر صوبۂ شمالی ممالک پیشتر ... گزشتہ نظام ...

ز مہر سو خورد در گوشِ من آواز / که داغ از نغمۂ دلکش گشت بے ساز
بحرفے دفترِ معنی کشادہ / فصاحت را صلاے عام دادہ
چو این مژدہ ز ہر سو در شنفتم / چو گل در گلشنِ معنی شگفتم
بدل گفتم بلے او نکتہ سازیست / که او در طبعِ معنی نیز رازیست
ازو باشد مضامین را بلندی / وزو قدرِ سخن را ارجمندی
غزل را از سرِ نو تازگی داد / فصاحت را بلند آوازگی داد
ز طرزِ دیگران تا دل بپرداخت / سخن را از نوی سامانِ نو ساخت
ز طرزِ نو که آراید سخن را / بیاراید کسے روے چمن را
نگہ از نکتہ اش ہنگامِ دیدن / سپند آسا کند شوقِ طپیدن
سلاست گوہرِ آمائی بیانش / فصاحت نکتہ پیرائی زبانش

حلاوت از مضامینش عسل جوش | صفائی از کلامش مه در آغوش
بهار آئینه دار گلشن او | تجلی محو راز روشن او
حدیث هجر معشوق ار نگارد | بزاهد حرف او شمشیر بارد
ز بیتابی چو میگردد سخن ساز | کند از شرم رنگ برق پرواز
اگر از یاس گردد نکته پرداز | در آید شکل نومیدی بپرواز
ز وصل یار چون گردد سخن ساز | پری آید به پیشش جلوه پرداز
ز راز عشق چون لب برگشوده | کلامش عشوهٔ شاهد نموده
غلط گفتم بمعشوقان طناز | بیاموزد بیانش عشوه و ناز
نزاکت از کلامش تا دمیده | عرق سان رنگ روی گل چکیده
ز عشق و عاشقی افسانه دارد | همه تقریر مشتاقانه دارد
دمی کو بیخبر از عشق یار است | ز حرف او بدلها سحر ساز است
بعشاق از بیانش بیقراری | بدلها از کلامش دلفگاری
همانا عشق زاید از بیانش | تو گوئی درد خیزد از زبانش
کلامش چون چراغ آتش نشان است | پسند خاطر گل پیکران است
کجا عاجز که فکر ناقص او | بگردد از کمالاتش سخن گو
نه پنداری که این معنی طراز است | بلی در پیش تو افسانه ساز است
نباشد تا بدل داغی چو مهتاب | نیاید بر زبان مضمون نایاب

بسازم بر دعا انجام تقریظ | بود شاید مگر فرسند جا ہم تقریظ
بگردون تا بود مہتاب روشن | بود اسرار پاکت لمعہ افگن
نماند در جہان تا داغ مہتاب | نماند چشمہ فیضت پر از آب

تقریظ از نتیجۂ فکر گوہر بار جناب فیروز شاہ خانصاحب متخلص به فیروز رامپوری شاگرد جناب مصنف

شبِ ہجوم یاس مین بیٹھا تھا مین | چھا گئی غفلت سی مجھپر ناگہان
مینے دیکھا جسطرف بھر کر نظر | ہو گئی ہر چیز آنکھون سے نہان
رنج و غم کی رو سے چرخ پیر پر | چار سو چھائی ہوئی تھین بدلیان
عالم ہو ہر طرف آیا نظر | گھر ہی کیا سنسان تھا سارا جہان
شب تھی یا قہرِ خداوندِ قدیر | رات تھی وہ یا بلائے ناگہان
مین تھا اور میرا دلِ ناشاد تھا | اور درد و غم تھے اُسمین میہمان
خرمنِ ہستی مین لگجاتی تھی آگ | جب چمکتی تھین فلک پر بجلیان
میرا عیشخانہ جلانے کے لئے | آگ برسانے لگا تھا آسمان
دیکھکر عالم شبِ تاریک کا | رک گئی تھی خوف سے عمرِ روان
تھا اندھیرا گھپ کچھ ایسا دہر مین | چھپ گئین آنکھون مین چھپ کر پتلیان
چلتے چلتے تھم گئی بادِ صبا | بہتے بہتے رک گئی تھین ندیان

رک گئے تھے دور سے لیل و نہار
تھم گئے تھے چلتے چلتے آسمان

اڑ گئے تھے دل سے میرے دفعتہً
صبر و ہوش و طاقت و تاب و توان

کیا کہون طبعِ حزین کا حال آہ
کیا سناؤن دردِ دل کی داستان

بڑھ گئی تھی ناتوانی اسقدر
کر نہین سکتا تھا مین آہ و فغان

شور برپا تھا تنِ مجروح مین
دل سے آتی تھی صدائے الامان

بستر غم پر پڑا تھا مین ملول
دلشکستہ خستہ خاطر نیمجان

تھا غم و اندوہ کا مجھپر ہجوم
اور مین ناچار بیکس ناتوان

ناگہان آہٹ سی آئی کان مین
آتے دیکھا اپنی جانب اک جوان

مینے دی تعظیم پوچھا اسکا نام
بولا وہ مین ہون خیالِ شاعران

اسلئے آیا ہون تیرے پاس آج
کان رکھکر سن ذرا میرا بیان

حضرت **داغ** سخنور نکتہ دان
جنکا سلطان **دکن** دام اقبالہ ہے قدردان

تیسرا دیوان انکا چھپ گیا
اور طاری تجھپہ ہے خواب گران

کیا نہین کچھ تجھپہ استادی کا حق
پوچھنے آیا ہون یہ تجھسے یہان

ہے اگر کچھ پاسِ شاگردی تجھے
چاہیئے اسوقت تو ہو مدح خوان

سنتے ہی اس مژدۂ جانبخش کو
کھل گئی میری طبیعت غنچہ سان

ہو گئے کافور سارے درد و غم
ہو گیا آنکھون سے وہ عالم نہان

گدگدی سی دل مین کچھ ہونے لگی
سینے مین کرنے لگا دل شوخیان

خاطرِ افسردہ مین آئی بہار
طبعِ رنگین نے دکہائین تیزیان

پہر اُٹھایا مینے کلکِ دُرفشان
یون ہوا تعریف مین رطبُ اللسان

خلق کہتی ہے تجہے معجز بیان
تو ہے بیشک بلبلِ ہندوستان

تجہکو کہیئے انتخابِ روزگار
تجہکو کہیئے رونقِ بزمِ جہان

تجہکو کہیئے شمعِ بزمِ کائنات
تجہکو کہیئے تاجِ فرقِ شاعران

تجہکو معشوقون کا کہیئے دلنشین
تجہکو کہیئے سرگروہِ عاشقان

ذہن ہے یا شاہدِ گل پیرہن
ہے طبیعت یا بہارِ بوستان

ذات تیری ہے مجسّم لطف و خلق
مہر پرور مہر گسترِ مہربان

نام لیتے ہین ترا تعظیم سے
اہلِ فن اہلِ سخن اہلِ زبان

جانتے ہین تجہکو اپنا پیشوا
اہلِ دل اہلِ نظر اہلِ بیان

آج تجہسا شاعرون مین کون ہے
نکتہ سنج و نکتہ پرور نکتہ دان

تجہسے خالق نے کہان پیدا کیے
تیز فہم و تیز طبع و تر زبان

سنتے ہی جی اُٹہتے ہین تیرا کلام
نیم بسمل نیم کشتہ نیم جان

شاعرانِ دہر سب کہتے ہین تجہے
خوش مزاج و خوش زبان و خوش بیان

لاکہہ چکر کہائین یہہ لیل و نہار
گردشین لاکہون کرے یہہ آسمان

دوسرا پیدا ہو تجہسا دہر مین
یہہ توقع اب زمانے سے کہان

تجہسے خوش اخلاق ہین اب ناپدید
تجہسے خوش اوصاف دنیا مین کہان

مین سمجھتا ہون تجھے جانِ سخن	تو ہی فنِ شعر کی روحِ روان
جب سنے تیرے مضامین گرم گرم	سوزنی کے دل سے بہی اُٹھے دہوان
زلف و رخ کے تونے جب مضمون لکھے	سنبل و گل کی اُڑا مین دہجیان
جب سنی تیری زبان سے اپنی مدح	اور بل کرنے لگی زلفِ بتان
شاعرون نے جب سنی تیری غزل	رکھی انگشتِ حیرت در دہان
آجکل ایسی زبان کسکو ملی	ایسا پایا ہے کسینے کب بیان
کچھہ اکیلا مدح خوان مین ہی نہین	اک زمانہ ہے مِرا ہمداستان
عرشی و فرشی ترے مداح ہین	تجھپہ نازان ہین زمین و آسمان
تیرا دشمن ہو ہمیشہ پائمال	ہو ترا بدخواہ مطعونِ جہان
تیری ہر آفت ترے اعدا کے سر	ہر بلا تیری نصیبِ دشمنان
تیرے اعدا کو ترے حسّاد کو	کہتی ہے تقدیر خاکش در دہان
تیرا حافظ ہے خداوندِ قدیر	تیرا حامی ہے شفیعِ عاصیان
کیا کرے تعریف فیروزِ حزین	کیا کہے آگے زبانِ بے زبان
طبعِ دیوان کی خبر جسدم سنی	جوش مین آئی مری طبعِ روان
عیسوی ہجری یہہ دو مصرع وہین	ذہن مین اِسطرح آئے ناگہان
ماہتابِ داغ ہے رنگین چمن	ہے کلامِ داغ ماہِ آسمان
١٨٩٢ ع	١٣٠٩ ھ

تقریظ از نتایج افکار محمد غالب مرزا صاحب مراد تخلص برادرزادہ و شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

شہرت ہوئی جہان مین مہتاب داغ کی	گھر گھر ہے روشنی اسی روشن چراغ کی

اللہ جلشانہ کی حمد کا تبرکاً لکہنا اتنا ہی کافی ہے کہ اُسنے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور زبان کو سخن سے اور سخن کو معانی سے آراستہ فرمایا۔

محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کا تیمناً تحریر کرنا اسیقدر بس ہے کہ اُنہون نے رحمت للعالمین کا خطاب پایا۔

آل و اصحاب رحمت اللہ علیہم اجمعین کے محامد اور انسان کی زبان کجا زمین کجا آسمان

حضرت داغ دہلوی کا تیسرا دیوان۔ اسکی تقریظ لکہنے کا ارمان۔ اور مجھہ سا کس مپرس و ہیچمدان۔ یہہ بہی خدا کی شان۔ بات کرنی آتی ہی نہین سخن آرائی کا خیال ہے۔ واقعی ہر کس بخیال خویش خبطے دارد۔ کی مثال میرے حسب حال ہے ایسے بے مثال کلام کی تقریظ لکہنے کا ارادہ کیا ہے۔ اپنے نزدیک اسکو بہی لڑکون کا کہیل سمجہا ہے۔ دو حرف لکہنے پڑہنے کیا آگئے ہین۔ کہ زمین و آسمان سر پر اُٹہا لیا ہے ؎ دون کی لے رہے ہین یارون مین ؎ ہم بہی ہین پانچون سوارون مین ؎ دراصل مطلب کچہہ اور ہے۔ یعنی شہرت حاصل کرنے کا یہہ ایک نیا طور ہے۔ کہ اس نامور تصنیف کے ساتہہ اپنی تقریظ لگا دی۔ مفت کے پیرایہ مین اپنی فضیلت جتا دی۔ کوڑی خرچ ہوئی نہ پیسہ کلام نے طبع ہوکر

سارنے جہان مین اشاعت پائی۔ جلدی لگی نہ پھٹکری مفت کی شہرت ہمارے حصے مین آئی۔ اب دنیا کے نزدیک ہم بڑے عالم و فاضل ہین۔ اگرچہ الف کے نام بے نہین جانتے اور مطلق جاہل ہین۔ میری تحریر بالکل نئی ہے۔ میرے سمجھانے سے سمجھہ مین آگئی ہے ورنہ اسکا سمجھنا ذرا دشوار تہا۔ کیونکہ اک مدتکا پوشیدہ اسرار تہا۔ منصفی شرط ہے۔ آپ حضرات کو ہزارہا تقریظین دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوگا۔ لیکن اس بات کا سمجھہ مین آنا درکنار بلکہ ایسا خیال بہی دلمین کبہی نہ گذرا ہوگا۔ یہہ ہمین ہین جو ایسی باتین مفت مین بتا دیتے ہین۔ کوئی مانے یا نمانے مفت کا احسان جتا دیتے ہین۔ کیون نہ کہیئے گا کیسا سچا ڈہکوسلا بنایا ہے۔ اور تقریظ لکہنے کا منشا کیا صاف صاف سمجہایا ہے۔ ورنہ آپ غور فرمائے کہ اس لاجواب تصنیف کو تقریظ کی حاجت ہی کیا ہے۔ جسکے مصنف کو تمام دنیا نے استاد مان رکہا ہے اسکی تعریف کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اسوقت کوئی ایسا سخنور ہندوستان مین کیا تمام جہان مین نہین کہ جو حضرت داغ کو نہ جانتا ہو۔ ایسا کوئی سخن شناس اب ہمارے ملک مین نہین ہے۔ جو اُنکو اُستاد نہ مانتا ہو۔ چار دانگ عالم نظم مین کوس لِمَنِ الْمُلک کا ڈنکا بجایا ہے۔ اور اپنے لاجواب کلام سے ملک الشعرا ہونیکا سکہ جمایا ہے۔ بڑے بڑے رئیسان باوقار کے یہہ فن شاعری مین مشیر ہین۔ یون سمجھہ لیجیئے کہ اُنکے قلمرو سخن کے بہی وزیر ہین۔ عجب بات ہے کہ مملکت

سخن کے کہین یہہ وزیر ہین کہین یہہ پادشاہ ہین - کیا تماشا ہے کہ آپ کسی جگہہ پناہِ سخن اور کسی جگہہ سخن پناہ ہین - کشورستانِ سخن کا کلی خوبی انتظام اِنکے ہات ہے - اِنکے نزدیک کسیکو ملک الشعرا بنا دینا کیا بڑی بات ہے - اِنکی طبیعت کی روانی سے بحرِ سخن کی وہ روانی ہے کہ جسکے آگے بڑے سے بڑا دریا پانی پانی ہے - زورقِ کلام کے یہہ خدا نہی مگر ناخدا ضرور ہین کہ ڈوبتے کا بیڑا پار لگا دینے مین دور دور مشہور ہین - قطرہ کو دریا بنا دینا اِنکے اعجاز بیانی کے آگے ایک ادنٰی بات ہے - اِسکو اگر آپ باعتبار اِنکے رسول نہونے کے معجزہ نہ کہین بازہم کرامات ہے - اِسمین دلیل کی کچھہ حاجت نہین - کیونکہ کشورِ معانی مین اِنکے سوا کوئی صاحبِ ولایت نہین - اِنکے بیانسے اُردو زبان نے وہ نام پایا ہے کہ فارسی کی فصاحت و بلاغت کو ادنٰی بنایا ہے - اللہ رے اعجاز زبان دانی کہ نظم مین اور یہہ سلیس بیانی - جو محاورے روزمرہ اِنکی نظم مین موجود ہین دوسرون کی مختصر سے مختصر نثر مین مفقود ہین - اور کیونکر نہون - یہہ زبان کوئی کہان سے لائے - ہیکڑی سے کسطرح کوئی اہل زبان بنجائے - آخر یہہ دِلی کی زبان ہے جہانکا ہر شخص جادو بیان ہے یہہ بول چال کچھہ ہنسی کھیل نہین - جو یونہین آجائے - یا سُنی سُنائی دو چار باتین یاد کرنے سے کام نکل آئے - اِسکا آنا دراصل بہت دشوار ہے - یون آدہا تیتر آدہا بٹیر بولنے کا ہر شخص کو اختیار ہے - جناب مصنف نے اِسی

دیوان میں کیا خوب فرمایا ہے - گویا واقعی بات کا نقشہ کھینچا ہے — شعر

نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہدو	کہ آتی ہے اُردو زبان آتے آتے

اب مجھ میں زیادہ لکھنے کی طاقت نہیں - لمبی چوڑی عبارت لکھنے کی لیاقت نہیں - اسلئے یہہ چند سطریں لکھکر مصنف مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کیے ہیں - توبہ توبہ پیش کرنا کیسا نذر دیتے ہیں - اگر یہہ نذر قبول ہو میرے دل کا مدعا حصول ہو - رب العالمین مصنف مدظلہ العالی کو بادولت و اقبال و عمر طبیعی قایم و دایم تا روز قیامت رکھے - آمین ثم آمین فقط

تقریظ نتیجۂ افکار پُربہار جناب سید شبیر حسین صاحب متخلص بہ نسیم بہرت پوری شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

گو مہ چرخ بھی ہنگام کمال اچھا ہے
میرے مہتاب کا اُس سے بھی جمال اچھا ہے

خداوندا تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ اسوقت ہم اپنی مشتاق آنکھوں سے اُس خبر کو دیکھہ رہے ہیں جسکے شوق دید میں ہر شخص کا دل آنکھوں سے تقاضے پر تقاضا کررہا تھا - اور آنکھیں بڑی آرزو کے ساتھہ کانوں کی منتیں کرتی تھیں - وہ کیا دنیاے سخن کا ایک نیا مہتاب ! نیا مہتاب !! بالکل نیا !!! بہت چمکدار نہایت ہی روشن - وہ مہتاب نہیں جسکی روشنی کل دو فرسخ تک پہنچتی تھی

اور جسکو فقط طلسم کے زور سے حکیم ابن عطا مشہور بہ ابن مقنع نے چاہ نخشب سے
نکالا تہا - وہ ماہتاب نہین جو آفتاب سے کسب ضیا کرتا ہے - وہ مہتاب
نہین جسکے چہرے پر سیاہ سیاہ بدنما دہبے معلوم ہوتے ہین - وہ ماہتاب
نہین جو اپنے ذاتی نقصان اور عارضی کمال کی وجہ سے روز گہٹتا اور بہتا
رہتا ہے - بلکہ یہہ وہ ماہتاب ہے جسکی نورانی اور چمکیلی شعاعین کسی حسین سے
حسین معشوق کے شہرۂ حسن کی طرح مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال
تک پہنچنے والی ہین - یہہ وہ ماہتاب ہے جسکی دلفریب صورت کسی یوسف ثانی کے
چہرے کیطرح داغ عیوب سے بالکل پاک وصاف ہے - یہہ وہ مہتاب ہے
جسکا حسن دلکش حسینون کے جوبن کیطرح ناپایدار وغیر استوار نہین ہے -
یہہ وہ مہتاب ہے جسکا نظارہ آنکہون کو نور دل کو سرور بخشتا ہے -
اِس پُرانے ماہتاب کی روشنی تو معمولی طور پر صرف آنکہون ہی تک پہنچ سکتی
ہے - مگر اِس نئے مہتاب کی روشنی تو ایسی حیرت خیز ہے کہ دیکہتے ہی دیکہتے
حواس باطنی کی آنکہین کہلجاتی ہین - دماغ روشن ہوجاتا ہے - اِسکی روشنی
کی نسبت کبہی یہہ خیال ہو نہین سکتا کہ خدانخواستہ یہہ ماند ہوگی یا اِسکے سامنے
کبہی کسیکو فروغ ہوگا -

یہہ ہمارے اُستاد مقرب الخاقان اُستاذ السلطان دکن بلبل ہندوستان عالیجناب
نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی کا بنایا ہوا مہتاب ہے - وہ داغ جسکی

استادی کے جھنڈے گڑے ہوئے ہین۔ وہ داغ جن کی کاملیت کے سکے بیٹھے ہوئے ہین۔ وہ داغ جنکی شمشیر زبان کا لوہا اساتذہ حال مان چکے ہین وہ داغ جن کو دنیاے سخن کا خدا سمجھا جاتا ہے۔ جنکی زبان دانی۔ سحر بیانی معاملہ بندی۔ مضمون آفرینی۔ نازک خیالی کو سارا زمانہ مانے ہوئے ہے اور جنکی خدا داد طبیعت سے وہ۔ شوخ۔ چلبلے۔ اور نئے نئے مضمون اشعار کا دلفریب جامہ پہنے ہوے نکلے کہ جنکی صورت دیکھتے ہی دیکھتے بے اختیاری کے ساتھہ دیکھنے والے دل پکڑ کر بیٹھہ گئے۔ معاملہ کی باتون کا ایک دلکش ادا کے ساتھہ ہو بہو نقشہ کھینچ دینا۔ اور محاورات کا بلاتصنع اس خوبصورتی کے ساتھہ باندہ جانا۔ یہہ سب باتین کہین آپ نے اور بہی کسیکے کلام مین دیکھی ہین۔ سچ کہیئے گا آپکو خدا کی قسم۔ حضرت داغ کا یہہ تیسرا دیوان ہے۔ نہین وہ غیبی الہامات کا ایک نیا صحیفہ ہے جو ابہی ابہی اُنکے پاس نازل ہوا ہے۔ اور اُنکے ذریعہ سے ساری دنیا مین پہیلے گا۔

اسکے پیارے پیارے جادو بہرے الفاظ۔ اور دل مین چُبہتے ہوئے نشتر کلیجے مین چٹکیان لیتے ہوے جملے۔ اِسکی شستہ زبان اُردوے مُعلّٰی کی جان ہے۔ اِسکے ہر مصرع کی نکیلی ادائین مژگان یار سے تیز۔ اور ہر شعر کے تیور ابروے دلدار سے زیادہ دل آویز ہین۔ سُبحان اللّٰہ سبحان اللّٰہ بس نسیم بس کہانتک آفتاب کو گز سے ناپے گا۔ اُنکی شہرت تیری تعریف

کی محتاج نہین - اُنکی تعریف کا دعوی کرنا چھوٹا مُنہہ بڑی بات کا مصداق بنّا ہے - زمانہ مین وہ کون ہے جو اُنکی شاعری پر ایمان لاے ہُوے نہین ہے - خدا میرے شفیق استاد کو سب شاگردون کے سر پر تا دیرگاہ سلامت باکرامت رکھے آمین آمین ثُم آمین -

تقریظ از نتیجۂ ناثر عدیم المثال روح و روان گلشن سخن جناب محمد شاکر حسین صاحب نکہت تخلص سہسوانی

حمد و ثنا بر اسم حکیمی زیباست کہ بذاتِ خود در جملہ صفات از مثل و مثال مبراست - انسان را مُظہر مَظہر خویش ساخت و بخلعت گرانبہاے اشرف المخلوقات نواخت زبان ہر ملک را رنگ و بوی جداگانہ بخشید و لفظ را مجاورِ درگاہِ معنی گردانید چون شاہدِ سخن را باین پیکر خوش منظر آفرید سبق گردش خرامی داد و کلاہ چارترکی فصاحت و بلاغت و متانت و سلاست بر سرش نہاد - تاکہ ہر خیال بوضع خویش بزم معاملہ آرائد و بشایستگی و بایستگی تکلم نماید ہمانا حکیم داناست کہ بکار خویش تواناست ناظم بے عدیل ات و ناثر بے تمثیل چنانچہ مصرعۂ برجستہ اش برق عالم افروز و مستزادِ او ذو ذنبِ عقل سوز مطلع دو لختش ماہ تابان و مہر درخشان و صنعت مدورش گنبدِ گردان بنات النعش یک قطعۂ مختصر از قصیدۂ کہکشان ست

وصنعت تحتانی و فوقانی او زمین و آسمان ست ۔ اگر نثر مسجع او را کواکب
بر نگارند به یکدست و به یک قلم تخم روشنی در زمین سخن کارند ۔ غزل مثلث
الاوضاع خلقت معنی پیچیده دارد که کس حاصل مطلب او را نتواند نگاشت و
رباعی اسطقسات چار اطراف از اختراعش و فرد روح افراد عالم از ابداعش
مخمس حواس خمسه کرشمهٔ قدرت بالغهٔ او و مربع عناصر اربع جلوهٔ صنعت کاملهٔ او
مثلث موالید ثلثه و مسدس شش جهت یک نکته از کتاب حکمتش و هرچه بر
صفحهٔ عالم نوشتند و نویسند گواه الوهیتش سبع او هفت دوزخ و ثمن هشت
بهشت ست معشر او عقول عشره نام دارد ۔ و تسعهٔ او که فلک نهم ست
چگونه کسے حالش در احصار انحصار آرد از هیبت جلالش قلم در دست کاتب
چون انگشت ششم بیکار و دوات از فرط حیرت دہن کشاده و سکته در گفتار
جل شانه و عم نواله از انجا که خداوند عز اسمه پیغمبر ما را که ختم الانبیا است
به ثناے مکرم ستود و پیغمبر علیه السلام اصحاب کبار را به محمدت بزرگ
اعزاز فرمود اصحاب بمناقب ثاقب آل اظهار دل بستند و بندرهٔ کمال
اخلاص و اختصاص نشستند بندهٔ ناچیز بالتخصیص ہمچو منِ بے علم چه کا نات
دارد که در نعت و منقبت و محمدت حرفی از لفظے بر نگارد مگر اینکه بدعای شیرین
صلّی اللہ علیه و آله و اصحابه وسلم تر زبان شود و مقبول بارگاه ایزدِ سبحان
و موردِ رحمتِ ممدوح انس و جان کلک کوتاه و عمر ناظرین و سامعین دراز باد

و درازهی برطرز دیگر کرشمه سنج پرداز که سومین دیوان اوج سپهر نکته دانی موج
سحر خوش بیانی مصباح کاشانهٔ فصاحت مفتاح خزینهٔ بلاغت سباح دامای سلاست
دستاج صحرای متانت مستجاب دعای کلام نمکین وخدا داد دولت مذاق شیرین
نازک خیال شیرین مقال جوهر تیغ زبان آوری شمع بزم سخنوری صاحب
طبع سلیم وسلیقهٔ مستقیم دانای حسن وقبح صحیح وسقیم درة التاج سخن پیرایان
زمانه طرهٔ دستار دانشمندان فرزانه بلند فکر عالی دماغ جناب نواب مرزا خان
صاحب **داغ** که در اقران اعظم ست و در امثال مقدم نثرش رونق بازار
نثر پشکسته و شعرش در نظم بر روی شعری بسته غزلش مرقع غزالان معنی
پنداشتن مضمون زبون ست و بیت اورا بیت العروس انگاشتن ناموزون
زمین سخنش از آسمان چهارم باج میخواهد وپیش المعانی نقاطش مهر چون ماه
شب پانزده مے کاهد شور ملاحت لیلی شیفته اشعار نمکینش و شهرت رنگ
نباتی شکر فریفتهٔ ابیات شیرینش روانی طبعش سیل فنا در جوش و رنگینی
خاطرش هزاران باغ خلد در آغوش کلام بلاغت نظامش بسا دلپذیرست و
مثال خوبی خویش را خود نظیر حجاب نقاب از روی اخفا برداشت و بدلفریبی
مجنون نشان شیفته کلام شیرین قدم همت برگماشت خاطرم حیران ست و
طبعم پریشان که این تازه محبوب را بکدام الفاظ سرایم - واز عهدهٔ تحسینش بچه
حیله برآیم بوصفش گلزار نیارم که در آن خارست اگر پرستان نگارم البته

متاع پیوداز ست هر صفحہ اش بر روے مخطط خوبان حرف مے زند و ہر جدولش بر لب زند
نکویان خطے کشد بین السطور چون فرق معشوقان طناز دلستان و ہر مضمون شوخ
بسان چلبلہ محبوب آفتِ جان خریطۂ جواہر برنگارم یا سبد گلہاے تر ذخیرۂ
معانی نویسم یا معدن خوش بیانی رفیق تنہائی عبارت ازین ست باقی
افسانہ چنان وچنین اے آہ چہ میگویم وچہ بے راہ مے پویم عجب انسانم
نہ میدانم کہ این بزم سیہ چردگان ہندی نژادست کہ از دستِ شان عشق پیشہ
ہر واحد فتنۂ محشر در فریاد آرے دیوان بزم ست و معشوق اُردو اشعارش
کہ بشیوۂ دلبری زنجیر پای انظار زند ہر مصرع رشک قامت محبوبان و ہر علت
غیرت ابروے خوبان ہر مطلع مرہم سینۂ مجروح و ہر مقطع سبب راحتِ روح
ہر تشبیہ صورت نماے تصویر سایہ دار و ہر کنایہ ساقی شیشہ درکنار ہر اشارہ
از چشمک خوش نگاہان باج خواہ نشست و برخاست ہر لفظ سبحان اللہ واہ واہ
ہر ترکیب چون موزونی اعضای معشوقانِ نازک اندام دلفریب و ہر ادائش عشوۂ
دلبران شوخ و شنگ غارتگرِ شکیب واقعی این دیوان عجیب ست اگر راست
پرسی غریب ست جوش فکرِ مضامین آفرین بر آنست کہ تار گفتار منقطع نگردد
و مشکی قلم جفت کردہ قدم از راہ خویش بر نگردد تا کہ از چار سو شعشعہ شاباش
و تحسین و لمعۂ احسنت و آفرین بر سرم تابد و ذرہ ام توانائی مہرِ نیمروز دید باید
لیکن ع ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال ؎ حکم دل چنین ست خیر اندرین ست

زیاده ازین مخروش و خود را بدست کور فهمان مفروش مبادا سخن راست دروغ انگارند و امر واقعی را بر مبالغه محمول سازند و روی گریه آلود کس خنده بلب دوزد و جان ناتوان از آتش غم سوزد ای واے چه کنم و چه سازم بقول حضرت قبله تسلیم مغفور مرحوم ؎ کار با دل فتاده است مرا ٭ سخت مشکل فتاده است مرا تا چیا بسخن خیر یاد مے گویم و طرف کوچهٔ خاموشی مے پویم بار دیگر حرف تمکین مے گویم و داد مزه دارے جویم اگر کسے دست خریداری این آباد در این را باکشد من و ایمان من که تلخکامی حسرت او را کشد قاضی الحاجات مجیب الدعوات این طفل نو بپا آمده را بعمر طبعی رساناد و پدر عالی قدرش را از حوادث زمانه محفوظ داراد بحرمة محمد صلعم و آله الامجاد صلی الله علیه و آله و اصحابه وسلم کثیراً کثیرا

تاریخ طبع ثانی دیوان مہتاب داغ از نتائج افکار سخن طرازان عالی دماغ بحساب حروف تہجی

قطعهٔ تاریخ از نتائج فکر بلند جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب آہ تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

شوخی ہے خدا داد خیالات اچھوتے ٭ مضمون نئے لے ہین مزا اور ہی کچھ ہے
تاریخ کا انعام ملے آہ کو اے داغ ٭ دیوان نہین نام خدا اور ہی کچھ ہے
۱۳۰۹

ایضاً

ہے عجب محبوب بانکا داغ کا دلکش کلام | حسن ہین آن آنکھ مین جادو نگہ مین شرم ہے
شوخ مصرع چلبلے الفاظ بول اٹھتے ہین آہ | تو مین دیوان اک معشوق گرماگرم ہے

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر اضعف العباد محمد ابو الحمید آزاد تخلص وکیل ہائیکورٹ گورنمنٹ سرکار نظام حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ کمترین تلمیذان بلبل ہندوستان سرآمد شاعران استاد السلطان دکن جناب نواب میرزا خان صاحب داغ دہلوی مدظلہ العالی

میرے استاد کا جواب نہین | فخر ہندوستان ہے کیا کہنا
ماہتاب سپہر علم و ہنر | آفتاب جہان ہے کیا کہنا
رشک سحبان و غیرت حسّان | سرور شاعران ہے کیا کہنا
اُسپہ قربان ہے بلاغت آج | اُسپہ صدقے زبان ہے کیا کہنا
زود گو شوخ طبع عالی فکر | خوش زبان خوش بیان ہے کیا کہنا
نطق کہتا ہے ہم بھی کہتے ہین | بے نظیر زمان ہے کیا کہنا
ختم اُسپر ہوئی سخن گوئی | نکتہ رس نکتہ دان ہے کیا کہنا
اُس سے سرسبز ہے ریاض سخن | اُس سے زندہ زبان ہے کیا کہنا
ملک در ملک جا بجا چرچا | داستان داستان ہے کیا کہنا
ہوگیا طبع تیرا دیوان | یہہ نیا ارمغان ہے کیا کہنا
ہین نئے سب سے اِس چمن کے پھول | یہہ نیا گلستان ہے کیا کہنا

کہدے آزاد مصرع تاریخ	داغ معجز بیان ہے کیا کہنا سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر فلک پیما نظیری نظیر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر تخلص مینائی لکھنوی استاذ نواب خلد آشیان

شایع از ملک دکن شد سخن تازہ داغ	گو ئیا ماہ ز اقلیم سخن طالع شد
مصرع سالش امیر آمدہ از ہاتف غیب	ماہتابے نوے از طرف دکن طالع شد سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

ہر شعر فکر شاعر نازک دماغ سے	نکلا ہے جیسے پھول نکلتا ہے باغ سے
تاریخ اگر نکالنی ہو نام سے امیر	شاعر نکالیں جو صلے مہتاب داغ سے سنہ ۱۳۰۹ھ تخرجہ

قطعہ تاریخ از فکر فلک پیمای شاعر نازک خیال جناب منشی حسین الدین احمد صاحب اثر تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

فلک سے ہیں اترے ہوئے شعر سارے	اثر آسمان سخن کا ہے دیوان
یہ ہر مصرع بھی ہالے کی صورت رہیگا	قمر آسمان سخن کا ہے دیوان سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند شاعر شیرین گفتار جناب مولوی محمد صدیق صاحب اشک تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی

ہے یہہ مہتاب داغ کی شہرت — کہ زمین سے ہے آسمان تک شور
مصرع سال اشک نے یہہ کہا — شاعر اب ہیں ابہی قمر کی چکور
سنہ ۱۳۰۹ہجری

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر گہر بار جناب سید محمد حسن صاحب احقر تخلص تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

شکر ایزد را کہ داغ نامور — یافت از دیوانِ سوم چون فراغ
بوے گلہاے مضامینش رسید — طبلۂ عطار شد ہر یک دماغ
اے زہے رنگینی فکر نفیس — خجلت و غیرت دہ گلہاے باغ
بادۂ الفت دلم را کرد پر — از زمانے بود خالی این ایاغ
این کتاب بے مثال و بے نظیر — ہست بزم شعر را روشن چراغ
سال طبعش احقر از ہاتف شنید — نونہال زندگی دیوانِ داغ
سنہ ۱۳۰۹ہجری

ولہ

واہ کیا دیوان چھپا استاد کا — دیکھکر جسکو ہوا دل باغ باغ
ہے سرِ انصاف سے یہہ سال طبع — حسن بزم نور ہے مہتاب داغ
۱۸۹۲ء

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر وقاد جناب حکیم میر مہدی حسین صاحب رضوی آلم تخلص ڈاکٹر بریگیڈ گولکنڈہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

چھپا داغ صاحب کا دیوانِ سوم — زہے شکر خلاق کون و مکان کا

یہہ حضرت حسینون کے انداز کا ہے
سراپا ہے گویا یہہ ناز بتان کا

دل و جان سے عاشق ہے اسکا زمانہ
یہہ محبوب معشوق ہے اک جہان کا

الم نے کہی اسکی تاریخ ہجری
یہہ دیوان ہے داغ ہجر بیان کا
سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

سال ہجری کا جو دہیان آیا الم
ہاتف غیبی نے مجھسے یون کہا

مہملہ کے زبر سے لیجے عدد
تخرجہ بہی اسمین کیجے ایک کا

اور منقوطہ کے زبر و بینہ
لیکے دیجے دونون کو باہم ملا

مصرع تاریخ پڑہیئے اسطرح
تیسرا دیوان ہے یہہ استاد کا
سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

چہپ چکا استاد کا دیوان جب
عیسوی تاریخ الم نے یون کہی

بینات و زبر مین دیکہو عدد
گلشن بیخارہ ہے دیوان داغ
سنہ ۱۸۹۲ء

ایضاً

واہ کیا دیوان ہے مہتاب داغ
ہے سب اسمین مدحت حسن صبیح

طبع کی تاریخ الم سمت مین کہہ
فکر داغ آسمان قدر فصیح
سنہ ۱۹۴۹ سمت

ایضاً

تیسرا دیوان الم استاد کا
آجکل مطبع مین زیر طبع ہے

معجمہ مین سال فصلی کر رقم
نقد فکر داغ مینو طبع ہے
۱۳۰۲ ف

ولہ

شاہِ اقلیم سخن استاد شاہ	داغ عالی قدر فخر روزگار
شاعر شیرین زبان نازک خیال	بلبل ہندوستان صاحب وقار
تیسرا دیوان ہے انکا زیر طبع	انتخاب و بے مثال پر بہار
محو تہا مین فکر مین تاریخ کی	یہہ ندا ہاتف کی آئی ایکبار
سال فصلی یون بہی نکلے اہی الم	گر سہ کر کہلے پلشار روزگار
	سنہ ۱۳۰۲ ف

ولہ

دیوان استادم استاد شہریارم	باصد بہار عالم گردید طبع الله
خطے چو بر قلم زد کلک الم رقم زد	تاریخ نغز و خوبی در صنعت دو گانہ
صد زیست سال ہجری مغمومیست فصلی	در سیزدہ صد و دہ مطبوع گشت امی
	سنہ ۱۳۰۲ ف ۱۳۱۰ ہجری

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند شاعر خوش مقال جناب شیخ محمد لطف الدین صاحب اوج تخلص
جہنجہاروی ضلع مظفر پور تلمیذ جناب نیر بنارسی

گلزار پر بہار ہے دیوان داغ کا	ہے ہر جگہ مذاق سخن طرفہ آشکار
دیوان چہپ گیا تو سر انبساط سے	تاریخ اوج تم یہہ کہو نغمۂ ہزار
	۱۳۰۹ ہجری

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال جناب محمد اشتیاق علی صاحب اشتیاق
تخلص تلمیذ جناب منشی ممتاز علی صاحب آہ

دیوان تیسرا بھی ہوا طبع داغ کا | رنگ اور ہی نکالے گی اردو زبان اب
تاریخ عیسوی یہہ کہی اشتیاق نے | مہتاب داغ سے ہو منور جہان اب
۱۸۹۲ء

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیمای شاعر نازک خیال سخنور بیمثال جناب مولوی محمد یعقوب صاحب صدیقی جونپوری انیق تخلص تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

ما چہ نویسیم صفات داغ را | ما ترانا مثلہ تحت السما
این کہ دیوان سوم ترتیب داد | فی سماء الحسن کالنجم الضیا
از پئے تاریخ طبعش ای انیق | فکرنا سارا الی عرش العلا
از سر طور رم کلیم اللہ گفت | قل لہ تاریخ ـ کالشمس الضحی
۱۳۰۹ھ

ولہ

اذا الفا الداغ دیوانہ | بارض الفصاحت کغرس الفریغ
لتاریخہ العیسوی یا انیق | فقل ـ بان ہذا کلام بلیغ
۱۸۹۲ء

ولہ

صنف الاستاد دیوان الفصیح | سر تکلا فی البدعۃ لا الابطل
قال منی ہاتف تاریخہ | یا انیق ارقم ـ ہو مرغوب کل
۱۳۰۹ھ

ولہ

کسے دید دیوان مہتاب داغ | فقال ان ہذا لشیٔ عجاب

زہے آسمان فصاحت بہ پیش — بچرخ بلاغت چو مہتاب

بیا و بہ بین مسکر فضل داغ — بگو راست تا فصاحت ہر بیتاب

کراہست فکر رسا اینچنین — بہر لفظ او رمز بیست شعر انتخاب

پئے سال طبعش انیق حزین — تجسس نمودم بصد اضطراب

بسوی سخن علیوی شد خیال — کہ ناگاہ رشح نظامی شتاب

ز روے جوابم ندا کرد گو — گہرہاے روشن تر از آفتاب

۱۸۹۲ء

ایضاً

طبع مہتاب داغ شد چو انیق — گشت مطبوع شاعران زمن

پئے تاریخ علیوی ہاتف — سخنے بے نظیر گفت بمن

۱۸۹۲ء

ایضاً

طبع گشتہ کلام استادم — بین تا چہ زیبا عروس الافکار

با ہزار آرزو و شوق انیق — گفت ہر کس۔ کلام داغ بیار

۱۳۰۹ھ

ایضاً

شدہ مہتاب داغ چون مطبوع — گشت طبع سخنوران مائل

دل ز من گفت سال طبع انیق — گو چہ طرفہ سخنور کامل

۱۳۰۹ھ

ایضاً

مہتاب داغ را چو بدیدم بچشم غور — مہریست روشنست جہان مقال ازو

در مصرعے انیق و تاریخ شد عیان
ہین یادگار داغ و چراغ کمال ازو
سنہ ۱۳۰۹ — سنہ ۱۳۰۹

ایضاً

ناگہان آئی صدا سے آفرین ہر سمت سے
طبع جسم ہوگیا دیوان استاد شفیق
مشتہر ہوا جہان میں و تاریخ یون دل نے کہی
نظم روح افزا و منظوم زبان ہے انیق
سنہ ۱۳۰۹ — ۱۳۰۹

ایضاً

دیوان جیسے ہی ہوا طبع کیا خوشی سے
طرز سخن مین کچھ عجب انداز داغ ہے
شکر ہے کہہ دے سر انصاف سے ذرا
آ دیکھ یہہ نمونہ اعجاز داغ ہے
سنہ ۱۳۰۹

ایضاً

کیا ہی دیوان پر بہار ہے یہہ
جسکے ہر شعر مین ہے لطف نیا
ہے سزاوار انیق اگر اسکو
کہیئے گلدستۂ بہار افزا
کبھی دیوان مین ہر یہہ لطف زبان
کوئی اہل سخن بتاے ذرا
دیکھکر یہہ کلام سحر آگین
لکھیئے تاریخ طبع دل نے کہا
سر اعلان سے کہا مین نے
داغ سینہ پہ حاسدونکے ہوا
سنہ ۱۳۰۹

من نتائج افکار مولانا رامپوری سلکش دکن میر امجد عبد الرحمن خوشنویس مطبع رکاب سلطان خلد اللہ ملکہ و اقبالہ ایمان تخلص

حضرت داغ کا نیا دیوان	چھپ گیا اندون شوکت وجاہ
سال تاریخ اسکی لکھ ایمان	کیا ہے اشعار میں فصاحت واہ

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از افکار فلک پیمائی شاعر نازک خیال شہرہ ظہور نظیری جناب مستطاب صاحبزادہ امرتضی خانصاحب بہادر بسمل تخلص از خاندان نواب صاحب بہادر والی رامپور خلد اللہ ملکہ

لو چھپا دیوان والا تیرا	نظم رنگین جان نشین دلخواہ داغ
زیر پائے طبع ہے عرش سخن	چرخ سے اعلیٰ ہے پایگاہ داغ
ہاتف ربی لسان حق بیان	ملہم غیبی دل آگاہ داغ
دیتے ہیں انکو حسین جانوں میں جا	عاشقوں کے ہے دلوں میں راہ داغ
باغ باغ اُنسے ہے گلزار دکن	کیا بہار آرا ہے جلوہ گاہ داغ
بلبل ہندوستان رنگین سخن	کیوں نہو دلمیں گلو نمکے راہ داغ
شاعری نے انسے پایا ہے فروغ	فخر استادوں کا عز و جاہ داغ
ہے عروج اختر بخت کمال	قدر فرما ہے شہ جمجاہ داغ
تو بھی اے بسمل سنین طبع صاف	نظم کر کیا اوج پر ہے ماہ داغ

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر بےنظیر جناب منشی محمد ممتاز احمد صاحب بشیر تخلص خلف رشید و تلمیذ جناب حضرت امیر صاحب مینائی

غضب تیز ہے توسنِ فکرِ داغ — اشارے ہیں یہہ اشہبِ طبع کے
کہی میں نے تاریخ دیوان بشیر — ترارے ہیں یہہ اشہبِ طبع کے
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بےمثل نازک تلاش جناب میر محمد علی صاحب حیدرآبادی بخشی تخلص تلمیذ جناب مرزا قربان علی بیگ صاحب سالک مرحوم و میر عباس حسین صاحب رشید

دکن سے روم تک شہرت ہے جنکی — جناب داغ کا ہمسر کہاں ہے
اب اُنکا تیسرا دیوان چھپا ہے — کہ جنکی خاص دہلی کی زبان ہے
یہہ کہدو مصرع تاریخ بخشی — کلام شاعر شیریں بیان ہے
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر شیرین گفتار جناب محمد باقر صاحب برق تخلص ساکن ملک میسور از حسن ڈسٹرکٹ

طبع شد چون کلام حضرت داغ — آنکہ استاد بادشاہِ دکن
ملہم از برق مصرع تاریخ — گفت - مہتاب آسمانِ سخن
سنہ ۱۳۱۰ھ

تاریخ نتیجۂ فکر امیر نامدار گرامی سخن خیل سخنوران دکن جناب راجہ گردہاری پرشاد صاحب بہادر باقی تخلص

چون طبع کلام داغ صاحب گردید — هر نکته بشد داغ دل لاله باغ
تاریخ رقم کرد عجائب باقی — دیوان سومی مبسوط داغ
۱۳۰۹ھ

ایضاً

دیوان داغ طبع گردید — هر سطرش هست سنبل باغ
هاتف تاریخِ او زد باقی — گفت کحل الجواهر داغ
۱۳۰۹ھ

ایضاً

دیوان سومی آن حضرتِ داغ — شد طبع و بشد هند و دکن پر ز عجب
چون دید کلام پر بہار استاد — محبوبِ علی شاہ دام اقبالہ پسندید [illegible]
گلدستۂ باغِ عشق دیدم [illegible] — کس رنگِ سخن نہ بست با این اسلوب
تاریخ طبع خوش رقم زد باقی — دیوان سومی داغ محبوب
۱۳۱۰ھ

ایضاً

چون طبع شد کلام جناب شفیق داغ — باقی سنش بگفت کلامِ رفیق داغ
۱۳۱۰ھ

ایضاً

دیوان داغ در زبان اردو — شد طبع که هست بس فصیح و ملیح

تاریخ طبع او رقم زد باقی | دیوان داغ دہلوی افصح
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش بیان جناب ابو البرکات سید محمد مبارک حسین صاحب صبا سہسرامی تخلص

چھپا ہے برق وہ دیوان پر معانی داغ | کہ عندلیب بھی ہیں محو خوش بیانی داغ
لکھوں یہ سال مسیحی میں مصرعۂ تاریخ | بہار جان مسیحی ہے گل فشانی داغ
سنہ ۱۸۹۲ء

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بے نظیر جناب خاقان حسین صاحب توقیر تخلص تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

حضرت داغ کا چھپا دیوان | کیا کہوں کیا ہوئی مجھے فرحت
مجھکو یہہ روز خوش نصیب ہوا | اب بھی نازاں نہو مری قسمت
اُنکے دشمن جلا کریں یارب | رنج سے ایکدم نہو راحت
سرِ اعدا کو کاٹ کر لکھوں | ماہِ تابان گلشن بہجت
سنہ ۱۳۰۹ھ

ایضاً

ہست دیوان جناب استاد | گنج معنی گہرِ معدنِ شوق
سال طبعش چو جستم توقیر | گفت ہاتف سحر گلشنِ شوق
سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش تلاش جناب حکیم سید محمد مرتضی علی صاحب ثابت تخلص رامپوری

ہیں ہیں بہار ایسے استاد کے مضامین
افسردہ دل بھی اس سے اک باغ باغ ہوگا

ثاقب نے سال اسکا لکھا ہی خوب کہو
زیب سپہر مطلع مہتاب داغ ہوگا

سنہ ۱۸۹۲ع

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند شاعر نازک خیال جناب سید جلال صاحب جلال تخلص عظیم آبادی شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

کیا داغ کا دیوان ہے مہتاب کی صورت
سبحانک اللہ تعالی و تبارک

ہاتف نے جلال آج کہا طبع کا یہ سال
شاہنشہ اردوے معلی یہہ مبارک

سنہ ۱۳۱۰

ولہ

کیا چمن فیض ہے مہتاب داغ
رشک سے گل کہاے ہر اک باغ نے

طبع کی تاریخ ہے یہہ اے جلال
چاند کو لوہا ند کیا داغ نے

سنہ ۱۳۱۰

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر احمد شاعر خوش مقال جناب مولوی محمد مبین صاحب جلبیں تخلص مچھلی شہری

حضرت داغ کا چھپا دیوان
ماہ پارہ ہے عطر آگین ہے

دلکش اک ایک مصرع موزون
ہر غزل کا مزاج رنگین ہے

دیکھکر لطف بندش مضمون
روح ذوق آج محو تحسین ہے

آب و تاب سخن کا کیا کہنا
سلک گوہر ہے نظم پروین ہے

تازہ تازہ شگفتہ فکر کے پھول
صاف گلدستہ ریاحین ہے

لفظ لفظ اُسکے سر بسر زیبا | بہرِ حسنِ کلام تزئین ہے
مصرعِ سال طبع کہدو جلیل | جلوۂ شاہدِ مضامین ہے
سنہ ۱۳۱

ولہ

شدہ طبع دیوان رشکِ چمن | ز فکر مصفائے داغ چہید
نوشتم پے سال طبعش جلیل | بہارِ مضامین و صبحِ امید
سنہ ۱۳۱

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر جمیل جناب حافظ محمد جلیل حسن صاحب جلیل تخلص
مانک پوری تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

وصفِ دیوانِ داغ کیا ہو جلیل | مہر کو حاجتِ ہنر تو نہیں
مصطفیٰ تو ہے یہ مصرعِ سال | کیا نیا چاند ہے کہ داغ نہیں
سنہ ۱۳۱

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش خیال جناب حکیم حافظ معشوق علی خان صاحب جوہر تخلص
وکیل درجہ اول ریاست بھوپال تلمیذ جناب نثار احمد صاحب

کیوں نہ دیوان داغ ہو مرغوب | شعر ہاں دل پسند لفظ سلیس
ہے سرِ انتشار جوہر نے | کہدیا ہے کلام داغ نفیس
سنہ ۱۳۱

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر رنگین خیال جناب محمد عبد الحمید صاحب حمید تخلص متوطن کلکتہ

حضرت داغ کا چھپا اب وہ کلام بے مثال
جس سے بلند ہو گئی شوکت و شان ریختہ

نام سے اُنکے ہے نشان اردوئے خاص ہند کا
ذات پہ اُنکے کرتی ہے ناز زبان ریختہ

اُنکو روا ہے گر کہوں بادشہ اوج فیض
اُنکو بجا ہے گر کہوں مہر جہان ریختہ

اُنکے سحاب فکر سے تازہ ہے گلشن سخن
اُنکے بہار طبع سے شاد روان ریختہ

شعر متین کو دولت شمار کیجئے جو خزانہ ہے
مصرع نغز کو لکھ دوں سرو روان ریختہ

انکا بیان جان فزا انکا کلام روح بخش
قوت روح ریختہ راحت جان ریختہ

کہہ گئے باتوں باتوں میں نکتے قند و شکر کے
کھولدیئے جہان پہ راز زبان ریختہ

نکتہ وران ہند کو دیتے ہیں چشم و گوش ہے
دیکھیے شان ریختہ سنیے زبان ریختہ

فکر میں انطباع تھی کہ حسب ناگہان
ہاتف غیب نے کہا کہہ دو دل زبان ریختہ
۱۳۰۹ھ

ولہ

حضرت داغ کا چھپا جو کلام
دل میں آیا کہوں کوئی تاریخ

فکر تھی اسے حبیب نکتہ سرا کے
کہئے کوئی اچھی سی تاریخ

ہاتف غیب نے کہا ناگاہ
درہم داغ دہلوی تاریخ
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر لبیب جناب میر سید علی صاحب حبیب تخلص لکھنوی

ہے عجب بندش عجب حسن کلام
ہیں گل مضمون کہ تختہ باغ کا

دیکھکر غزلیں یہہ کہتے ہیں حبیب
واقعی دیوان ہے اچھا داغ کا
۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر بلند شاعر نازک خیال معانی بند جناب حافظ محمد ممتاز علی صاحب سررشتہ دار محکمہ منصفی فوجداری ریاست بھوپال حافظ تخلص

بطریق جمع

مین نے جب چاہا لکھون از روے جمع
سال طبع اس گلشن اشعار کا
وارد خاطر ہوے الفاظ ذیل
خوش بیانی حسن معنی چوچلا
۹۷۹ ۲۸۸ ۴۳
۱۳۱۰ھ

ایضاً بطریق تفریق

چھپا دیوان ثالث داغ کا ہے التجا ہے
حسد کا داغ دل سے شاعران ہند کے دہو دے
سن فصلی اگر درکار ہے تفریق کی رو سے
سیاہی داغ سے لاف علط اشعار سے کہو دے
سنہ ۱۳۱۰ ہندی

ایضاً بطریق ضرب

مژدہ یا داے بلبلان سیر گلزار سخن
حالیا از سنگ مطبع گلشن اردو دمید
سال طبعش گر ز روے ضرب خواہی حافظا
اوج را بر قال زن تا سال تو آید پدید
۱۰× ۱۳۱= سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

چھپ رہا ہے داغ کا دیوان ثالث کون داغ
ہے جو خوش گوئی کے باعث شاعرو مین بلند
ہر الف ہے دشمنون کے حق مین اسکا تیر اور
چشم بد کیواسطے ہر ایک نقطہ ہے سپند

چشمِ مہرِ یار ہے چشمک زن ہر اسکا عین و صاد | دلربائی کے لئے ہر لامِ خوشخط ہے کمند

ذہن میں آئے دو مصراع شگفتہ جب ہوئی | طالبِ تاریخ نو حافظ کی طبعِ ارجمند

بیت

بلبلِ ہندوستان کا گلستان بیخزان | طوطیِ ہندوستان کا بوستانِ دلپسند

سنہ ۱۸۹۲ء | سنہ ۱۳۰۱ فصلی ہندی

ایضاً بیت

یہہ جنابِ داغ کا دیوان ہے حیرت نما | حرف سب جادو بھرے تانے معانی معجزے

سنہ ۱۸۹۲ء | سنہ ۱۳۰۱ فصلی ہندی

قطعۂ تاریخ نتیجۂ سخن نازک خیال جناب محمد صفدر علی صاحب خیال تخلص تلمیذ جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب آہ

یہہ چہرہ یار ہیں یا معنی آبدار | کہ مصرع ہیں سارے پھڑکتے ہوئے

خیال آنکھیں روشن ہوئیں دیکھکر | ہیں سب شعر عمدہ چمکتے ہوئے

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند شاعر معنی بند نازک خیال جناب محمد مستجاب خان صاحب خلق تخلص جمعدار رسالۂ خاص علاقۂ سرکار حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

چھپا وہ حضرتِ استاد داغ کا دیوان | سخن سے جنکے زمانے میں ہے بہارِ سخن

انہیں کے نام سے سکہ ہے شعر کا جاری | انہیں کے نام سے آباد ہے دیارِ سخن

انہیں کی قدر سے اردو نے پائی ہے رونق | انہیں کی وجہہ سے چمکا ہے روزگارِ سخن

عجیب طرزِ فصاحت غریب دیوان ہے | نئے ہی رنگ سے ہے جوش پر بہارِ سخن

یہی تو ہے بت ہندی یہی مرقع چین | یہی عروسِ سخن ہے یہی نگارِ سخن

اِسی کلام سے ہے آبروے اہل کلام	اِسی سخن کی بدولت بڑہا وقارِ سخن
اِسی بیان کو سب مستند سمجھتے ہین	اِسی زبان سے باقی ہے اعتبارِ سخن
اِسی کلام سے پہر نشۂ ہو گیا تازہ	اِسی سخن سے ہوے مست بادہ خوارِ سخن
سخن زبان کی بغل مین کبہی فصاحت سے	زبان کبہی ہے نزاکت سے ہمکنارِ سخن
کوئی بیان پہ قربان گفتگو پہ کوئی	کوئی زبان پہ صدقے کوئی نثارِ سخن
کوئی فریفتہ ترکیب پر ادا پہ کوئی	کوئی ہے بسمل مضمون کوئی شکارِ سخن
کہین بیان کی فصاحت مین تازہ رنگینی	کہین زبان کی لطافت مین ہے بہارِ سخن
جو پوچہی خلق سے مہتاب داغ کی تاریخ	کہا یہہ اُسنے - کہلا رنگ لالہ زارِ سخن
	سنہ ۱۳۱۰ ھ

ولہ

آن وحیدِ عصر یکتاے جہان	تاجِ فرقِ شاعران شاہِ سخن
خوش طبیعت خوش بیان رطب اللسان	بلبلِ ہندوستان فخرِ زمن
حضرت استاد داغ دہلوی	کرد چون دیوان مرتب در دکن
خلق ہاتف گفت سالِ طبعِ او	جلوۂ صبحِ طرب مہرِ سخن
	سنہ ۱۳۱۰ ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بیعدیل جناب سید علی شاہ صاحب حیدرآبادی متخلص بہ تلمیذ
جناب حافظ محمد شمس الدین صاحب مرحوم فیض تخلص

حضرتِ داغِ سخنور کا جو یہہ دیوان ہے	نام مشہور جہان مہتابِ داغ اسکا ہوا

اِسکے چھپنے کی کہی تاریخ حزیں نے عجیب	کیا ہی زیبا چھپ گیا دیوانِ سوم داغ کا ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکرِ شاعرِ بیمثل جناب میر یٰسین علی صاحب دِل تخلص حیدر آبادی تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالے

چون مرتب شدست این دیوان	منہدم شد کمال اہل بساط
فکر تاریخ کردمش ای دل	گلستانِ خیالِ اہل بساط ۱۳۱۰ھ

ولہ

چھپ گیا ہے اندنون دیوان داغ نامدار	خار ہیے دشمنون کو دوستونکا ہے یہہ باغ
دِل یہہ کہتا تھا کہ لکھون عیسوی تاریخ مین	غیب سے آئی صدا۔ بھبکا وہ مہتاب داغ ۱۸۹۲ء

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر رنگین بیان جناب محمد عزیز الدین صاحب دِل تخلص مہتمم کارخانہ مطبع دکن

وہ ہوا مطبوع دیوان جدید	اہل دِل کا جسپہ دِل قربان ہوا
سال دِل سے ہے عیان فی البدیہ	طبع عمدہ داغ کا دیوان ہوا ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر سخنور خوش بیان جناب منشی امتیاز احمد خان صاحب راز تخلص تلمیذ جناب منشی میر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

واہ یہہ دیوان ہے کیا رنگ مین ڈوبا ہوا	شعر جو اسمین ہے گویا ارغوان کا پھول ہے

باغ مین غنچہ چٹک کر کہتے ہین تاریخ راز	بلبل ہندوستان کے گلستانکا پہول ہے ۱۳۱۰ھ

ولہ

عنوان تاریخی

گلستان خوبی ہے پاکیزہ دیوان
۱۳۱۰ھ

کہان تہے شاہد معنیٰ کا جلوہ دیکہنے والے	وہ چشم دل سے دیکہین اس سراپا ناز کا جلوہ
کہین شوخی فصاحت خوش بیانی نکتہ آرائی	کہین عاشق کے وصل و ہجر و سوز و ساز کا جلوہ
کہین ہے بوستان عارض گلگونکی نیرنگی	کہین شمشاد قد و نرگس طناز کا جلوہ
کہلا ہے راز فصلی سال کا حیرت نما غنچہ	یہہ دیوان داغ کا جادو ہے یا اعجاز کا جلوہ
	۱۲۹۹ فصلی ہندی

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ شاعر خوش بیان جناب میر محمد علی خان صاحب تجلی تخلص
ایڈیٹر رسالہ گولکنڈہ حیدرآباد تلمیذ جناب مصنف ظلہ العالی

مرتب گشت چون دیوان دوم در عہد آصف	دام اقبالہ	کہ مثلش نیست ہیچون بس برآمد کار مطلب شد
خیال این لکہان آمد بگو لے رنج تاریخش		بحمد للہ جزاک اللہ سوم دیوان مرتب شد
		۱۳۱۰ھ

ولہ

چہپا جبکہ استاد کا میرے دیوان	جلے مدعی خوش ہوئے دوست احباب
لکہا میرے رنج یون با دل شاد تاریخ	یہہ دیوان ہے بہی داغ صاحب کا نایاب
	۱۳۱۰

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکرِ شاعرِ خوش فکر جناب فیض محمد خانصاحب ریحانی تخلص

چونکہ مطبوع شد بجان مطبوع	تازہ طباعی جنابِ داغ
طبع از طبع خود بسالش گفت	شدہ مطبوع ماہتابِ داغ سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیما شاعر بیعدیل سخنور یگانہ جناب میر ابعلی صاحب زور حیدرآبادی ملازم دفتر خزانہ عامرہ سرکار عالی

دنیا پہ ہوا داغ کا مہتاب نمایان	پورا بجدا تیسرا ارمان ہوا ہے
بیساختہ تاریخ لکھی زور نے اسکی	مطبوع جہان داغ کا دیوان ہوا ہے سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

گلزار داغ اول و بعد آفتابِ داغ	دیوان تیسرا ہی دل افروز چھپ گیا
مژدہ ہے عاشقون کو سن عیسوی کا زور	مہتاب داغ و نامہ جگر سوز چھپ گیا ۱۸۹۲ع

ایضاً

کیا گلستان سخن کی ہے سہ چند اسکی بہا	جلوۂ داغ کا روشن ہے زمانے مین چراغ
عیسوی سال کہا زور نے مرغوبِ جہان	مژدہ زیبندہ چھپا تیسرا دیوان داغ ۱۸۹۲ع

ایضاً

تہا جسکا منتظر ہمہ تن چشم یک جہان	اے زور اب چھپے ہین وہ اشعارِ قلب سوز
تاریخ عیسوی کی ہے چوتہے فلک پہ دہوم	مہتاب داغ چھپ گیا دیوان دل فروز ۱۸۹۲ع

ایضاً رُباعی

دیوانِ سوم عجیب و نایابِ داغ
سن تو نے لکھا ہے علیسوی کا اے زورؔ

چھپتے ہی ہوا پسند احبابِ داغ
دِلسوز ورق چھپا ہے مہتابِ داغ
۱۸۹۴ء

ایضاً

سرسبز رہے سدا گلستانِ داغ
اے زورؔ یہہ ہے نوید تاریخ طبع

مہتاب عیاں ہوا بصد شانِ داغ
لالہ کا چمن ہے دیکھہ دیوانِ داغ
۱۳۱۱ھ

ایضاً

گلزار کی تہی چمک آفتاب کی
تاریخ طبع زورؔ نے لکہی ہے بہا

مہتاب داغ تیسرا جلوہ نما ہوا
دیوان داغ دِل چمن لالہ چھپ گیا
۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال جناب سراج میر خاں صاحب سحرؔ بہوپالی منصبدار

چھپا نواب مرزا کا وُہ دیوان
کہ جسپر لوٹ ہین دلہائے عالم

یہہ ہے دیوان کی جدول کہ یاب
کسی معشوق کا گیسوئے پُرخم

اُنہو کہے چُلبلے مضمون ایسے
فدا ہونے کو جان موجود ہر دم

ہر اک مصرع مین ہے اندازِ شوخی
کہ تصویر پری ہے قدِ آدم

کہان پیدا ہین ایسے نکتہ پرور
مقولہ ہے زباندانون کا باہم

لکھو تاریخ اِسکی سحؔر تم بہی
کلامِ داغ ہے محبوبِ عالم
۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ از تصنیف شاعر شیرین مقال ظہوری خیال جناب خواجہ ولایت حسین صاحب سرور تخلص لکھنوی

دیوان داغ کیسا چھپا ہے شدومد سے
صرف اسمین ہو رہا ہے کاغذ کا اور قلم کا
ہے زیر طبع حکم حاکم سے وہ دکن مین
دیکھے تو کوئی اسکو ہے لطف جام جم کا
تاریخ کے لیئے تو کہدے سرور فورا
عالم مین دیکھو ہمدم مہتاب داغ چمکا
۱۸۹۳ع

قطعۂ تاریخ از نتیجہ فکر طبع وقاد افتخار الشعرا شاعر بے مثل و بے نظیر جناب حافظ خان محمد خانصاحب شہیر تخلص ملازم سرکار بہوپال

نیرنگ کلام میرزا داغ
افسون گوئی نوید آمد
آئینۂ جلوۂ راز معنیست
سرمایۂ ذوق دید آمد
ہنگامہ فروش بی قیامت
دردانۂ بے ندید آمد
ہر بستگیم کشاد دل را
نعم البدل کلید آمد
خمیازہ کشان کجا کجائید
خمخانہ کشش نبید آمد
شاگرد جناب ذوق مرحوم
مرزاست کہ بس رشید آمد
این پیر طریق شاعری را
ہر گوشہ دو صد مرید آمد
در معرفت سخن شناسی
ہمرتبۂ بایزید آمد
وارد باداے خود دم تیغ
صد دل چو دلم شہید آمد

گلزار وہم آفتاب زارش
در لطف سخن فرید آمد

این جلوہ گر سوم بصد ناز
بازای دل ناامید آمد

گفتیم شہیر سال طبعش
نظم نادر پدید آمد

۱۳۱۰

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال جناب ابو محمد صاحب شمس تخلص متوطن کلکتہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

استاد کا جو دیوان چھپکر ہوا مرتب
تھا چار سو یہہ شہرہ لٹتی ہے دولت نظم

تاریخ عیسوی کی اے شمس فکر کی جب
آئی ندا فلک سے باران رحمت نظم

۱۸۹۲ع

ایضاً

چھپ چکا جبکہ تیسرا دیوان
سب سے پایا جدا کلام داغ

فکر تاریخ کی ہوئی مجھکو
کہ مرتب ہوا کلام داغ

شمس ہاتف نے دی فلک سے ندا
نسخہ کیمیا کلام داغ

۱۸۹۲ع

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر فلک پیمای شاعر شیرین زبان نازک خیال جناب منشی نصیر احمد خان صاحب شوق میر منشی رسالہ اردلی خاص بھوپال تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

بے بہا قطعات تاریخ

۱۸۹۲ع

عنوان تاریخی

چہپا دیوان ثالث صاف و زیبا

سنہ ۱۳۰۱ ہجری

استاد کا ہے کلک گہر بار مصور
کہینچا ہے ہر اک شعر مین معشوق کا انداز

الفاظ دل آویز ہین مضمون اچہوتے
یہہ ڈہنگ غضب کا ہے بلا کی ہے پرواز

مصرع ہے ہر اک روکش ابروے حسینان
نقطہ ہے ہر اک مردمک چشم فسونساز

یون زیور خوبی سے مزین ہین مضامین
جسطرح کہ آراستہ ہو شاہد طناز

ترکیب ہے مرغوب خوش اسلوب ہے بندش
کچہہ رنگ ہے استاد کا کچہہ میر کا انداز

جادو بہرے اشعار پہڑکتے ہوے مصرع
دیوان کو کیونکر نہ کہین نسخۂ اعجاز

کچہہ ہجر کی باتین ہین تو کچہہ وصل کی گہاتین
عشاق کی منت کہین معشوق کی انداز

کی داغ سخن سنج نے کیا خوب زبان صاف
انپر ہوا انجام کیا میر نے آغاز

دعوے سخن جسکو ہو وہ ہمکو بتاوے
یہہ لطف یہہ شوخی یہہ زبان اور یہہ انداز

اس گلشن اردوے معلّی کی کرین سیر
سعدی ہین کدہر اور کہان بلبل شیراز

حاسد بہی پڑہہ جائین وہ تاریخ لکہون شوق
یہہ داغ کا دیوان ہے سویدائے دل نواز

۱۳۰۱ھ

عنوان تاریخی

دیوان ہے یہہ داغ باصفا کا

۱۳۰۱ نوبہار فارسی

عجب حضرت داغ کا ہے یہہ دیوان | دکھایا ہے عالم کو رنگ طبیعت
کہین عالم آشوبی عشق پرفن | کہین شورش انگیزی شوق وصلت
کہین ذکر خونریزی تیغ ابرو | کہین اشک افشانی چشم حسرت
کہین جلوۂ حسن کی لن ترانی | کہین عشق بیباک و پرفن کی حالت
کہین شمع و پروانہ کی جانگدازی | کہین بلبل و گل کی رنگین حکایت
کہین لذت وصل و تکلیف ہجران | کہین حسرت دید و رشک رقابت
کہین ذوق کیفیت بادہ خواران | کہین نازش ساقی حور طلعت
کہین ناوک اندازی دست مژگان | کہین مہر انگیزی چشم الفت
کہین ناز و انداز ہین جلوہ آرا | کہین سحر پرداز مہر و محبت
کہین چٹکیان دلمین لیتے ہین مضمون | کہین شوخیان ہین کہین ہی شرارت
کہین صاف لفظون سے شوکت ہویدا | کہین چست بندش سے پیدا نزاکت
یہہ دیوان اہل سخن نے جو دیکہا | کہا ہے خدا ساز حسن بلاغت
لکہی شوق نے اسکی تاریخ روشن | یہہ دیوان ہے جلوہ فروش فصاحت
سنہ ١٣١٠ھ

عنوان تاریخی

ہے نگارستان داغ باوفا

سنہ ١٨٩٣ع

گلستان مضمون ہی دیوان داغ | ہوا سیر سے اُسکے تازہ دماغ

نہ پائینگے دنیا مین اُسکا نظیر	کرین جستجو یار لیکر چراغ
سنو شوق سے مصرع سال طبع	کہلا ہے معانی کا پاکیزہ باغ
	سنہ ۱۳۰۱ نوروز فارسی

عنوان تاریخی

عروج جلوہ سے مہتاب داغ اسکے ہوا

سمت ۱۹۴۹

دیوان داغ کیون نہ بصارت فروز ہو	لکھا ہے خوشنویس نے روشن مداد سے
یہہ روشنی طبع کا مضمون مین ہے اثر	مہتاب داغ ہوگیا نور سواد سے
	سنہ ۱۸۹۳ء

عنوان تاریخی

گلستان خوبی ہے پاکیزہ دیوان

سنہ ۱۳۱۰ھ

کہان ہین شاہد معنی کا جلوہ دیکھنے والے	وہ چشم دل سے دیکھین اس سراپا ناز کا جلوہ
کہین شوخی فصاحت خوش بیانی نکتہ آرائی	کہین عاشق کے وصل و ہجر سوز و ساز کا جلوہ
کہین ہے بوستان عارض گلگون کی نیرنگی	کہین شمشاد قد و نرگس طناز کا جلوہ
کہلا ہے راز فصل سال کا حیرت نما غنچہ	یہہ دیوان داغ کا جادو ہے یا اعجاز کا جلوہ
	سنہ ۱۲۹۹ ف سندی

ولہ

جب یہہ دیوان جہان معنی ہے	اسکی تاریخ ہو وہ مشفق من
نکلے ہر چیز سے زمانے کی	شوق سے سن لے یہہ شگرف سخن
	سنہ ۱۳۱۰ھ

پہلے اُس چیز کے عدد لکھ لے	جس سے ہو مشکل مدعا روشن
پھر اسے ضرب کر تو بارہ ۱۲ سے	اور پانچ اُسمین جوڑ اے پُر فن
بعد ازاں اُسکو چھ پہ کر تقسیم	اور باقی کو اے وحید زمن
دو سو باسٹھ ۲۶۲ مین ضرب دے بیشک	حاصل ضرب ہوگا ہجری سن

تمثیل قاعدہ

مثلاً لفظ آب سے تاریخ نکالنی منظور ہے - اسکے تین ۳ ہین - تین ۳ کو بارہ مین ضرب دیا چھتیس ۳۶ ہوے - اسپر پانچ بڑہاے - اکتالیس ۴۱ ہوے - اکتالیس ۴۱ کو چھ ۶ پر تقسیم کیا - چھ ۶ بار گئے - پانچ ۵ بچے - پانچ کو دو سو باسٹھ ۲۶۲ مین ضرب کیا حاصل ضرب سنہ ۱۳۱۰ ہوی علیٰ ہذا القیاس

ولہ در صنعت ترجمہ

از فضلِ کردگار درین موسم بہار	سرسبز شد چو گلشن راحت فزائے داغ
گفتہ سال شوق بیک مصرع بلند	باغ گزین و نغمۂ جادو دوائے داغ
	سنہ ۱۳۱۰ ہجری سنہ ۱۳۱۰ فارسی سنہ ۱۳۱۰ ہندی

تصریح صنعت

ب دو ۱۰	ا یک ۳۰	غ ہزار ۲۴۲	ک بست ۴۷۲	ز ہفت ۴۸۵	ی دہ ۹	ن پنجاہ ۶۱	۰	[illegible]
ن پنجاہ ۶۱	غ ہزار ۲۵۳	م چہل ۳۸	ہ پنج ۵۵	ج سہ ۶۵	ا یک ۳۰	د چہار ۲۰۹	و شش ۶۰۰	[illegible]
د چہار ۲۰۹	و شش ۶۰۰	ا یک ۳۰	ی دہ ۹	د چہار ۲۰۹	ا یک ۳۰	غ ہزار ۲۱۳	۰	[illegible]

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند شاعر رنگین بیان جناب میرزا محمد مشرف یار خان صاحب شرف از عمائد حاورہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

حضرت داغ کا دیوان سوم کیا کہنا		مخزن علم و ہنر ہے کوئی کیا جانے اسے
غنچۂ دل کے علئے اسکی ورق گردانی		جنبش باد سحر ہے کوئی کیا جانے اسے
کسی بیمار محبت کی کہانی ہے یہہ		قصہ درد جگر ہے کوئی کیا جانے اسے
لو سُنا ہے کہ مرتب ہوا مہتاب داغ		ہمکو تحقیق خبر ہے کوئی کیا جانے اسے
سن ترتیب شرف تم بھی لکھو کیوں نہ لکھو		سرمۂ مفت نظر ہے کوئی کیا جانے اسے ۱۸۹۱ء

ولہ

خوشا مطبوع شد دیوان استاد	سخن سنجان مبارکباد سالش
ندا کرد از سر تحقیق ہاتف	بگو ودل کش شرف از نظم دلکش ۱۳۱۰

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر جلیل جناب ابو الجمیل مولوی عبد الجلیل صاحب شیفتہ بھنگواپوری ضلع مظفر پور تلمیذ جناب نیّر بنارسی

بیشک ہے کلام داغ خوش گو	مجموعۂ لاجواب نادر
ہاتف نے کہا یہہ شیفتہ سے	تاریخ ہے انتخاب نادر ۱۳۰۹

ولہ

اِک دھوم مچی اہل سخن میں ہر سو | جب طبع ہوا داغ کا دیوان سوم
مینے بھی کہا شیفتہ بہر تاریخ | اب طبع ہوا داغ کا دیوان سوم
سنہ ۱۳۱۰ھ

ولہ

چو کلام حضرت داغ ماکہ یکے ز اہل سخن ورا | بخطاب طوطی ہند خواند و یکیش شکر شکر مزا گفت
ز برای زینت ناظرین شدہ طبع شیفتۂ حزین | پی سال طبع دلم۔ زہے سخن ہمیشہ بہا گفت
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند جناب مولوی یوسف خانصاحب دہلوی صبا تلمیذ جناب نیر بنارسی

جسنے دیکھا کلام حضرت داغ | دل سے اُسنے بہت پسند کیا
بہر بہجت سے لکھا صابر نے | کیا کلام نفیس داغ چھپا
سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر سخنور رنگین بیان جناب محمد عبدالرحیم صاحب صبا خلف حاجی قاضی محمد پناہ صاحب سالہ دار سرکار رتلام شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

چھپا کیا ہی دیوان استاد و اہ | ہراک کہہ رہا ہے بہت خوب ہے
یہہ معشوق کی جان عاشق کا دِل | ہراک زندہ دل کا یہہ محبوب ہے
تجھے اِسقدر فکر تاریخ کیون | صبا کہہ بھی دے کیا ہی مرغوب ہے
سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر شیرین زبان جناب محمد عبدالحق صاحب صفا قادری شہیدی رام پوری

ہوے حضرت داغ جو رونق افزا
تو کیا جلوہ آرا بہار دکن ہے

ہوے سیکڑوں چشمۂ فیض جاری
یہہ بحر طبیعت ہی کیا موجزن ہے

چھپا آج دیوان بیمثل انکا
جو مہتاب داغ آفتاب زمن ہے

ہوا اوج آرا وہ بخت ہمایون
کہ اب قدردان شہریار دکن ہے

ہراک شعر سے موجزن ہین بہارین
یہہ دیوان رنگین وہ رشک چمن ہے

صفا مین نے تاریخ پرنور لکھی
یہہ مہتاب اوج سمائے سخن ہے

۱۳۰۹

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال نزہت افزای ریاض سخن جناب محمد صابر مین صاحب صبا نائب محکمۂ نیابت وزارت دیوانی و فوجداری ریاست بھوپال

ز انوار سخن شد چشم مشتاق جہان روشن
فروغ نظم دلفریب این کہ نور ماہتاب است این

بشوخیہاے معنی پیکر الفاظ سحر آگین
سراپا جلوۂ نیرنگی حسن شباب است این

بیا موسیٰ تماشا کن اگر چشم ہوس داری
چو سوز و طور را آن شمع حسن بے نقاب است این

بچیند چشم نظارہ بہار دامن گلچین
ز گلہاے مضامین رونق گلشن کتاب است این

بہ بین از دیدۂ مست سخن کیفیت شوخی
بلفظ اندر کجا معنی ست در ساغر شراب است این

نگاہ شوق محو دید چشم خویش را گوید
پئے ہر شعر معنی خیز صاد انتخاب ست این

بشوق دیدن و ذوق شنیدن مژدۂ بادا دل
کہ چشم و گوش مشتاق سخن را فتح باب است این

سخن با طرز دل آویز خود دہر دل عزیز آمد
ہمہ نازش فروش شوق طبع شیخ و شاب است این

شد از سرمایۂ حسن و قبول آرائش معنی	کلام ست این کہ تاثیر و عامے مستجاب ست این
بہ تکرار ای صبا تاریخ را قند مکرر کن	کلام لاجوابست این کلام لاجوابست این سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر انیق شاعر خوش گو سخنور معانی بند جناب صبر صاحب صبا لکھنوی

شیفتہ ہون دل سے مین ناز کلام داغ کا	ذکر ہے ہر بار انداز کلام داغ کا
ترک دیوان غالب و میر ظفر کے ہو گئے	خلق مین شہرہ ہے آغاز کلام داغ کا
سن کے جی اُٹھتے ہین لاکھون سال کے کُشتے دلا	وصف ادنیٰ ہے یہہ اعجاز کلام داغ کا
جب سنی یہہ دھوم چھپا ماہتاب داغ ہے	دم لگا بھرنے مین دلساز کلام داغ کا
بلبل دل سے ملا یہہ مصرع تاریخ صبر	واہ کیا کہنا وہ انداز کلام داغ کا سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند جناب سید محمد امراؤ علی صاحب صبر تخلص بھوپالی

داغ نے ایسی دکھائی ہے بہار باغ نظم	نقطہ نقطہ صفحۂ دیوان کا ہے رشک چمن
ذکر جنت مین بہار نظم کا پہونچے اگر	دل مین رضوان کے ہو پیدا شوق گلزار سخن
ماہتاب داغ کی تاریخ لکھو صبر گر	کہدو تم - اب خوب چمکا نیر فکر کہن سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ سخنور بی نظیر جناب منشی مسعود احمد صاحب ضمیر خلف و تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی

نور مہتاب داغ سے چمکا — اور اہل سخن ہین نام داغ
سچے دل سے ضمیر کہتا ہے — لایق ناز ہے کلام داغ
سنہ ۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر جناب محمد نعیم الحق صاحب ضو تخلص شیخپوری شاگرد جناب امیر و جناب مصنف مد ظلہ العالی

چھپا دیوان اُس اُستاد کا ضو — کہ جو اُستاد اُستادِ زبان ہے
نہ کیونکر دل ہو اس دیوان مین تسخیر — مصنف اسکا اک جادو بیان ہے
سرِ دیوان سے فصلِ سال پایا — خیالِ بلبلِ ہندوستان ہے
سنہ ۱۳۱۲ف

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیمای شاعر شوخ فکر رنگین بیان جناب نواب میرزا بہاء الدین خان صاحب نبیرۂ نواب ضیاء الدین خانصاحب بہادر مرحوم رئیس لوہارو طالب تخلص انسپکٹر ٹھگی و ڈکیتی سنٹرل انڈیا

بٹھا دیا نہ خدا کے کرم سے آخر کار — دکن مین داغ نے سکہ زبانِ اُردو کا
قلم نے کام کیا تیغ تیز سے بڑھکر — حریف کوئی مقابل نہ اُسکے ٹھیر سکا
شہِ دکن کے لئے زیب تھا ہی اُستاد — کہ ہے یہی تو شہنشاہ ملکِ معنی کا
دکن کے شاہ نے دی اُسکو دولت و حشمت — خدا نے علم کی دی اُسکو نعمتِ عظمیٰ
کلام اسکا ہے مرغوب شہر یارِ دکن — کلام اسکا ہے مقبول بارگاہِ خدا

کلام اسکا ہر اک خاص و عام کو دل سے — پسند آیا ہے آتا رہیگا آئے گا
نیا ہے رنگ نئی طرز ہے نئی بندش — نیا ہے لطف نئی بات ہے کلام نیا
دیا جو حکم کہ یہ چھپ کے مشتہر ہو کلام — تمام ہند میں مہتاب داغ جا چمکا
ہے اس کلام میں وہ تازگی شگفتگی — چمن ہو جیسے لطافت سے باغ باغ کھلا
اسی کلام پہ عاشق مزاج ہیں مفتون — ہے اس کلام میں انداز دلربائی کا
اسی کلام سے رونق زبان اردو کی — اسی کلام پر اہل زبان ہیں دل سے فدا
ہے اس کلام کی خوبی بیان سے باہر — کہ اس کلام کا شہرہ کہاں کہاں پہنچا
طلب یہ ہاتف غیبی نے دی ندا مجھکو — لکھا اس کلام کی تاریخ نظم بیش بہا
۱۳۱۰

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع آسمان پیوند شاعر خوش فکر دہلوی نظیر جناب ظہیر الدین صاحب دہلوی ظہیر تخلص شاگرد اُستادِ ذوق

زمانے کو مژدہ جہان کو نوید — کہ تابان ہوا ماہ تابان داغ
بہار مضامین رنگین نہ پوچھ — شگفتہ ہیں نسرین و ریحان داغ
عجب حسن پر ہے ریاض سخن — عجب جوش پر ہے گلستان داغ
فصاحت کا دریا ہوا موجزن — زہے بارش ابر فیضان داغ
بلاغت کی پوچھو تو کچھ حد نہیں — کہ مشکل سے مشکل ہے آسان داغ
اگر نکتہ نکتہ ہے باب سخن — تو گنج معانی ہے دیوان داغ

ثنائے سخن میں ہے قاصر زبان	جہاں تک ہو تحسین ہے شایانِ داغ
زہے پایہ گاہ کلامِ بلیغ	زہے عظمت و شوکت و شانِ داغ
نتیجہ سے فکر تاریخ کی تھی ظہیر	ہوئی رہنمون طبع درشانِ داغ
سر انگندہ انجم ہین افلاک پر	کہ طالع ہوا انجم دیوانِ داغ
	۱۳۰۱ھ

تاریخ طبع دیوان استاد سلطان دکن بلبل ہندوستان جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی نتیجۂ فکر محمد حبیب اللہ عشق شاگرد ممدوح مدظلہٗ

از نسیم کلام حضرتِ داغ	غنچۂ دل برنگِ گل بشگفت
سالِ طبعش سروش غیب ای عشق	نغمۂ عندلیبِ دہلی گفت
	۱۳۰۱ھ

ایضاً

شد چو دیوان سو مین داغ	صورت آفتاب عکس فگن
ملہم غیب سال طبعش عشق	گفت ـ مہتابِ آسمانِ سخن
	۱۳۰۱ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال جناب محمد یوسف حسین صاحب عزیز مارہروی شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

مرتب کنون گشتہ دیوانِ داغ	کہ ہر سطر او سلکِ دُرِ عدن
ازین نغمۂ تازہ و سازِ خوش	بوجد اندر آمد دل و جانِ من

زہے شاعر و شعر را پایۂ — بافلاک شعرش شدہ دست زن
چنین گفت مصراع سالش عزیزؔ — بہار معانی در روح سخن
سنہ ۱۳۰۹ھ

ایضاً

دیوان جناب حضرت داغ — جب طبع ہوا بزیب و زینت
تاریخ عزیزؔ نے یہہ لکھی — گلدستۂ فرحت و فصاحت
سنہ ۱۸۹۲ء

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر شیرین زبان جناب حکیم محمد قیام الدین صاحب چوہدری فکر تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

فکرؔ مہتاب داغ مین ہے وہ حسن — کہ فلک کہہ اٹھا قمر قربان
کیا قمر مین ہین چار چاند لگے — مہر این ماہتاب پر قربان
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش مقال جناب فضل شاہ خانصاحب فراقؔ شاگرد جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب آہ

کلام داغ جادو ہے اثر مین — مگر جادو مین بات ایسی کہان ہے
نہ کیون ہر لفظ سے ٹپکے حلاوت — کلام شاعر شیرین بیان ہے
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از فکر سنخوش بیان عذب اللسان جناب محمد قادر علی صاحب قادر سر رشتہ دار بخشیگری جلیلۂ ریاست بھوپال

کلام نواب میرزا ہے یہہ نظم دلچسپ و دلربا ہے — زبان مین اور ہی مزا ہے بیان مین رنگ دوسرا ہے

مذاق شیرین ہے اس سخن مین شکر ہے گویا گھلی ہے منہ مین — یہہ آج شہرہ ہے اہل فن مین کلام شیرین ہے بامزا ہے

سخن یہہ منتخب ہے قادر سمجھتے اسکی ہین قدر ماہر — یہہ خوبیو نسے ہے اسکی ظاہر جو اسمین مضمون بندھا ہے

خیال تاریخ دلمین گذرا تو سال ہجری زبان پہ آیا — فصیح زیبا ہے تازہ بندش بیان جادو بھرا ہوا ہے

سنہ ۱۳۱۰

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر نکتہ سنج جناب مولوی محمد قمر الدین خانصاحب شاہجہانپوری قمر و ملال تخلص منشی محکمہ صدر عدالت صوبہ شمالی ملک سرکار عالی شاگرد جناب مصنف ظلہ العالی

حضرت نواب مرزا خان داغ — اوستاد نامی ہندوستان

کرد چون تصنیف دیوان سوم — شش جہت شد شہرتش اندر جہان

گشت روشن چشم مشتاقان ازو — تیرہ شد عالم بروے حاسدان

سال طبعش عیسوی گفتہ قمر — ماہتاب داغ ملکا فروز جان

سنہ ۱۸۹۲ع

ایضاً تاریخ اردو

عجیب شیرین گلزار داغ ہے بیشک — غریب نور مین ہے آفتاب داغ بجا

مگر ہوا ہے جواب ماہتاب داغ طلوع — یہہ چاند ہی ہے سپہر سخنوری مین نیا

کہا ملال نے تاریخ طبع کا مصرع — جناب داغ کا دیوان لاعدیل چھپا

۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند شاعر شوخ فکر جناب محمد محمود خانصاحب محمود تخلص تلمیذ جناب مصنف دام فیضہٗ

مری آنکھہ جھپکی تہی محمود اِک شب
تو کیا دیکھتا ہون کہ اِک انجمن ہے
نئے لوگ ہین اور نیا ساز و سامان
غرض بزم کی بزم گل پیرہن ہے
بلا کر یہہ اِک شخص سے مین نے پوچھا
یہہ محفل کہ پہولا پہلا اِک چمن ہے
سبب منعقد ہونے کا اِتو بتا تو
خوشی ایسی کیون زیر چرخ کہن ہے
کہا اُسنے اے بیخبر تو مقرر
مسافر ہے کوئی غریب الوطن ہے
اُس اُستاد کامل کا چھپتا ہے دیوان
کہ جو آجکل زیب بخش دکن ہے
کہا مین نے تاریخ کیا ہے تو بولا
کہ۔ جلوہ نما ماہتاب سخن ہے
۱۳۰۹

ایضاً

مجھے حیرت تہی کیا ہے ایسی شادی
کہ عالم ہے خوشی سے باغ باغ آج
ندا آئی کہ لکھہ محمود تاریخ
وہ شایع ہوگیا ماہتاب داغ آج
۱۸۹۲ء

ایضاً

دیوان چھپ رہا ہے کہ ہین پہول کہل رہے
کیا جوش پر ہے باغ دکن مین بہار داغ
ہین گلشن جہان مین شہ ذوق اِس کلام کے
بلبل فدائے داغ ہین گل ہین نثار داغ

محمود کو خیال جو تاریخ کا ہوا		آئی یہ صدائے غیب - کہو لالہ زار داغ سنہ ۱۳۱۰ھ
	ایضاً	
جب چھپا دیوان جناب داغ والا جاہ کا مین نے بہی محمود سنکر لکھی یہہ تاریخ طبع		دوستون کے دل ہوے خوش دشمنونکے ہوش گم اب ہوا شایع مرے اُستاد کا دیوان سوم سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر گہربار شاعر نازک خیال جناب مولوی عبداللہ خانصاحب مقبل ساکن ٹونک ملازم محکمہ صدرالمہامی بہوپال

سبحان اللہ حضرت داغ کز دیدن او بصر کرانہ مقبل چہ نمک فشاند در سال	زانگونہ کلام خویش پیراست احسنت زکام خلق برخاست معشوق ملیح جلوہ آراست سنہ ۱۳۱۰

	ایضاً	
داغ کی روشن بیانی دیکھیے وصف دیوان مین یہہ مقبل نے لکھا		داغ کہاے اس سے دلپر ماہ نے گل کہلائے داغ عالی جاہ نے سنہ ۱۳۱۰ھ
	ایضاً	
کیا داغ کا دیوان ہے کوئی آئنہ خانہ یہہ بہی جو نہین ہے تو پری خانہ ہے بیشک کیا خوب یہہ مقبل نے لکھا سال الٰہی		مردم اسے کیون دیکہہ کے رہجاتے ہین ششدر دل دیکھنے سے جسکے ہے دیوانہ و مضطر معنی کا پرستان ہے یہہ دیوان منور سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

یہہ تیسرا دیوان بہی لکہا داغ نے کیا خوب
پھولون سے مضامین کے سراپا ہے گلستان

پایا ہے سخن مین بخدا طرز خداداد
اُردو کا بجا ہے جو کہین آپ کو سحبان

ہے رنگ سخن رنگ زمانہ سے موافق
پیدا ہے جو اک بات تہ سو باتین ہین پنہان

حالیہ لکہا تو نے یہہ مقبل سن فصلی
اِک داغ ہے حاسد کے لئے جلوہ دیوان

۱۲۹۶ف ہندی

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین مقال جناب برہان علی صاحب مخمور تخلص حیدرآبادی تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

چہپا تیسرا داغ صاحب کا دیوان
مضامین خوب اصطلاحات عمدہ

لکہا سال ہجری یہہ مخمور نے بہی
ہوا طبع سب مخزن روزمرہ

۱۳۱۰ ہجری

ایضاً

جو دیوان چہپا میرے اُستاد کا
ہوا کیا ہی مخمور دل باغ باغ

سر اُنس سے سال لکہہ عیسوی
ہوا طبع رنگین یہہ مہتاب داغ

۱۸۹۳ع

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش فکر نازک خیال جناب محمد غالب مرزا صاحب مراد تخلص برادر زادہ و شاگرد جناب مصنف مدظلہ

واہ کیا دیوان ہے مہتاب داغ
شمس نورانی ہے یہہ مادہ تمام

شاعری نازان ہے جس استاد پر
کون وہ استاد اِس فن کا امام

واہ لے نواب مرزا خان داغ
مستند دنیا مین جنکا ہے کلام

اُنکا یہہ دیوان نامی چھپ گیا
جسکے آگے ماہ و اختر ہین غلام

ابتدا سے انتہا تک ایک ہے
سر سے پا تک روزمرہ ہے تمام

چاند ہے کہیئے تو اُسمین داغ ہے
اور یہہ بیداغ بالکل لا کلام

اِسکو کیا سورج سے ہم تشبیہ دین
اُسمین نور اور اُسمین آتش ہر تمام

اب اِسے کس چیز سے دیجے مثال
ہوتی رہتی ہے قلم کی رُوک تہام

حاسد و نکار شک سے
دل ہوے کباب
دشمن اِسکی آگ مین لوٹین مدام

اِسکا سال طبع یون لکھو مرا
سب کلام داغ ہے ماہِ تمام

سنہ ۱۳۱۲ ہجری

ایضاً

ہوا وہ ہے جناب داغ تا بالمرہ جس سے روشن وہ مہ ہین
فروغ سے اسکے جگمگایا سپہرہ جاہ و جلال اُردو

مجھے ہوئی فکر اسکی جسدم کہ ختم سال کیا لکھو مین
پکار ہاتف مراد لکھو۔ کمال فضل و کمال اُردو

۱۳۱۲ ہجری

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال روح روان گلشن سخن جناب محمد شاکر حسین صاحب نگہت تخلص سہسوانی

چھپا یہہ دیوان داغ کا ہے کہ شعلہ روشن چراغ کا ہے

جو رنگ مضمونون مین باغ کا ہے بہار معنی مین تازگی ہے

بلند اشعار ہین سراسر زمین غزلون کی ہے فلک پر

ہر ایک نقطہ بنا ہے اختر سواد تحریر چاندنی ہے

بہری ہین کیا شوخیان بلا کی تڑپ ہے بندش مین انتہا کی

یہہ فکر ہے داغ خوش نوا کی طبیعت ایسی کسے ملی ہے

یہہ حسن ترکیب ہے سراپا کہچا ہوا حور کا ہے نقشا

ہر ایک مصرع ہے قد پری کا یہہ سادہ پرکار شاعری ہے

ہے رو کش لالہ زار دیوان نہ کیون دکہائے بہار دیوان

نظر سے گذرے ہزار دیوان کچہہ اسکی پرداز ہی نئی ہے

اسی پہ مرتا ہے سب زمانہ یہی ہے اک زیست کا بہانہ

بیان مین ہے رنگ عاشقانہ سخن مین معشوقیت بہری ہے

لبہا رہے ہین دلونکو مضمون بہرا ہے شعرون مین سحر و افسون

سخن پہ ہے چشم شوق مفتون نگاہ حرفون پہ جم گئی ہے

زبان کی تعریف مین کرون کیا ہوا ہے اشعار سنکے سکتا

نہین ہے منہہ مین زبان گویا چپ ایسی کچہہ آج لگ گئی ہے

کہلاو نگہت گل مضامین سناو تاریخ نور آگین

کلام دلکش بیان رنگین یہہ معجزہ بہی ہے سحر بہی ہے

ایضاً

کلامِ حضرتِ نواب مرزا ۔۔۔ پسند خاطرِ پیر و جوان ہے
نہین دیوان داغِ نکتہ پرور ۔۔۔ متاعِ حسن معنی کی دُکان ہے
چھپے دلمین نہ کیونکر رنگِ مضمون ۔۔۔ زبان شاعر کی خنجر کی زبان ہے
بھری ہے کوٹ کر شوخی سخن مین ۔۔۔ جزاک اللہ کیا حسنِ بیان ہے
نہ پوچھو رفعتِ شانِ معانی ۔۔۔ زمین شعر رشکِ آسمان ہے
ڈہلا ہے حسن کے سانچے مین ہر شعر ۔۔۔ سخن سے نور کا جلوہ عیان ہے
بیان مین ہے بہارِ حسنِ یوسف ۔۔۔ ہجومِ شوق عالم کاروان ہے
پریخانہ کا ہے ہر بیت مین لطف ۔۔۔ جو مصرع ہے قدِ حورِ جنان ہے
ہر اک برجستہ مصرع شوخیون سے ۔۔۔ حریفِ مصرعِ برق طپان ہے
نہ کیونکر آبرو پائین مضامین ۔۔۔ طبیعت جوش دریائے روان ہے
لکھی برجستہ نکہت نے یہ تاریخ ۔۔۔ کلامِ شاعرِ شیرین بیان ہے
سنہ ۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر رنگین سخن عالی فکر جناب مولوی محمد فصیح اللہ خان صاحب نیّر تخلص رئیس شہر بنارس تلمیذ جناب مرزا محمد حسن صاحب فائز

چھپ گیا دیوانِ ثالث داغ کا ۔۔۔ جسکو روح و جانِ آرائش کہو

فکر سال طبع اے نیر جو ہو | ہے نگارستان آرائش کہو
سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع بلند و فکر ارجمند جناب سید آل حسن صاحب نگہت شاگرد جناب نسیم بہرت پوری

واہ کیا عمدہ چھپا مہتاب داغ | شان الفاظ و معانی دیکھنا
فرق حاسد کا مگر نگہت لکھو | داغ کی معجز بیانی دیکھنا
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین زبان جناب محمد فخر الدین صاحب نادم تخلص فرزند جناب حافظ لطف الدین صاحب سوداگر رام پوری

چھپا تیسرا جبکہ دیوان داغ | ہوئے دیکھکر شاد ارباب فن
پئے سال تاریخ نادم شتاب | رقم زد مبارک عروس سخن
سنہ ۱۳۰۹ھ

ایضاً

چھپ گیا دیوان ثالث داغ کا | جو سخن گوئی مین ہین عالی مقام
سال ہجری طبع کا نادم یہہ لکھ | دُر تاج شاعری ہے یہہ کلام
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

دیوان تیسرا ہی چھپا خوب داغ کا | مشتاق جسکے دید کا سارا جہان ہے
ناز و ادا و عشوہ و سوز و گداز دل | سب کچھ ہے حسن و عشق کی گویا یہہ جان ہے

انصاف سے جو دیکھیے ناؔدم تو واقعی — آفت کی بندشین ہین بلا کا بیان ہے
فصلی و عیسوی لکھے یہہ دونون ہمنے سال — مضمون سحر کے ہین غضب کی زبان ہے

۱۲۹۹ف — ۱۸۹۲ع

ایضاً

گشت دیوان سوم طبع چون با صد آب و تاب — از گل مضمون رنگینش معطر شد دماغ
بہر تاریخ مسیحی فکر دامنگیر شد — از دل و جان گفت ناؔدم سلک گوہر سفتہ داغ

۱۸۹۲ع

ایضاً

زہے فکر داغ ہمہ دان فن — چہ زیبا دُرِ نظم نایاب سفت
بصد حسنِ صحت چو گردید طبع — بدلہا گلِ شادمانی شگفت
پئے عیسوی سال ناؔدم شتاب — بملکِ سخن سکہ داغ گفت

۱۸۹۲ع

ایضاً

طبع مہتابِ داغ شد ناؔدم — کہ ازان گشتہ روشنی بدماغ
شد یدد طبع سال طبع کہ ہست — فکرِ حاضر — جناب مرزا داغ

۱۳۰۹ — ۱۳۰۹

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع شاعر رستم بیان معرکۂ سخن منشی محمد عبد الرزاق صاحب نصرؔ باشندۂ ناگپور حال ملازم سرکار نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ

حسن کے مہتابِ داغ کا چھپنا — بولے تاریخ اِس کی سب کہہ دو

کون کہتا ہے تیسرا دیوان	باب ہے رحمتِ خدا کا یہہ سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ از نتیجہ طبع شاعر نازک خیال ماثر عدیم المثال ہمپایۂ طالب و کلیم
جناب منشی شبیر حسین صاحب نسیم تخلص شاگرد رشید جناب مصنف مدظلہ

تیسرا دیوان چھپا اُستاد کا	کیون نہون خوش دیکھکر اہلِ کمال
اور ہے ایسا کوئی جادو بیان	اور ہے ایسا کوئی نازک خیال
ہان یہی ہے تازگی بخشِ سخن	ہان یہی ہے رونق افزائے کمال
یہہ ہے اُردوے معلیٰ دیکھیے	دیکھیے کہتے ہین اِسکو بول چال
عقل حیران ہے کہ اِسکو کیا کہون	معجزہ ہے یہہ کہ ہے سحرِ حلال
اِسکے ہر مصرع کے تیور دیکھکر	سرنگون ہے بام گردون پر ہلال
دیکھکر ہر شعر کی بانکی ادا	کٹ رہے ہین دلمین کیا کیا خوش جمال
یہہ مضامین یہہ ادا بندی کی شان	یہہ پری بندش یہہ پاکیزہ خیال
ہان یہی میوہ غذائے روح ہے	گلشن تفریح کا یہہ ہے نہال
ہے یہی تو انجمن آرائے عشق	ہے یہی تو شمع بزم حال و قال
ہے اِسی سے گرمیِ بازارِ عشق	ہے اِسی سے رونقِ حسن و جمال
بس اِسیکا حسن ہے زاہد فریب	ہے اِسی کے دام سے چھلنا محال
جستجوی تاریخ کی تھی مجھکو فکر	دِل پکارا ہے عجب اِتنا خیال

فرقِ اعدا کا ٹکڑ لکھدے نسیم — بے نظیر و بے عدیل و بے مثال
۱۸۹۲ع

ایضاً

چھپا ہے اُس شہ اقلیم نظم کا دیوان — کہ جسنے عرش پہ پہونچا دیا سخن کا دماغ
نسیم لکھ یہہ سن ختم و طبع کا مصرع — بیان درد دل داغ و درد زمانہ داغ
سنہ ۱۳۱۰ھ — ۱۳۰۹ھ

ایضاً

مہتاب برج داغ ملکِ دکن سے ہوا طلوع — آئین کدہ ہیں عاشق جانانہ سخن
چلتا ہے دَور بادہ حسن کلام پھر — کھلتا ہے آج پھر در میخانہ سخن
لوٹو عروس نظم کے جوبن کی پھر بہار — پھر دیکھو سیر حسن صنم خانہ سخن
سرمہ ہے باصرہ کے لئے یہہ مہ کلام — دعوت ہے سامعہ کی یہہ افسانہ سخن
پوچھیں جو محو شاہد مضمون سنین طبع — کہدے نسیم ۔ جلوہ مستانہ سخن
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال خوش تقریر شیرین مقال مولانا مولوی جناب ابو الجمیل معین الدین محمد عبد الجلیل صاحب نعمانی امروہی مصنف جواب شافی و آثار وغیرہ وعید بانی

یہہ کس گل خوشنما کا ہے عطر — گل کس کے شگفتہ باغ کا ہے
ہے سال و سوال اور جواب ایک — مطبوع کلام داغ کا ہے
سنہ ۱۳۱۰ ہجری

نهساں کلک داغ خوش بیان نے
مضامین کے کہلائے باغ کیا کیا

سرِ اعدا اڑا کر وجد لکہدو
دیئے ہین حاسدونکو داغ کیا کیا
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

عنوان تاریخی
دیوان داغ ہو گیا اعدا کے واسطے
سنہ ۱۳۱۰ھ

لطفِ زبان ریختہ مخصوص داغ ہے
محمود کے لئے ہے نہ حامد کیواسطے

کیون ہو نہ بار رشک سے اعدا کا سرنگون
دیوان ایک داغ ہے حاسد کیواسطے
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

عنوان تاریخی
ہے مہ کامل یہہ دیوان داغ والاجاہ کا
سنہ ۱۳۱۰ھ

زبان ریختہ کے باغ کے ہین
جناب داغ خوش آہنگ بلبل

صبا کا رشک سے کیون دل نہ نکلے
کہلائے داغ نے اعجاز کے گل
سنہ ۱۳۱۰ف

قطعۂ تاریخ از طبع شاعر نازک خیال سخنور بی نظیر جناب محمد وزیر صاحب

وزیر مالک مطبع ربن پیس اخبار جنرل گوہر آصفی کلکتہ

میری آنکھہ تھی مائل خواب اک شب — تعلق سے آزاد تھا قلب پر غم
نہ لیتا تھا چٹکی کوئی شوخ دل مین — تھی اشک حیرت سے تہی چشم پرنم
غم دنیوی سے فراغت تھی حاصل — ہراک گھر مین تھی شادمانی فراہم
مسرت کا ہنگامہ تھا شش جہت مین — مزاج زمانہ بہی تھا کچہہ نہ برہم
رہے کہلے نظم کے گل زمین سخن مین — مضامین کے طائر مچاتے ہین اودہم
وہان سننے والون کا ہوتا ہے مجمع — جہان ہم سخن شعر کہتے ہین باہم
رسا ہوتی ہین مرحبا کی صدائین — تعلی کی لیتے ہین شاعر جو پیہم
طبیعت کی جدت مین ہی شوخیان ہین — بدلتا ہے رنگ آسمان لاکہہ ہردم
عجب وقت تہا وہ سہانا سمان تہا — فلک پر سحر کی سفیدی تھی کم کم
غضب ہے مؤذن کی اللہ اکبر — شب وصل کے سونے والونکو ہے سم
عجب نور کا وقت ہے صبح صادق — بہت طبع انسان کی رہتی ہے خرم
کوئی کہہ رہا ہے بالحان عشرت — یہی قلب محزون سے فرحت ہے توام
کسی نے کہا دل مین خدشہ ہے ناحق — میسر ہراک کو یہہ ہو وقت جسم جم
چھپا دہلوی داغ صاحب کا دیوان — دل خستگان جہان کا ہے مرہم
وزیر آکے کان مین کہتا ہے ہاتف — الٰہی یہہ ہو — نظم مقبول عالم
۱۳۰۹

ایضاً

ہاتف کی ندا نے دی یہہ کانونکو خبر
سچ کہتی ہے خلق اسکو مہتاب داغ

ہے اوج پر اے وزیر اختر سکر
بے شبہہ ہے۔ محفل خیال شب بہجبر
سنہ ۱۳۰۹ھ

ایضاً

ہے اُس سے شکل معنی تو صاف آشکار
خلق خدا مین نور ہے مہتاب داغ کا
دیوان داغ ملک دکن مین چھپا وزیر
تاریخ کی جو فکر ہوئی بولا یہہ سروش
کچھہ غور کی ضرور نہین صاف صاف لکھہ

آئینہ سے سوا ہے جو مشق صفاے داغ
دیکھینگے اہل معانی ضیاے داغ
مشہور دہر کیون نہو ظل ہماے داغ
ہے ذہن مین بسی ہوئی تیری ہواے داغ
ناظم جہان نورد ہے فکر رساے داغ
سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

شاعر نامور کا دہلی کے
اُسکے چھپنے کا ہے دکن مین شور
اضطراب خرد سے مجھکو وزیر
مجھکو مضطر جو پایا ہاتف نے
یہہ خداے سخن کا ہے دیوان

ہے یہہ مہتاب داغ لاثانی
کاتب اُس نظم نو کا ہے مانی
طبع کی سال مین تھی حیرانی
بولا ہے فکر تیری دیوانی
طلعت آفتاب نورانی
۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر رسا عندلیب البیان جناب منشی محمد عبد العزیز صاحب رضا اعجاز رقم سہسوانی

کیا ہی رنگین صورت گل داغ نے دیوان لکھا
اسکو کہتے ہیں زبان خوش بیان عندلیب
بلبل دل بول اٹھا یوں گلبن تاریخ پر
اب لکھے اوراق گل پر داستان عندلیب

سنہ ۱۳۱۰ ہجری

ولہ

مظہر لطف — سنہ ۱۳۱۱
نظم مرہم دل — سنہ ۱۳۰۹
مظہر قدس — سنہ ۱۳۰۹
ہم نوا در باغ — سنہ ۱۳۱۱

نغمۂ طور — سنہ ۱۳۱۱
داغ نامۂ ہجر — سنہ ۱۳۰۹
نظم گلرنگ — سنہ ۱۳۱۱
درد نامۂ داغ — سنہ ۱۳۰۹

ولہ

این چہ دیوان نوشت مرزا خان
ہر غزل مطلعی ز لمعۂ صبح
تازہ تاریخ تحریر گفتم
ریخت مہتاب داغ جلوۂ صبح

سنہ ۱۳۱۰ ہجری

الحمد للہ والمنۃ دیوان مہتاب داغ من تصنیف جناب نواب میرزا خان صاحب داغ دہلوی بتاریخ ۴ شہر جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۰ ہجری مطبع عزیز دکن حیدرآباد مقام چھتہ باہتمام محمد عزیز الدین کے چھپا۔

صحت نامہ مہتاب داغ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۳	میینھدی	مہندی
۶	۱۱	بد	بند
۹	۲	اتیہا	اتنا
۹	۹	ٹھہر	ٹھیر
۹	۱۵	ڈھونڈھتا	ڈھونڈتا
"	"	مرا	مزہ
۱۱	۱۴	لیگئی	لیگئی
۱۲	۱۶	جسکا	جسکا
۱۴	۱۲	اُٹہا	اُٹھا
۲۲	۱۱	تم ہی	تمہین
۳۰	۱۶	ناوگ	ناوک
۳۲	۱۷	خدا نہین ملتا	نہین خدا ملتا
۳۴	۱۳	نہ آسکا	آ نہ سکا
۳۸	۱	اِسباب	اس باب
۴۰	۱۳	میری	مری
"	۱۵	میرے	میری
۴۱	۱	ہمسے بگیا	ہمسے کام بگیا
۴۳	۶	نساہ	نباہ
۴۵	۱۳	سائون	ساون
۴۶	۳	نگمت	نکہت
۴۸	۱۶	برنا	برپا
۴۹	۱۴	ادب	ایا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۰	۱۰	نامہ بری	نامہ بری
۵۳	۔	ملاقات ہی کیا	ملاقات ہی کیا
"	"	بات ہی کیا	بات ہی کیا
"	۸	اوقات ہی کیا	اوقات ہی کیا
۵۴	۶	بات ہی کیا	بات ہی کیا
۵۵	۱	میرا	مرا
"	۱۰	بیجے	بجھی
۵۷	۱۵	غشق	غش
۵۸	۱	گنکہ ہیدن	کنکھیدن
"	۲	میرا	مرا
"	۱۴	دستے	دستے
۶۰	۱۱	مزا	مزہ
"	"	زور	روز
۶۲	۶	پا	یا
"	۴	پیشتر	پیشتر
۶۷	۹	بدمزہ گی	بدمزگی
"	۱۰	غرض ہی	غرض ہے
"	۱۷	ٹھنڈی بہندی	ٹھنڈی ٹھنڈی
۶۹	۲	آپنے کین ہین	آپسے کی ہین
۷۱	۶	دربانون	دربان
۷۲	۶	ہوئین	ہوئی
۷۳	۱۰	خداکے	خدا کی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۵	۱۱	دوست کے	دوست کی
۷۷	۷	وہ ہی تو ہے	ہے تو ہی
۷۸	۹	عدر	عذر
۸۳	۲	پھراہون	پھرتا ہون
۸۳	۵	جھگرا ادہر	جھگڑا ادہر
۹۷	۲	تیرے بگذر	تیری رہگذر
۹۷	۱۰	توڑ	ٹوٹ
۹۷	۱۷	روز روٹی	روز رتی
۱۰۲	۶	ہوگئے	ہوگئی
۱۰۳	۱۵	تلوارکے	تلوارونکے
۱۱۰	۱۰	ٹھہری	ٹھیری
"	"	دور ہین جسے گل	دور ہین آج سے گل
۱۱۴	۸	حضرت آدم	حضرت آدم
۱۱۶	۷	نیندکی	نیندکے
۱۲۱	۵	چھدگئے	چبھ گئی
۱۲۶	۳	تسویش	تشویش
۱۳۳	۹	مرکر	ہم نے مرکر
۱۳۵	۱۳	لڑگئے	لڑگئی
۱۳۶	۲	بگڑگئے	بگڑگئی
۱۳۸	۱۴	ٹھنڈے	ٹھنڈے
۱۳۹	۳	رسیاہی کی	رسا ہی کی
۱۴۱	۱۲	پہنچی	پہنچے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۴	۳	اُدہرادہر	اُدہر سے	۱۸۱	۱۳	ٹھہرے	ٹھیرے	۲۳۶	۱۳	بچپے	بچی
〃	۱۱	مزا	مزہ	۱۸۳	۸	ٹھہرا	ٹھیرا	۲۳۹	۱۷	ومفت	تومفت
〃	۱۳	تیرے	ترے	۱۸۴	۵	مزا	مزہ	۲۴۰	۴	اورمحشر	اورنہ محشر
〃	۱۲	سوال پیہیم	سوال پیہم سے	〃	〃	تیری	تیرے	۲۴۲	۹	خنخپر	خنجر
〃	۱۴	دانہ	دلسانے	۱۸۵	۱	ہماری	ہمارے	〃	۱۲	بستے	بینے
〃	۱۵	لگاہین	لگائین	۱۸۶	۱۰	ہرس	برس	۲۴۸	۲	آنکھہ ڈال کے	آنکھین ڈال کے
۱۴۸	۱۱	صیاد	رہزن	۱۹۳	۲	میری	میرے	۲۵۰	۱۵	وہ کیا ہر کہنا	وہ کیا کہنا ہے
۱۵۲	۹	یہہ کہتی	کہتی	〃	۲	مزا	مزہ	۲۵۱	۷	تیری	تری
۱۵۳	۱۷	ٹوٹ آئین	ٹوٹ آئی	۱۹۵	۱۲	سکئے	کئی	〃	۹	کیا ب کیا چھپے	کیا خوب چھپے
۱۵۷	۳	اگا	لگا	۲۰۰	۳	رکہکراص	رکہکراس	〃	۱۴	ایک طرف	اِک طرف
۱۵۹	۴	ٹہر ٹہر	ٹہہر ٹہہر	۲۰۲	۱۷	سگئے	گئی	۱۵۴	۱	توک	نوک
۱۶۱	۳	بڑا مزا	بڑا مزہ	۲۰۴	۶	پنجا	بیجا	۲۵۶	۵	ہمین ہین	ہمیں سے ہین
۱۶۱	۴	برا انقلاب	بڑا انقلاب	۲۰۸	۳	پُرائی	پرائی	۲۵۸	۱	میرے	مرے
۱۶۱	۹	لطف ہو	لطف سے ہے	〃	۴	برائی	بُرائی	〃	۹	میری	مری
۱۶۱	۱۲	مزا	مزہ	۲۰۹	۶	مزا	مزہ	۲۵۹	۱	میری	مری
۱۶۳	۱۰	کہین	کبہی	۲۱۱	۱۰	مزا	مزہ	۲۶۰	۸	میری	مری
۱۶۷	۹	چیت لی	جیت بہی	۲۱۴	۱	ٹہر ٹہر	ٹہیر ٹہیر	۲۶۳	۱۰	نہ سگئے	نہ گئی
۱۷۰	۱۲	سوال کہہ رکی	سوال کہہ کے	۲۲۶	۱۳	ڈرسٹے	ڈرتے	〃	۱۲	کیا گئے	کیا گئی
۱۷۱	۵	اُسکی	اُسکے	〃	۱۴	رہا ہو یا نہ کر	رہا ہے نہ رہا ہے	۲۶۵	۴	ہوتی ہی	ہوتی ہے
〃	۷	پیچ وغم	پیچ و خم	۲۳۳	۳	خاموش ہے	خاموش ہین	۲۶۷	۸	میرے	مرے
۱۷۹	۱۰	مزا	مزہ	۲۳۴	۸	ہوئین	ہوئی	۲۶۸	۱۰	کمی کی گئے	کمی کئے
۱۸۱	۹	بدمزہ گی	بدمزگی	۲۳۶	۱۱	نگہت	نکہت	۲۶۹	۲	حسن بہی	حسن ہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۹	۲	نیلی پیلی	نیلی پیلی	۲۹۶	۵	خانِ دیباچہ	خان دیباچہ	۳۳۲	۱۲	کنجفہ	گنجفہ
۲۷۵	۲	اور ایک بہ بہ	ہر سوز اک	〃	۸	ترا	تُرا	۳۳۴	۴	تیرے	ترے
〃	۱۶	لیلئے	لیلی	۳۰۰	۵	این	زین	〃	۱۴	ہوگئر	ہوگئی
۲۷۷	۹	ٹھن گئے	ٹھن گئی	۳۰۸	۶	فسوں سا ہے بہر	بسا فسوں ہے بہر	۳۳۵	۴	اندار	انداز
۲۷۸	۱	ہے گرچہ ایک	گرچہ ہے اک	۳۱۴	۳	۰	سنہ ۱۳۰۹ھ	۳۳۶	۴	نکہت کل	نکہت گل
〃	۴	اس کیلیے ایسا	اسکے کچھے کلام ایسا	۳۱۴	۸	حراغ	چراغ	〃	۱۰	ماہم	باہم
〃	۱۳	میرری	میروی	〃	۱۳	سال	مثال	۳۳۷	۴	جانجا	جابجا
〃	۱۴	سمینا	سیمینا	۳۱۵	۵	۰	سنہ ۱۳۱۱ھ	〃	۱۲	علم علم	علم علم
۲۸۱	۲	ہوگئی	ہوگئی	۳۱۷	۱۵	نگہت	نکہت	۳۴۰	۳	فعفور	فغفور
〃	۵	حضر	خضر	۳۲۱	۱۳	نہیں	نہین	۳۴۳	۵	ہوگئے	ہوگئی
〃	۱۰	جو	چو	۳۲۳	۹	جاونے جاوے	جادے جادے	〃	۹	بڑہ گئے	بڑہ کے
۲۸۲	۷	پہچانا	پہنچانا	〃	۱۳	چوکری	چوکڑی	۳۴۵	۵	جسکی	جس سے
۲۸۳	۱۶	غم و رنج	غم و رنج	〃	۱۴	اشارسے	اشارے سے	〃	۸	لالہ گل	لالہ و گل
۲۸۴	۱۴	جتبک کوکب	جب تک ہے کوکب	〃	۱۶	زرہ	زندہ	〃	۱۵	اُسکے	اُسکی
۲۸۵	۱۲	ہر گل	ہر لب	۳۲۴	۶	جُھرمٹ کے	جھرمٹ کئے	〃	۱۷	جفا ساز	جفا کار
۲۸۶	۲	تیری	ترے	۳۲۵	۱	شمع کی	شمع کے	۳۴۶	۱۳	جلوہ تو ہے	جلوہ تر ہے
〃	۴	تیری	ترے	۳۲۶	۱	جوّاد	جواد	〃	۱۴	یا بار الہ	یا بار الٰہ
۲۸۷	۱۲	مسعود مبارک	مسعود و مبارک	〃	۷	فہم ورفطن	فہم و فطن	۳۴۸	۱	توسینا	تو سینا
۲۹۱	۶	کہین	کبھی	۳۲۷	۱۳	جوشں	جوشن	۳۵۰	۱۴	تاریخ	تا مریخ
〃	۱۲	افرور	افروز	۳۲۸	۱۲	شرن	شیرن	〃	۱۷	تیرکی	تیرگی
۲۹۳	۵	نعز	نغز	〃	۱۶	حُسن	حَسَن	۳۵۳	۱۰	اقران	قران
۲۹۴	۱	قادر بخش	قادر بخش بہادر	۳۲۹	۱۴	ساقی کے	ساقی کی			۰	

صحتنامہ تقریظات و تاریخہاے مہتاب داغ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۴	بہ بیخود	بیخود
〃	۵	دو	وہ
۵	۹	بہی مین	بہی ہین
〃	۱۷	کیین	کہین
۸	۱۷	ہر یفت	ہر ہفت
۹	۵	آہ بے	آہ رے
۱۱	۱۶	کیان وکے	کیان کے
۱۲	۴	افغانیاں	افغانیان
〃	۱۶	روزِ تابیں	روزنہ تابیں
۱۳	۱۷	جو	چو
۲۱	۴	والی	واسلے
〃	۹	اولی العظم	اولی العزم
〃	۱۴	بانکین	بانکی
۲۴	۳	ایسی	جیسی
۲۴	۷	نعمہ	نغمہ
〃	۷	خور	خورد
۲۵	۱۷	جو	چو
۲۶	۳	نمائد	نماید
〃	۶	شبِ	شب
۳۵	۱۵	ثرکان	مژگان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۶	۶	نکہت	نکہت
〃	۱۴	نمائد	نماید
۳۸	۷	اقران العظم	اقران معظم
۴۰	۵	خیریاد	خیرباد
〃	۹	خوادث	حوادث
۴۱	۴	قطع	قطعہ
〃	۹	قطع	قطعہ
〃	۱۳	〃	〃
۴۳	۳	〃	〃
〃	۱۳	〃	〃
۴۵	۸	استادم	اوستادم
〃	۹	نعر	نغز
۴۵	۱۱	قطع	قطعہ
〃	۱۵	〃	〃
۴۶	۳	یعقوب	یعقوب
۴۹	۵	نظر	نظیر
۵۴	۷	امیر صاحب	امیر احمد صاحب
۵۵	۱	ہوگئی	ہوگئی
۵۷	۸	چہران	چہریاں
۵۸	۴	فصاحت	فصاحت
۶۰	۱۱	کیٹڈٹ	کیڈ ڈ
۶۱	۹	گلزا	گلزار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۲	۸	کی تہی	کی رضا تہی
۶۷	۱۱	طنار	طناز
۷۲	۵	میر طفر	میر ظفر
۷۳	۱	داع	داغ
۷۴	۲	بہی طرز نئے ہنری	تہی طرز ہنری
۷۷	۱۳	عجیب شیر	عجیب سیر
۷۸	۱۲	ماہتابیہ	مہتاب
۷۹	۴	دیوانِ سوم	دیوان سوم
۸۳	۱	مضمونون	مضمون
۸۴	۴	چہتا	چہپا
۸۵	۱۷	کے	کی
۹۰	۱۱	تعصب	تغضب
۹۳	۱۲	تحرجہ	تخرجہ

تمت بالخیر

اعلان

مشتاقانِ کلام و تشنگانِ سخن کو مژدہ ہو کہ میرے اُستاد سرآمد شعراء جہان بلبل ہندوستان اُستاد الشعرا جناب نواب میرزا خان صاحب **داغ** دہلوی مدظلہ کا تیسرا دیوان مسمی بہ **مہتاب داغ** اس عاجز کے اہتمام سے مطبع عزیز دکن مین بصحت تمام عمدہ کاغذ پر خوشخط اُنتیس جزو مین طبع ہوکر اتمام کو پہونچا۔

اس دیوان فصاحت بیان مین۔ گلزار داغ۔ آفتاب داغ۔ فریاد داغ۔ کے خلاف الفاظ مفصلۂ ذیل ترک کئے گئے اور بجائے اُسکے دوسرے الفاظ قایم کئے گئے ہین۔

نقشہ الفاظ متروک شدہ و قائم شدہ مگر تلامذہ کو مجاز کیا گیا ہے کہ چاہین ترک کرین یا نکرین

الفاظ متروک شدہ	تمثیل الفاظ متروک شدہ	الفاظ جو بجائے الفاظ متروک شدہ قائم کئے گئے	تمثیل الفاظ قائم شدہ
یان۔ وان	مصرع نہیں معلوم کہ ہمت سے قاصد حال کچھ وہ انکا	یہان وہان باظہارِ (ہا)	مصرع اس دل کا ٹھکانا نہ یہاں ہے نہ وہاں
پھر۔ بھی لیکن و مگر	مصرع بات کہنے مین پر نہین آتی	لیکن و مگر	مصرع قرار اس دل بیتاب کو مگر
اور بروزن۔ آر	مصرع اور بات ہے آتی کہ اُدھر کل ہے ادھر آج	اور باظہارِ۔ واو	مصرع ہے حال طبیعت کا اِدھر اور اُ
مین۔ متکلم کا یا۔ دیتی ہوی	مصرع مین کہین دل لگاؤن مین کہین غم اُٹھاؤن	مین باظہار۔ یا	مصرع ساقیا مین اگر دعا مانگون

دیوان گورنمنٹ سرکار عالی نظام حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ و گورنمنٹ انگریزی میں چھپ گیا

تا اس حدیقۂ سخن کی پانچروپیہ قیمت مقرر کیگئی ہے — اسکی قیمت پیشگی اسقدر پہونچ گئی ہے کہ

کم نسخے باقی رہ گئے ہیں اور روز بروز کم ہوتے جاتے ہیں جو صاحب خریدار ہوں قیمت مہربانی سے پاس

جناب استاد مدظلہ کے پاس (محبوب گنج واقع بیرون بلدہ حیدرآباد دکن) میں روانہ فرمائیں اور اپنا پتا اور نشان

خوشخط میں تحریر کریں —

واضح رہے کہ جس نسخہ پر جناب مصنف مدظلہ العالی کی مہر نہو وہ مال مسروقہ سمجھا جائیگا اور خریدکنندہ مال مسروقہ

بقیمت جانکر خریدنے والا مصور ہوگا حضرات خریداران مطلع رہیں —

مطبع تیغ ... آزاد وکیل ہائیکورٹ مملکت آصفیہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ ساکن چار مینار ڈیوڑھی نواب حسن الدین ... بخشی واقع حیدرآباد دکن

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب مطبع عزیز دکن حیدرآباد دکن کی ہے

مہر و دستخط مالک و مہتمم مطبع کے ثبت کیے گئے فقط محمد ...

